


شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ




نگارشات

مرتب

حافظ شاہد رفیق

فاضل مدینہ یونیورسٹی



نگارشات جلد نہم

مشکاۃ المصابیح (حصہ اول)

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرتب: حافظ شاہد رفیق

فاضل مدینہ یونیورسٹی

اشاعت ——— جنوری 2024ء

ناشر



جامع مسجد سلمان فارسی، لودھی ٹاؤن۔ سیالکوٹ روڈ، گوجرانوالہ 0321-6466422

فہرست مضامین

❁ ابتدائیہ:.........(حافظ شاہد رفیق)... 5

❁ تصدیر...........(پروفیسر محمد بن اسماعیل سلفی رحمہ اللہ)......................... 7

مشکاۃ المصابیح (حصہ اول)

خُطْبَةُ الْكِتَاب .... مقدمۂ کتاب.................................... 13

❁ كِتَابُ الْإِيمَانِ .... ایمان کا بیان 19

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ . کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں 42

بَابٌ فِي الْوَسْوَسَة .... وسوسے کا بیان 55

بَابُ الْإِيمَان بِالْقَدَرِ .... تقدیر پر ایمان کا بیان 61

بَابُ إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ .... قبر کے عذاب کا ثبوت.............................. 85

بَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّة کتاب اللہ اور سنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان 100

❁ كِتَابُ الْعِلْمِ .... علم کے بیان میں 129

❁ كِتَابُ الطَّهَارَة .... طہارت کے بیان میں 157

بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ .... جن امور سے وضو واجب ہوتا ہے.................... 167

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ............... قضائے حاجت کے آداب............................ 178

بَابُ السِّوَاكِ................... مسواک کے بیان میں 190

بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ............... وضو کے طریقے 195

بَابُ الْغُسْلِ..................... غسل کرنے کا بیان................................ 209

بَابُ مُخَالَطَةَ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهٗ جنبی سے میل جول کہاں تک درست ہے؟ 218
بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاه .... پانی کے احکام 226
بَابُ تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ .... پلیدی کو پاک کرنا 235
بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ..... موزوں پر مسح کا بیان 243
بَابُ التَّيَمُّمِ .... تیمّم کا بیان 249
بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ .... مسنون غسل کا بیان 254
بَابُ الْحَيْضِ .... حیض کا بیان 258
بَابُ الْمُسْتَحَاضَة .... مستحاضہ کا بیان 263
❁ كِتَابُ الصَّلَاةِ .... نماز کا بیان 268
بَابُ الْمَوَاقِيْتِ .... نماز کے اوقات کا بیان 277
بَابُ تَعْجِيْلِ الصَّلَاة .... نماز سویرے پڑھنا 284
بَابُ فَضَائِلِ الصَّلَاة .... نماز کی فضیلت 296
بَابُ الْأَذَانِ .... اذان کا بیان 302
بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَإِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ اذان کی فضیلت اور مؤذن کے جواب کا طریقہ 310
بَابٌ فِيْهِ فَصْلَانِ .... اذان کے متعلق باب 320
بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاة مسجدیں اور نماز کی جگہیں 325
بَابُ السَّتْرِ .... نماز میں ستر (پردہ پوشی) کا بیان 351



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

حدیثِ نبوی کے مجموعہ جات میں مشکاۃ المصابیح کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور بڑی تعداد میں علماء نے اس کے شروح وحواشی لکھے۔ برصغیر کے دینی مدارس میں ایک ایسا وقت بھی تھا کہ صرف یہی مجموعۂ حدیث داخلِ درس ہوا کرتا تھا۔ بعد میں اگرچہ حدیث کی دیگر امہات الکتب بھی نصابِ تعلیم میں شامل ہوگئیں، مگر اس کتاب کی مقبولیت ہنوز ویسی ہی ہے اور ہر جگہ مدارس کے طلبہ وطالبات کو یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ اور عوام الناس کے ہاں بھی اسے قبولِ عام حاصل ہے۔

اسی اہمیت وقبولیت کے پیشِ نظر شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے اردو ترجمہ اور مختصر حواشی کا آغاز کیا مگر اسے مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گئے۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ کا یہ ترجمہ وتعلیق مشکاۃ المصابیح کی کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ تک ہی لکھا گیا ہے۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ کا اس ترجمہ وتحشیہ میں اسلوب یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں انھوں نے اس میں مندرج احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل کا خلاصہ اور راجح موقف ذکر کیا ہے جو ان کے رسوخِ علمی اور گہری فقہی بصیرت پر دلالت کرتا ہے۔ بعد ازاں ہر حدیث کا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور حسبِ ضرورت مختصر حواشی رقم کیے ہیں۔ یہ ترجمہ وتعلیقات صرف مشکاۃ کی **1436** احادیث پر ہی اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اگرچہ مشکاۃ کے ترجمہ وحواشی کی تکمیل مولانا سلفی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے ایک شاگرد مولانا محمد سلیمان کیلانی رحمہ اللہ نے کی تھی اور یہ مکمل ترجمہ وحواشی **3** جلدوں میں شائع ہوئے۔ مگر ہم نے چوں کہ نگارشات کے اس مجموعے میں صرف مولانا سلفی رحمہ اللہ ہی کی تحریروں کو جمع کیا ہے، اس لیے ہم نے مشکاۃ کا ترجمہ وحواشی بھی صرف وہی شامل کیا ہے جو مولانا سلفی رحمہ اللہ کا رقم کردہ ہے۔

ہم نے کتاب کے متن اور ترجمہ وحواشی کی تصحیح میں کوشش کی ہے کہ کوئی خطا باقی نہ رہے، تاکہ قارئین اطمینان سے استفادہ کرسکیں، تاہم بشری تقاضے کے تحت اگر کسی غلطی پر اطلاع ہوئی تو آیندہ طباعت میں اس کی تصحیح کردی جائے گی۔ ان شاء اللہ

ہر حدیث کے آغاز میں صحت وضعف کا حکم ہماری طرف سے اضافہ کردہ ہے جو ہم نے قوسین میں درج کیا ہے۔ تصحیح وتضعیف کے یہ احکام محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کردہ مشکاۃ المصابیح سے ماخوذ ہیں جو ان کے ایک شاگرد شیخ عصام موسیٰ ہادی حفظہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح کے جدید اِڈیشن (طبعہ: دار الصدیق، سعودی عرب ۲۰۲۳ء) میں جمع کر کے شائع کیے ہیں اور اس طباعت میں ہر حدیث کے آخر میں متن کے اندر ہی احادیث کے حوالہ جات بھی قوسین میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کو مولف اور مترجم ومحشی کے لیے ذخیرۂ آخرت اور بلندیِ درجات کا ذریعہ بنائے اور اس عمل میں شریک تمام حضرات کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

وصلى الله و سلم على خير خلقه محمد، وعلىٰ آله، وأصحابه أجمعين.

حافظ شاہد رفیق

۱۱؍جنوری ۲۰۲۴ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى، وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا اور اس کی قدرتِ کاملہ کے نشانات میں یہ بات ہے کہ اس عریض و بسیط دنیا میں کوئی دو شخص ایک جیسے نہیں اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان میں اپنی طرز کی خوبیاں اور صفات ہیں جو دوسرے میں موجود نہیں۔

جناب والدِ محترم حضرت محمد اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ (سابق امیر مرکزی جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان) میں ایک خاص صفت اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی تھی کہ ان کو اپنا بڑے سے بڑا کام بھی اپنی آنکھوں میں ہیچ دکھائی دیتا تھا، جس کا طبعی نتیجہ تھا کہ اپنے کارہائے نمایاں کی کبھی تشہیر نہ فرماتے تھے۔ یہ اسی افتادِ طبع کا نتیجہ تھا کہ شرح سبعہ معلقہ، جو انھوں نے ۱۹۴۲ء میں مکمل فرمائی تھی، ان کی فائلوں کی زینت بنی رہی۔ انھوں نے کبھی اپنی اس تالیفِ نفیس کا ذکر تک نہیں کیا، بلکہ وہ ان کے اس جہان سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے کاغذات سے برآمد ہوئی۔ ان شاء اللہ اب یہ کتاب ''المکتبۃ السّلفیہ'' لاہور کے اہتمام میں چھپے گی۔[1]

اس قبیل سے ایک نماز کا مسوّدہ ہے[2] جو انھوں نے اپنے آخری ایام میں مکمل کیا اور اسی سلسلے کی ایک کڑی ''مشکاۃ المصابیح'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مشکاۃ شریف کے نصف اوّل پر مشتمل ہے۔ اس ترجمے میں آپ نے ہر باب کے ابتداء میں ایک مبسوط نوٹ تحریر فرمایا ہے جس میں اس مضمون پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب بھی آ گیا ہے۔ ضعیف احادیث کے مضامین پر تنقید بھی ہوتی چلی گئی ہے اور باب کی تمام احادیث کا خلاصہ بھی ذہن نشین ہوتا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ

[1] یہ کتاب مکتبہ سلفیہ لاہور سے اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع ہو گئی تھی۔

[2] اس کتاب کا نام ''رسولِ اکرم ﷺ کی نماز'' ہے اور یہ متعدد دفعہ شائع ہو چکی ہے۔

نے ضرورت کے مطابق کہیں کہیں حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن کے آخر میں آپ کے اسمِ گرامی کا خود پسند کردہ مخفف ''اسم'' تحریر کیا گیا ہے۔ مگر مبسوط حواشی کا کام آپ کے شاگردِ رشید محمد سلیمان کیلانی نے سرانجام دیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

مولانا محمد سلیمان صاحب ایک صاحبِ علم وفضل نوجوان ہیں۔ طبیعت میں جذبۂ تبلیغ اللہ تعالیٰ نے خوب دیا ہے۔ چنانچہ آپ کئی ایک عربی اور فارسی کتابوں کے مترجم ہیں، جن میں سے بیشتر علمِ حدیث سے متعلق ہیں اور کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ والد صاحب مرحوم ومغفور کا زیرِ نظر مسودہ مولانا موصوف کی تحویل میں ہی تھا کہ حضرت محترم رحمہ اللہ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئے۔

آپ کی رحلت کے بعد اس مسودے کی کتابت و طباعت کا بیڑہ والد بزرگوار کے ایک لائق شاگرد جنابِ مولانا خالد گرجاکھی نے اٹھایا جو ادارہ ''احیاء السنۃ'' گرجاکھ کے مہتمم ہیں۔ انھوں نے بصرفِ زرِ کثیر اس کی کتابت کرائی۔ کتاب کی افادیت کے اضافے کے لیے اس کی متعدد فہرستیں بھی تیار کیں۔ مگر حالات کی نامساعدت کی وجہ سے کتاب پریس نہ بھیجی جا سکی۔

انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن کو جب اس صورتِ حال سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے معقول سرمایہ اکٹھا کر کے جلد اول کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس اشاعت سے جلبِ منفعت ہرگز مقصود نہیں، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خواہش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کم از کم قیمت مقرر کرنے کی سعیِ بلیغ کی گئی ہے (جو لاگت سے بھی کم ہے)۔

اس طریق سے انجمن موصوف نے اس جذبے کی روح کو تازہ رکھنے کی کوشش کی ہے جس کے تحت مولانا محمد اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ نے مرکزی جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان کی نظامت اور امارت کو چلایا۔

حضرت العلام رحمہ اللہ کی زندگی محاسن واوصاف کا ایک خوبصورت امتزاج تھی۔ آپ سلف صالحین کا ایک بہترین نمونہ تھے اور سنت کی پیروی آپ کی زندگی کا مقصدِ وحید تھا۔ آپ کا ذہن رسا تھا۔ معاملہ فہم اور دور اندیش تھے۔ آپ بڑے مدبّر اور سلجھے ہوئے ذوق کے مالک تھے۔ دل نوازی، بے غرضی، فیاضی اور اخلاص کی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

آپ نے دینِ حق پھیلانے اور توحیدِ خالص کو لوگوں کے اذہان میں بٹھانے کا فریضہ اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ بس یہی ایک دُھن تھی جو آپ پر سوار تھی۔ اس راہ کی تمام تکالیف کو آپ نے ہمت اور عزیمت کے ساتھ برداشت کیا۔ آپ نہ صرف پرجوش خطیب تھے، بلکہ قلم کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔ آپ سلجھے ہوئے مصنف تھے۔ آپ سادہ عنوانات کے تحت علم کے دریا بہا دیتے تھے۔ اگر ان کے مطبوعہ مضامین کو اکٹھا کر دیا جائے تو ایک خزینۂ لازوال ہوگا۔

آپ کی تاریخ پیدائش اندازاً ۱۸۹۵ء ہے۔ آپ تحصیل وزیر آباد کے ایک گاؤں ڈھونیکے میں پیدا ہوئے۔ ہمارے دادائے محترم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب ایک صاحبِ فن کاتب، ایک صاحبِ فضیلت عالم اور طبیبِ حاذق تھے۔ آپ نے تحصیلِ علم حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی سے کی۔ اسی تعلیم وتربیت کے اثرات تھے جو والد گرامی رحمہ اللہ کی طرف منتقل ہوئے۔

جناب والدِ گرامی قدر مولانا محمد اسماعیل صاحب السّلفی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد رحمہ اللہ (ہمارے دادا) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سے حاصل کی۔ اسی گھریلو ماحول میں ایک باعمل حضرت مولانا عمرالدین صاحب وزیر آبادی سے استفادہ کا بھی موقع آیا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی صَرف ونحو کی ابتدائی کتب پر عبور حاصل کیا۔ ان ابتدائی کتب کے ساتھ گلستاں، بوستاں اور دیگر فارسی کتب بھی پڑھیں۔

اس ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے بعد آپ نے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ جناب حافظ صاحب نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہی آپ نے وزیر آباد سے دلّی کا رُخ کیا۔ دلّی ان دنوں علوم وفنون کا مرکز تھا۔ یہاں شاہ ولی اللہ اور ان کی تحریکِ علمی کے گہرے نقوش تھے۔ آپ نے پھاٹک حبش خاں کے ملحقہ مدرسہ نذیریہ میں مولانا عبدالمجید عمر پوری اور دوسرے علماء سے علمی جواہر اکٹھے کیے۔

ان دنوں امرتسر میں علمی چرچا تھا اور اکابرینِ خاندانِ غزنویہ علوم وفنون کا منبع بن چکے تھے۔ آپ نے امرتسر میں بھی تحصیلِ علم کی۔ آپ نے مولانا عبدالغفور صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب سے استفادہ کیا۔ امرتسر میں آپ نے مفتی محمد حسن صاحب (جو قیامِ پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی ہوئے) سے فنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپ مفتی صاحب موصوف سے بہت متاثر تھے۔ علوم وفنون میں ان کے ذوقِ صحیح کی بہت تعریف کرتے تھے اور فرماتے کہ مجھ کو فنون میں جتنا درک ہے یہ مفتی صاحب کے طریقِ تدریس کا فیض ہے۔

ان دنوں ہی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا بھی طوطی بولتا تھا۔ انھوں نے اشاعتِ توحید و سنت کی ایک ہمہ گیر مہم شروع کر رکھی تھی۔ والدِ گرامی اس سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان اکابر کی ملاقاتوں اور علوم کا اثر تھا کہ آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ آزادیِ وطن کی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لینا شروع کیا۔ سیاسی راہنماؤں میں حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کو اپنا مقتدیٰ مانتے تھے اور ان کی سیاسی بصیرت کی تعریف کیا کرتے تھے۔

امرتسر کے بعد آپ سیالکوٹ میں تشریف لائے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سے بھی کچھ علمی فیض حاصل کیا۔ والدِ گرامی رحمہ اللہ کا سلسلۂ علم سند کے لحاظ سے چوبیس واسطوں سے جناب خیر البشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔

آپ ۱۹۲۱ء میں بہ معیت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس وقت گوجرانوالہ کی جماعت اہلِ حدیث چند نفوس پر مشتمل تھی۔ حضرت میر سیالکوٹی نے جماعت کے اراکین سے کہا کہ میں تمھارے سپرد ایک دُرِّ شہوار کرنے آیا ہوں، اس کو حفاظت سے رکھنا۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے گوجرانوالہ کو وطن بنایا اور اس شہر میں منبر و محراب کی زینت بنے رہے۔ اس نصف صدی میں کئی انقلاب آئے مگر آپ جادۂ مستقیم پر رواں دواں چلتے رہے۔ آپ کے پائے عزیمت میں کبھی کوئی لغزش نہیں آئی۔ مرتبے کی چاہت اور دولت کی طلب آپ کو اپنے مقام سے ہلا نہ سکی۔ اگر کبھی مشاہرے کی زیادتی کا ذکر آتا تو فرماتے تھے: میں اپنے آپ کو منڈی کا مال نہیں بنانا چاہتا۔

گوجرانوالہ کی جامع اہلِ حدیث میں آپ نے مدرسہ محمدیہ کی تاسیس کی اور یہ مدرسہ نصف صدی تک اہالیانِ گوجرانوالہ اور مضافات کو علم سے بہرہ ور کرتا رہا۔ اس مدرسے میں آپ نے خود بھی طلبہ کو تعلیم دی اور اس کے ساتھ ہی وقت کے بہترین اساتذہ بھی انتخاب کر کے متعین فرماتے رہے۔ اس مدرسے سے ہزاروں شاگرد زیورِ علم سے مزیّن و آراستہ ہو کر نکلے اور اطرافِ پاکستان میں توحید و سنت کی اشاعت میں مصروف ہوئے۔ ان میں چند ایک جو کسی حیثیت میں بہت زیادہ معروف و مشہور ہوئے حسبِ ذیل ہیں:

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب (انھوں نے فلسفۂ اسلام کو اپنا موضوع بنایا اور اس پر بہت کچھ اور بہت اچھا لکھا) مولانا حکیم عبداللہ صاحب نصر، مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب ذبیح (جو بہترین

مقرر و مدرّس ثابت ہوئے) مولانا معین الدین لکھوی جن کی سیاسی سوجھ بوجھ اور تقریر مشہور ہے۔ مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی جو تصنیف و تالیف اور تراجمِ کتبِ عربی و فارسی میں مشغول ہوئے۔ مولانا خالد صاحب گرجاکھی جنھوں نے ادارہ ''احیاء السنۃ'' کی تاسیس کی۔ کئی ایک کتابیں تصنیف کیں اور کئی ایک تراجم کر کے شائع کیے۔ یہ چند ایک بطور مثال ہیں ورنہ والدِ گرامی رحمہ اللہ کے قابلِ قدر تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔

آپ اتنی مصروف زندگی گزارتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان فرائض سے کیسے عہدہ برآ ہوتے تھے۔ آپ اس مسجد کے خطیب تھے۔ پانچوں وقتوں کی نمازوں کے امام تھے۔ آپ نے مدّۃ العمر صبح کا درس دیا۔ گوجرانوالہ میں موجود ہوتے اس کا ناغہ شاذ و نادر ہی ہوا۔ تبلیغی اور تنظیمی سفر پر تشریف لے جاتے تو کوشش یہی فرماتے کہ امکانی حد تک سفر جلدی ختم کریں، تاکہ درسِ قرآنِ حکیم کے تسلسل میں فرق نہ پڑے۔ اس درس کے بعد شہر کے تجّار اور کاروباری لوگوں کی ایک جماعت آپ سے باترجمہ قرآنِ مجید پڑھتی تھی اور بعد ازاں مدرسہ محمدیہ کے اسباق شروع ہوجاتے تھے۔ اس اثنائے مصروفیت میں ہی مضمون نویسی، مقالہ نگاری، خطوط کے جواب اور فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔ شہر کی سیاسی اور معاشرتی تحریکوں میں حصہ بھی لیا جاتا تھا۔ ملک کی تحریکوں میں پورے انہاک کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور حوادثات میں باحسن وجوہ خدمات انجام دیتے تھے۔

تقسیمِ ملک اور قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے گوجرانوالہ میں مہاجر خاندانوں کو بسانے میں بھرپور حصہ لیا۔ ملک میں پیش آمدہ قدرتی مصائب و آلام کی آمد پر آپ نے جماعتی تنظیم کے تحت امدادی فنڈ جمع کیے اور پھر ان کو حق دار لوگوں تک پہنچایا۔

گوجرانوالہ میں آپ نے تعمیرِ مساجد میں بھرپور حصہ لیا، آپ نے جس وقت اس دنیا کو خیر باد کہا، اس وقت آپ نے اس شہر میں اہلِ حدیث کی پچپنویں (55) مسجد کی تاسیس فرمائی۔ آپ نے مدارسِ عربیہ کے قیام کی طرف بھی برابر توجہ مبذول رکھی، آپ ملک کے دور دراز حصوں میں بھی مدارسِ عربیہ کا قیام عمل میں لاتے۔ آپ نے اس سلسلے میں بلتستان کے مدارس کی مدّت العمر بھرپور امداد کی اور ان کی نگرانی فرماتے رہے۔

پاکستان کے اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے جب کمیٹی بنائی گئی تو اس میں آپ شامل

تھے۔ آپ نے آئین کی تشکیل کے لیے ایک خاکہ پیش کیا۔ آپ نے اپنی اسی مصروف زندگی میں سے چند لمحاتِ فرصت تلاش کر کے مشکاۃ شریف کا ترجمہ فرمایا، جس کی اشاعت کی سعادت انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس عظیم کام کے لیے انجمن کے تمام اراکین قابلِ مبارک باد ہیں، بالخصوص:

1- جناب عبدالرؤف صاحب ناگی (صدر انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
2- جناب شیخ محمد اسحاق صاحب (جنرل سیکرٹری انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
3- جناب ماسٹر ستار محمد صاحب (جائنٹ سیکرٹری انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
4- جناب ملک محمد اسماعیل صاحب (رکن انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
5- جناب عبدالمجید صاحب چغتائی (رکن انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
6- جناب چودھری محمد حسین صاحب (رکن انجمن اہلِ حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)
7- ان حضرات کے علاوہ تمام وہ حضرات قابلِ مبارک باد ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں درمے، دامے، قدمے، قلمے، سخنے حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت کرے اور ہر کارِ خیر میں حصہ لینے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

مشکاۃ المصابیح کی ترتیب مولف نے چونکہ بے حد پسندیدہ، خاطر خواہ اور مفید رکھی تھی، اس لیے یہ خیال تھا کہ اس میں کوئی لفظی غلطی نہ رہ جائے۔ چنانچہ اس کی تصحیح میں پوری کوشش کی گئی ہے۔ اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو بشری فروگذاشت ہو گی۔

اس کتاب کی تصحیح یکے بعد دیگرے تین حضرات نے فرمائی: مولانا خالد صاحب گرجاکھی، مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی (محشی کتاب ہذا)، جناب پروفیسر غلام احمد صاحب حریری (فیصل آباد)۔ ان حضرات کا شکریہ نہ ادا کرنا ایک بہت بڑی فروگذاشت ہوگی۔ انھوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کتابت شدہ کاپیوں کی تصحیح فرمائی۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهِ وَلِمَنْ سَعٰى فِيهِ. آمِيْن

پروفیسر محمد بن مولانا محمد اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ

C / 62 سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

خُطْبَةُ الْكِتَابِ

بِسم اللّٰه الرَّحْمَن الرَّحِيم وَبِهِ نَسْتَعِيْنُ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهَادَةً تَكُونُ لِلنَّجَاةِ وَسِيلَةً، وَلِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ كَفِيلَةً، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، الَّذِيْ بَعَثَهُ وَطُرُقُ الْإِيمَانِ قَدْ عَفَتْ آثَارُهَا، وَخَبَتْ أَنْوَارُهَا، وَوَهَنَتْ أَرْكَانُهَا، وَجُهِلَ مَكَانُهَا، فَشَيَّدَ ـصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُـ مِنْ مَعَالِمِهَا مَا عَفَا، وَشَفَى مِنَ الْعَلِيْلِ فِيْ تَأْيِيْدِ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ مَنْ كَانَ عَلَى شَفًا، وَأَوْضَحَ سَبِيْلَ الْهِدَايَةِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّسْلُكَهَا، وَأَظْهَرَ كُنُوزَ السَّعَادَةِ لِمَنْ قَصَدَ أَنْ يَّمْلِكَهَا.

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِهِ لَا يَسْتَتِبُّ إِلَّا بِالِاقْتِفَاءِ لِمَا صَدَرَ مِنْ مِشْكَاتِهِ، وَالِاعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللَّهِ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِبَيَانِ كَشْفِهِ، وَكَانَ "كِتَابُ الْمَصَابِيحِ"ـ الَّذِيْ صَنَّفَهُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ، قَامِعُ الْبِدْعَةِ، أَبُو مُحَمَّدِنِ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودِنِ الْفَرَّاءُ الْبَغَوِيُّ، رَفَعَ اللَّهُ دَرَجَتَهُـ أَجْمَعَ كِتَابٍ صُنِّفَ فِيْ بَابِهِ، وَأَضْبَطَ لِشَوَارِدِ الْأَحَادِيثِ وَأَوَابِدِهَا.

وَلَمَّا سلك ـ رضي الله عنه ـ طَرِيْقَ الِاخْتِصَارِ، وَحَذَفَ الْأَسَانِيدَ؛ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ النُّقَّادِ، وَإِنْ كَانَ نَقْلُهُ ـ وَإِنَّهُ مِنَ الثِّقَاتِ ـ كَالْإِسْنَادِ، لَكِنْ لَيْسَ مَا فِيهِ إِعْلَامٌ كَالْإِغْفَالِ، فَاسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تَعَالَى، وَاسْتَوْفَقْتُ مِنْهُ، فَأَعْلَمْتُ مَا أَغْفَلَهُ، فَأَوْدَعْتُ كُلَّ حَدِيْثٍ مِنْهُ فِيْ مَقَرِّهِ كَمَا رَوَاهُ الْأَئِمَّةُ الْمُتْقِنُونَ، وَالثِّقَاتُ الرَّاسِخُونَ؛ مِثْلُ أَبِيْ عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ، وَأَبِيْ الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيِّ، وَأَبِيْ عَبْدِ اللَّهِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ الْأَصْبَحِيِّ، وَأَبِيْ عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ،

وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيِّ، وَأَبِي عِيسَى مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى التِّرْمِذِيِّ، وَأَبِي دَاوُدَ سُلَيْمَانَ ابْنِ الْأَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبٍ النَّسَائِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مَاجَهْ الْقَزْوِينِيِّ، وَأَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيِّ، وَأَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيِّ، وَأَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيِّ، وَأَبِي الْحَسَنِ رَزِينِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدَرِيِّ، وَغَيْرِهِمْ، وَقَلِيلٌ مَا هُوَ.

وَإِنِّيْ إِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيثَ إِلَيْهِمْ كَأَنِّيْ أَسْنَدْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؛ لِأَنَّهُمْ قَدْ فَرَغُوْا مِنْهُ، وَأَغْنَوْنَا عَنْهُ. وَسَرَدْتُّ الْكُتُبَ وَالْأَبْوَابَ كَمَا سَرَدَهَا، وَاقْتَفَيْتُ أَثَرَهُ فِيهَا، وَقَسَّمْتُ كُلَّ بَابٍ غَالِبًا عَلَى فُصُولٍ ثَلَاثَةٍ: أَوَّلُهَا: مَا أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ أَوْ أَحَدُهُمَا، وَاكْتَفَيْتُ بِهِمَا وَإِنِ اشْتَرَكَ فِيهِ الْغَيْرُ؛ لِعُلُوِّ دَرَجَتِهِمَا فِيْ الرِّوَايَةِ. وَثَانِيهَا: مَا أَوْرَدَهُ غَيْرُهُمَا مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَذْكُورِينَ. وَثَالِثُهَا: مَا اشْتَمَلَ عَلَى مَعْنَى الْبَابِ مِنْ مُلْحَقَاتٍ مُنَاسِبَةٍ مَعَ مُحَافَظَةٍ عَلَى الشَّرِيطَةِ، وَإِنْ كَانَ مَأْثُورًا عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ.

ثُمَّ إِنَّكَ إِنْ فَقَدْتَّ حَدِيثًا فِيْ بَابٍ؛ فَذَلِكَ عَنْ تَكْرِيرٍ أُسْقِطُهُ. وَإِنْ وَجَدْتَّ آخَرَ بَعْضَهُ مَتْرُوكًا عَلَى اخْتِصَارِهِ، أَوْ مَضْمُومًا إِلَيْهِ تَمَامُهُ؛ فَعَنْ دَاعِيْ اهْتِمَامٍ أَتْرُكُهُ وَأُلْحِقُهُ. وَإِنْ عَثَرْتَ عَلَى اخْتِلَافٍ فِيْ الْفَصْلَيْنِ مِنْ ذِكْرِ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ فِيْ الْأَوَّلِ، وَذِكْرِهِمَا فِيْ الثَّانِي؛ فَاعْلَمْ أَنِّيْ بَعْدَ تَتَبُّعِيْ كِتَابَي: "الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ" لِلْحُمَيْدِيِّ، وَ "جَامِعِ الْأُصُولِ"؛ اِعْتَمَدْتُّ عَلَى صَحِيحَيِ الشَّيْخَيْنِ وَمَتْنَيْهِمَا.

وَإِنْ رَأَيْتَ اخْتِلَافًا فِيْ نَفْسِ الْحَدِيثِ؛ فَذَلِكَ مِنْ تَشَعُّبِ طُرُقِ الْأَحَادِيثِ، وَلَعَلِّي مَا اطَّلَعْتُ عَلَى تِلْكَ الرِّوَايَةِ الَّتِيْ سَلَكَهَا الشَّيْخُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. وَقَلِيلًا مَا تَجِدُ أَقُولُ: مَا وَجَدْتُّ هَذِهِ الرِّوَايَةَ فِيْ كُتُبِ الْأُصُوْلِ أَوْ مَا وَجَدْتُّ خِلَافَهَا فِيهَا. فَإِذَا وَقَفْتَ عَلَيْهِ فَانْسِبِ الْقُصُورَ إِلَيَّ لِقِلَّةِ الدِّرَايَةِ، لَا إِلَى جَنَابِ الشَّيْخِ رَفَعَ اللَّهُ قَدْرَهُ فِيْ الدَّارَيْنِ، حَاشَا لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ. رَحِمَ اللَّهُ مَنْ إِذَا وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ نَبَّهَنَا عَلَيْهِ، وَأَرْشَدَنَا طَرِيقَ الصَّوَابِ. وَلَمْ آلُ جُهْدًا فِيْ التَّنْقِيرِ وَالتَّفْتِيشِ بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ،

وَنَقَلْتُ ذٰلِكَ الِاخْتِلَافَ كَمَا وَجَدْتُّ.

وَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ ﷺ مِنْ غَرِيبٍ أَوْ ضَعِيفٍ أَوْ غَيْرِهِمَا؛ بَيَّنْتُ وَجْهَهُ غَالِبًا، وَمَا لَمْ يُشِرْ إِلَيْهِ مِمَّا فِي الْأُصُولِ؛ فَقَدْ قَفَّيْتُهُ فِي تَرْكِهِ، إِلَّا فِي مَوَاضِعَ لِغَرَضٍ. وَرُبَمَا تَجِد مَوَاضِعَ مُهْمَلَةً، وَذٰلِكَ حَيْثُ لَمْ أَطَّلِعْ عَلَى رِوَايَةٍ فَتَرَكْتُ الْبَيَاضَ، فَإِنْ عَثَرْتَ عَلَيْهِ فَأَلْحِقْهُ بِهِ، أَحْسَنَ اللّٰهُ جَزَاءَكَ. وَسَمَّيْتُ الْكِتَابَ بِمِشْكَاةِ الْمَصَابِيحِ، وَأَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ وَالْإِعَانَةَ وَالْهِدَايَةَ وَالصِّيَانَةَ، وَالتَّيْسِيرَ مَا أَقْصِدُهُ، وَأَنْ يَنْفَعَنِي فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ. حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ.

”ہر تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں۔ اس سے مدد چاہتے ہیں، اس سے استغفار کرتے ہیں، اپنے نفس کی شرارتوں اور اعمال میں غلط کاریوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں، جس کی وہ راہنمائی فرمائے کوئی اسے بھول میں نہیں ڈال سکتا، جسے وہ بھول میں چھوڑ دے، اس کا کوئی راہنما نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ ایسی شہادت ہے جو نجات کا ذریعہ ہے اور درجات کی بلندی کی ضامن۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ جنھیں اس وقت مبعوث فرمایا گیا جبکہ ایمان کے نشانِ راہ مٹ چکے تھے اور ان کی روشنی بجھ چکی تھی اور ان کے ارکان کمزور ہو چکے تھے اور اس کی جگہیں فراموش ہو چکی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے مٹے ہوئے آثار کو پختہ فرمایا اور کلمۂ توحید کی تائید فرما کر ان بیماروں کو صحت بخشی جو تباہی کی آخری سرحدوں تک پہنچ چکے تھے اور جو لوگ ہدایت کی راہوں پر چلنا چاہتے تھے، ان کو ہدایت کا واضح راستہ بتا دیا اور ہدایت کے خزانوں کو ان لوگوں پر ظاہر فرمایا جو ان کے مالک ہونا چاہتے تھے۔

”**أمّا بعد:** آنحضرت ﷺ کی سنت کے ساتھ وابستگی ممکن ہی نہیں جب تک کہ آپ ﷺ کے انوار کی روشنی کا اتباع نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآنِ مجید) سے پورا پورا تمسّک اور استفادہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ اسے کھول کر بیان نہ فرمائیں۔ اور کتاب المصابیح[1] جسے سنت کے زندہ کرنے والے اور بدعت کو مٹانے والے امام ابو محمد حسین بن مسعود فرّاء بغوی نے تصنیف فرمایا، اللہ

[1] مصابیح میں امام نے صرف حدیث کا متن ذکر کر دیا تھا، نہ سند لکھی نہ صحابی کا نام اور نہ کتاب کا ذکر فرمایا جس میں وہ حدیث روایت ہوئی تھی۔

ان کے درجات کو بلند فرمائے، اپنے فن کی جامع کتاب تھی۔ یہ کتاب نادر اور مختلف احادیث کے لیے بہترین ضابطہ تھی۔ لیکن مصنف رحمہ اللہ نے اختصار کی راہ کو پسند فرماتے ہوئے اس میں سے اسانید کو حذف فرما دیا، اس لیے حدیث کے بعض پرکھنے والوں نے اسے معیوب سمجھا۔ گو ایسے ثقہ امام کا نقل کرنا اسناد سے کم نہیں، اس کے باوجود ایک جانی پہچانی چیز کا مقام نا معلوم چیز کے برابر نہیں ہوسکتا۔

''میں نے استخارہ کیا اور اللہ سے توفیق چاہی، میں نے غیر معلوم احادیث پر نشان کر دیے (تخریج کر کے حوالے دے دیے) اور ہر حدیث کو مناسب مقام پر رکھ دیا جس طرح دانش مند ثقہ اور پختہ کار اہلِ علم نے اسے روایت فرمایا: مثلاً: ابو عبداللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری، ابوالحسین امام مسلم بن حجاج قشیری اور ابو عبداللہ امام مالک بن انس الاصبحی اور ابو عبداللہ امام محمد بن ادریس شافعی اور ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل شیبانی اور ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اور ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی اور ابو عبدالرحمان امام احمد بن شعیب النسائی اور ابو عبداللہ امام محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی اور ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی اور امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی اور امام ابوالحسن رزین بن معاویہ عبدری اور ان کے علاوہ جن سے میں نے روایت کی ہے، بہت ہی کم ہیں۔ جب میں ان اکابر ائمہ کی طرف حدیث کی نسبت کر دوں گا، گویا میں نے آنحضرت ﷺ تک سند پہنچا دی، کیونکہ یہ حضرات خود بھی اس سے فارغ ہو گئے اور ہمیں بھی مستغنی کر دیا۔

''میں نے کتابیں اور باب اسی ترتیب سے رکھے جس طرح امام بغوی[1] نے رکھے تھے۔ اس معاملے میں، میں ان کے قدم بہ قدم چلا ہوں۔ ہر باب کو عموماً میں نے تین فصلوں میں تقسیم کیا: پہلی فصل میں بخاری و مسلم کی متفقہ یا الگ الگ احادیث مرقوم ہیں۔ اس حدیث کی روایت میں گو اور بھی شریک ہوں میں نے ان دونوں پر کفایت کی، کیونکہ فنِ روایت میں ان کا مقام بہت اونچا ہے، اور دوسری فصل میں ان دو کے علاوہ باقی ائمہ کی روایات کا ذکر کیا گیا ہے، اور تیسری فصل میں ان کے ہم معنی ملحقات کا ذکر کیا ہے، گو یہ ائمۂ سلف (صحابہ و تابعین) سے منقول ہوں، لیکن سابقہ شرط (صحابی کا نام اور تخریج) یہاں بھی پیشِ نظر رہی ہے۔

---

[1] بغوی یہ بغشور بستی کی طرف نسبت ہے۔ امام بغوی نے ۵۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ مصابیح کے علاوہ تفسیر معالم، تہذیب، شرح السنہ، ''جمع بین الصحیحین'' ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ (تاج مکلل)

''پھر اگر تمھیں کوئی حدیث کسی باب میں نہ ملے تو سمجھ لیں کہ میں نے تکرار کی وجہ سے اسے ساقط کیا ہوگا اور اگر کوئی حدیث اصل سے مختصر ہو یا اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہو تو یہ ترک کر دینا یا بڑھانا اس کی اہمیت کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر دونوں فصلوں میں اختلاف ہو، پہلی میں صحیحین کے علاوہ اور دوسری میں صحیحین کی حدیث مرقوم ہو تو یقین جانیے کہ ''الجمع بین الصحیحین''حمیدی [1] اور جامع الاصول [2] کی پوری چھان بین کے بعد میں نے صحیحین کے متن پر اعتماد کیا ہے، اور حدیث کے اصل الفاظ میں اختلاف ہو تو یہ طرقِ حدیث میں اختلاف کی وجہ سے ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ شیخ نے جو الفاظ ذکر فرمائے ہیں، مجھے اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ اور ایسا کہنا بہت کم ہوگا کہ مجھے یہ حدیث کتبِ حدیث میں نہیں ملی، یا اس کے خلاف ملی ہے۔ اگر کہیں آپ ایسا ذکر پائیں تو یہ میری کم علمی کی وجہ سے میرا قصور ہوگا، اس کی نسبت شیخ رحمہ اللہ کی طرف نہ کی جائے، اللہ ان کے مقام کو دونوں جہان میں بلند فرمائے۔ اس نسبت سے اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جسے اگر علم ہو تو ہمیں اطلاع دے کر ہماری راہنمائی کرے۔

''میں نے اپنی استطاعت کے مطابق بحث و تمحیص میں کمی نہیں کی اور روایات میں اختلاف جس طرح پایا لکھ دیا اور جہاں امام نے کسی حدیث کو غریب یا ضعیف کہا ہے، میں نے عام طور پر اس کی وجہ لکھ دی ہے اور جہاں انھوں نے اس قسم کا (تنقیدی) اشارہ نہیں فرمایا، چند جگہوں کے سوا جہاں مصلحت کا تقاضا تھا، میں نے بھی شیخ کی اقتدا میں اسی طرح نظر انداز کر دیا (اور حدیث کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی) اور بعض مقامات پر میں نے حدیث کا مخرج ذکر نہیں کیا، کیونکہ مجھے اس کے راوی کی اطلاع نہیں ہوسکی، اس لیے میں نے وہاں بیاض چھوڑ دیا۔ اگر تمھیں اطلاع مل جائے (جس

[1] امام حمیدی: نام محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ حمیدی الازدی الاندلسی ۴۸۸ھ ابن حزم اور ابن عبدالبر کے شاگرد ہیں۔ آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو یک جا فرمایا۔ اس کا نام ''جمع بین الصحیحین'' رکھا۔ آخر بغداد میں اقامت فرمائی اور یہیں ۴۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (ابن خلکان: ۱/ ٤٨٥، أبجد العلوم: ٢/ ٤٤١)

[2] امام جزری: نام مبارک بن محمد، کنیت ابو السعادات اور ابن الاثیر ۶۰۶ھ۔ حدیث میں ''جامع الاصول'' تصنیف فرمائی، اس میں اصولِ ستہ کو جمع فرمایا۔ موصل کے قریب جزیرہ عبدالعزیز بن عمر میں اقامت فرمائی۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو کر گھر ہی میں مقیم ہو گئے۔ علاج سے گریز کیا۔ تاکہ بعد صحت کے امراء کے دروازوں پر جانے سے بچے رہیں۔ ۶۰۶ھ میں انتقال فرمایا۔ (ابن خلکان: ١/ ٤٤١، أبجد العلوم: ٢/ ٤٤١)

کتاب میں حدیث ہے) تو اسے وہاں درج کر دو، اللہ تمھیں بہتر جزا عطا فرمائے اور میں نے اس کتاب کا نام "مشكاة المصابيح" رکھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد چاہتا ہوں اور اس کی راہنمائی، کیونکہ غلطی سے بچنے کی آرزو رکھتا ہوں اور اپنے ارادے میں سہولت کا خواہشمند ہوں اور اس عمل کی وجہ سے اللہ دنیا اور آخرت میں مجھے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو فائدہ دے۔ اللہ مجھے کافی ہے اور بہتر ذمے دار ہے اور اللہ عزیز وحکیم کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کی جا سکتی ہے اور نہ برائی سے بچا جا سکتا ہے۔"

١۔ **(صحيح)** عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [صحيح البخاري:١، صحيح مسلم:١٩٠٧]

1- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی۔ جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے ہو تو اس ہجرت سے اس کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی حاصل ہو گی اور اگر کسی کی ہجرت دنیا کے لیے ہو یا کسی عورت سے نکاح کے لیے تو یہ ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ (بخاری، مسلم)



كِتَابُ الْإِيمَانِ

ایمان کا بیان

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...پہلی فصل

٢۔ (صحيح) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: « الْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ». قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ. قَالَ: « أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ ». قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: « أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ: « مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا. قَالَ: « أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ ». قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: « يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ » قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: « فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٨]

وَرَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ: « وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ **إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ**

﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ [لقمان: ٣٤] الْآيَة. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٧٧٧، صحيح مسلم: ١٠]

2- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس تھے، ناگہاں ایک آدمی آیا، جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا، نہ ہی ہم اسے پہچانتے تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے اور کہا: اے محمد! آپ مجھے اسلام کے متعلق بتائیں (کہ اسلام کیا چیز ہے؟) حضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں اور محمد (ﷺ) یقیناً اللہ کے پیغمبر ہیں اور نماز کو صحیح طور پر ادا کرو۔[1] اور اپنے مال کی زکات دو اور رمضان کے روزے رکھو، بشرطِ توفیق بیت اللہ کا حج کرو۔'' اس نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا۔ ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی اور تصدیق بھی کرتا ہے۔[2] پھر کہا: آپ مجھے ایمان کی بابت بتائیں تو فرمایا: ''تم اللہ کے وجود پر یقین کرو اور فرشتوں، اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت پر ایمان لاؤ اور تقدیر[3] کی اچھائی اور برائی پر ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، پھر کہا: آپ بتائیں! احسان کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: ''تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ حالت نہ ہو سکے تو یوں سمجھو کہ وہ تمھیں یقیناً دیکھ رہا ہے۔''[4] اس نے کہا: آپ مجھے قیامت کے متعلق بتائیں (یعنی قیامت کب ہوگی؟) فرمایا: ''اس کے متعلق میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: اس کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ فرمایا: ''ماں اپنے مالک کو جنے گی (اولاد ماں پر حکومت کرے گی اور والدین کی نافرمان ہوگی) اور تمھیں معلوم ہو گا کہ ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے، تنگ دست، بکریاں چرانے والے بڑی عظیم الشان عمارتیں بنوائیں گے۔'' پھر وہ آدمی چلا گیا، میں تھوڑی دیر وہیں ٹھہرا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عمر جانتے

---

1. نماز صحیح طور پر ادا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اطمینان اور تسلی سے پڑھے اور فرضوں کے ساتھ سنتیں اور نوافل بھی پڑھے۔
2. سوال اسی چیز کے متعلق کیا جاتا ہے جو معلوم نہ ہو، تصدیق اس چیز کی کی جاتی ہے جس کا علم ہو، اس سائل نے دونوں باتیں کیں، اس سے صحابہ کو تعجب ہوا۔
3. انسان دنیا میں کچھ اچھے کام کرتا ہے اور کچھ برے۔ اللہ تعالیٰ کو ان اچھے اور برے کاموں کا علم بھی ہے اور اندازہ بھی، اسی علم اور اندازے کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے معنی اندازہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض نیکیوں اور برائیوں کا اختیار دے رکھا ہے اور اس کے نتائج کا اس کو علم ہے۔
4. احسان سے مراد یہاں اخلاص ہے۔ یعنی اس طرح عبادت کرو کہ تم دربارِ الٰہی میں حاضر ہو، اسے دیکھ رہے ہو، ورنہ کم از کم وہ تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ عبادت میں یہ بڑا بلند مقام ہے۔

ہو یہ سائل کون تھا؟'' میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''یہ جبریل تھے، تمھیں دین سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے۔'' (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث کچھ مختلف لفظوں سے ذکر فرمائی ہے کہ جب تم ننگے پاؤں، ننگے بدن والے گونگوں اور بہروں کو زمین کے بادشاہ دیکھو۔ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر پڑھا: ''اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور بارش اتارتا ہے۔'' الخ (بخاری، مسلم)

۳۔ **(صحیح)** وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨، صحيح مسلم: ١٦]

3۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں اور اس کے پیغمبر، نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا'' (بخاري، مسلم)

٤۔ **(صحیح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٩، صحيح مسلم: ٣٥]

4۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے کچھ اوپر[1] شاخیں (حصے) ہیں۔ سب سے افضل کلمہ توحید کا اقرار ہے اور سب سے کم درجہ راستے سے موذی چیز کا ہٹا دینا، اور حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۵۔ **(صحیح)** وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ» هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلِمُسْلِمٍ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٠، صحيح مسلم: ٤٠]

---

[1] ''بِضْعٌ'' کا لفظ عربی زبان میں تین اور نو کے درمیان بولا جاتا ہے۔

5- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(پکا) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔'' یہ بخاری کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ کسی آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔''

٦۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٥، صحيح مسلم: ٤٤]

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں میری محبت ماں، باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

٧۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَّكْرَهُ أَنْ يَّعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَن يُّلْقَى فِي النَّارِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢١، صحيح مسلم: ٤٣]

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں تین خوبیاں پائی جائیں، اس کو ایمان کا لطف آ گیا: جسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت دوسری تمام چیزوں سے زیادہ ہو، کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے اور کفر سے نجات کے بعد اس میں واپسی کو اتنا ناپسند کرے جیسے آگ میں گرنا۔'' (بخاری، مسلم)

٨۔ **(صحيح)** وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَّضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٤]

8- حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مان لیا اس نے ایمان کا پورا حظ اٹھا لیا۔'' (مسلم)

٩۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [١٥٣]

9۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت[1] سے کوئی یہودی ہو یا نصرانی میرا ذکر نہیں سنے گا اور میری رسالت پر ایمان نہیں لائے گا، مگر وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔'' (مسلم)

١٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٩٧، صحيح مسلم: ١٥٤]

10۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو دو اجر ملیں گے: ① جو آدمی اہلِ کتاب سے اپنے پیغمبر پر ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے۔ ② اور جو غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے۔ ③ کسی آدمی کی مملوکہ[2] ہو جس سے وہ ہم بستری کرتا ہے، اسے بہتر ادب سکھائے اور بہترین تعلیم اس کو دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، ان سب کے لیے دو اجر ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

١١۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا

---

[1] امت کی دو قسمیں ہیں: امتِ دعوت، امتِ اجابت۔ پہلی قسم میں یہودی، عیسائی تمام غیر مسلم شامل ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی۔ دوسری قسم میں صرف وہ لوگ ہیں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام لے آئے۔ اس حدیث میں امت سے پہلی قسم مراد ہے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی۔

[2] عرب میں غلاموں کا رواج تھا۔ اسلام نے اسے پسند نہیں کیا، اس لیے ان کو آزاد کرنے کے لیے مختلف طریقے بیان فرمائے، عرب ان کو ذلیل سمجھتے تھے، اسلام نے ان کی عزت کی، ان کی تعلیم و تربیت، آداب اور گھر میں ان کو باعزت رکھنے کی تلقین فرمائی۔ حدیث سے ظاہر ہے کہ مملوکہ سے بلا نکاح بھی صحبت جائز ہے۔

الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرْ: «إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ» [صحيح البخاري: ٢٥، صحيح مسلم: ٢٢]

11- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ کلمۂ توحید اور میری نبوت کا اقرار نہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکات ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو ان کا مال اور جان محفوظ ہو گا، مگر اسلام کے حق سے۔''[1] (بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں «إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ» کا ذکر نہیں ہے۔

۱۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٩١، ٣٩٣]

12- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، اللہ اور رسول ایسے مسلمان کی حفاظت کے ذمے دار ہیں، پس اللہ کے عہد کو مت توڑو۔'' (بخاری)

۱۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: «تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ». قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٩٧، صحيح مسلم: ١٤]

13- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بدو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور فرض نماز قائم کرو اور مقرر شدہ زکات ادا کرو اور

---

[1] ''حق الاسلام'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کوئی ایسا کام کریں جس کی سزا اسلام میں موت ہو۔ اس سزا کے پانے سے وہ نہیں بچ سکیں گے۔

رمضان کے روزے رکھو۔" اس نے کہا: مجھے اللہ کی قسم! میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ جب وہ چلا گیا تو آنحضرت نے فرمایا: "جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔" (بخاری، مسلم)

١٤۔ (صحیح) وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْ لِيْ فِيْ الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: غَيْرَكَ. قَالَ: «قُلْ: آمَنْتُ بِاللَّه ثُمَّ اسْتَقِمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨]

14- سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ ایک روایت میں ہے: کسی غیر سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر ایمان کا اقرار کر، پھر استقامت سے اس پر جم جاؤ۔" (مسلم)

١٥۔ (صحیح) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرُ الرَّأْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِيْ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ فَقَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ». قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ فَقَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٦، صحيح مسلم: ١١]

15- طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے پاس نجد سے ایک آدمی آیا جس کے بال پریشان تھے، ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے اور بات سمجھ میں نہیں آتی تھی، یہاں تک کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اسلام کی بابت پوچھنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "پانچ نمازیں دن اور رات میں۔" اس نے کہا: کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ فرمایا: "نہیں، مگر نوافل پڑھ سکتے ہو۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اور ماہِ رمضان کے روزے۔" اس نے کہا: اس کے علاوہ مجھ پر کوئی چیز ضروری ہے؟ فرمایا: "نہیں، مگر نفلی روزے رکھ سکتے ہو۔" آنحضرت ﷺ نے

اس کے سامنے زکات کا ذکر فرمایا۔ اس نے پوچھا: کیا اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ لازم ہے؟ فرمایا: ''نفلی صدقہ کر سکتے ہو۔'' وہ آدمی چلا گیا اور کہا: واللہ! میں اس سے نہ زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔'' (بخاری، مسلم)

۱٦۔ **(صحیح)** وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنِ الْقَوْمُ؟ أَوْ: مَنِ الْوَفْدُ؟» قَالُوا: رَبِيعَةُ. قَالَ: «مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ: بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ. فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ، قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟» قَالُوا: اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ» وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ، وَقَالَ: «احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. [صحيح البخاري: ٥٣، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٦١٧٦، صحيح مسلم: ١٧]

16- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب قبیلہ عبدالقیس[1] کا وفد آنحضرت کے پاس آیا تو حضرت نے پوچھا: ''یہ کون سا قبیلہ یا کون سا وفد ہے؟'' انھوں نے کہا: حضرت! ہم قبیلۂ ربیعہ سے ہیں۔ فرمایا: ''آپ کے وفد یا قبیلہ کو مبارک ہو، تم کسی شرمندگی اور ذلت کے بغیر آ گئے۔'' انھوں نے کہا: ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آ سکتے ہیں، ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلۂ مُضَر کے غیر مسلم ہیں۔ آپ ہمیں فیصلے کی بات بتا دیں تا کہ ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی بتا دیں اور خود بھی جنت میں داخل ہو جائیں، اور انھوں نے پینے کے برتنوں کے متعلق دریافت کیا۔ آنحضرت ﷺ نے انھیں چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے روکا: ① انھیں[2] اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ فرمایا:

[1] عبدالقیس قبیلہ کا نام ہے۔ یہ قبیلۂ ربیعہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ ربیعہ بڑا قبیلہ ہے اور عبدالقیس چھوٹا قبیلہ۔

[2] پانچویں چیز زیادہ بتا دی، کیونکہ یہ لوگ کفار میں گھرے ہوئے تھے، جنگوں میں ان کو غنیمت حاصل ہوتی۔ جن برتنوں سے ان کو روکا تھا، وہ شراب کے برتن تھے۔ جب شراب کی عادت جاتی رہی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی، اس لیے اب یہ حکم منسوخ سمجھنا چاہیے۔

"جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟" انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: "شہادت دینا کہ صرف اللہ ہی معبود ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ ② نماز قائم کرنا۔ ③ زکات ادا کرنا۔ ④ رمضان کے روزے رکھنا اور ⑤ مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال کو دو۔" اور چار چیزوں سے ان کو روک دیا۔ ① جس برتن میں لاکھ کا روغن لگا ہوا ہو۔ ② کدو کے بنے ہوئے برتن۔ ③ لکڑی کھود کر جو برتن بنائے گئے ہوں۔ ④ برتنوں پر رال کا روغن کیا گیا ہو۔ فرمایا: "ان کو یاد رکھو اور پچھلے لوگوں کو اس کی اطلاع دے دینا۔" (بخاری و مسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

١٧۔ (صحیح) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ: «بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ إِلَى اللَّهِ: إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ» فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٨، ٣٨٩٣، ٤٨٩٤، صحيح مسلم: ١٧٠٩]

17۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے بیعت فرمائی، جبکہ وہ حضرت کے گرد و پیش تھے: تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اپنے سامنے بہتان طرازی نہیں کرو گے اور معروف باتوں میں نافرمانی نہیں کرو گے، جو اس عہد کو پورا کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو عہد شکنی کر گزرے اور اس کی سزا اس کو دنیا میں مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو گی اور جس پر اللہ نے پردہ پوشی فرما دی اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اسے معاف کرے یا سزا دے دے۔ ہم نے ان شرائط پر آپ ﷺ کی بیعت کر لی۔ (بخاری و مسلم)

١٨۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ». فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ،

وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ» قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟» قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: «فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا» قَالَ: «أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ، وَلَمْ تَصُمْ؟» قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: «فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٠٤، ١٩٥١، صحيح مسلم: ٨٠]

18- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدِ فطر یا اضحیٰ کی نماز کے لیے عید گاہ گئے اور عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اے مستورات کی جماعت! صدقہ کیا کرو، مجھے دکھایا گیا ہے کہ عورتیں کثرت سے آگ میں ہوں گی۔'' عورتوں نے کہا: حضرت ایسا کیوں؟ فرمایا: ''تم (آپس میں) لعنت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ دین اور عقل میں نقص کے باوجود تم عقل مند آدمی کو پاگل بنا دیتی ہو۔'' عورتوں نے دریافت کیا: ہمارے عقل اور دین میں کیا نقص ہے؟ فرمایا: ''کیا عورت کی شہادت مرد سے آدھی نہیں ہوتی؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''یہ تو عقل کا نقصان ہے، اور جب عورت حائضہ ہوتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے، نہ روزے رکھتی ہے۔'' انھوں نے کہا: درست ہے۔ فرمایا: ''یہ دین کا نقصان[1] ہے۔'' (بخاری، مسلم)

١٩ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «قَالَ اللّٰهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ. وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِّي كُفُؤًا أَحَدٌ» [صحيح البخاري: ٤٩٧٤] وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لِي وَلَدٌ، وَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٤٤٨٢]

---

[1] عقل کی کمی دنیوی معاملات میں سے ہے، جس میں عام طور پر عورتیں دخل نہیں دیتیں، نہ ہی کاروبار ان سے متعلق ہے۔ زندگی کا یہ حصہ شرعاً مرد کے پروگرام میں رکھا گیا ہے۔ عورتوں کے معاملات میں عورت کی شہادت فیصلہ کن سمجھی گئی ہے، جیسے: حمل، حیض، بکارت وغیرہ امور، کیونکہ یہ عورت کا کام ہے، مرد کو بظاہر اس میں دخل نہیں ہوتا۔ حیض میں نماز نہ پڑھنا، یا روزہ نہ رکھنا اس لحاظ سے تو کمی ہوگئی کہ مہینے میں اتنی نمازیں کم ہوگئیں، لیکن چونکہ نماز، روزہ اللہ کے حکم سے چھوڑا ہے، اس لیے یہ جرم نہیں۔

19- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابنِ آدم نے مجھے جھوٹا کہا اور یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور یہ مناسب نہ تھا۔ تکذیب کی صورت تو یہ ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے، لیکن وہ (قیامت کو) مجھے لوٹائے گا نہیں اور پہلی دفعہ پیدا کرنا میرے لیے دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں۔ اور گالی اس طرح کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور میں اکیلا بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ ہی میں جنا گیا اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے۔'' اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: ''گالی یہ ہے کہ میری اولاد ہے اور میں اولاد سے پاک ہوں، نہ میری بیوی ہے نہ اولاد۔'' (بخاری)

٢٠. (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٨٢٦، صحيح مسلم: ٢٢٤٦]

20- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے انسان دکھ دیتا ہے، یعنی زمانے کو گالیاں[1] دیتا ہے اور زمانہ میں ہوں۔ اختیار میرے قبضے میں ہے، دن رات کو میں ہی بدلتا ہوں۔'' (بخاری ومسلم)

٢١. (صحيح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ، يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٠٩٩، صحيح مسلم: ٢٨٠٤]

21- ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایذا کی باتیں سن کر اللہ سے زیادہ کوئی صبر نہیں کرسکتا۔ لوگ اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں اور وہ ان کو صحت دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

---

[1] یہاں زمانے کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے، بعض دوسری احادیث میں زمانے کو اچھے یا برے سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ قربِ قیامت کی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اصل میں نیت کا فرق ہے، اگر اہلِ زمانہ کو ان کی برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ درست ہے اور صحیح ہے، اور اگر زمانے کے حوادث اور واقعات موت، مرض تنگدستی وغیرہ غیر اختیاری کاموں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ ناجائز ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتے ہیں، انسان کو اس میں دخل اور اختیار نہیں۔

۲۲۔ (صحيح) وَعَنْ مُّعَاذٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤَخَّرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟» قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: «لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٢٨٥٦، ٥٩٦٧، صحيح مسلم: ٣٠]

22۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گدھے پر حضرت کے پیچھے سوار تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان صرف زین کی لکڑی تھی۔ حضرت نے فرمایا: ''معاذ! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے، اسے عذاب نہ کرے۔'' میں نے عرض کی: حضرت! میں لوگوں کو اس کی بشارت دے دوں؟ فرمایا: ''بشارت نہ دو، وہ اس پر بھروسا کر لیں گے۔'' (بخاری، مسلم)

۲۳۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ -وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ- قَالَ: «يَا مُعَاذُ!» قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: «يَا مُعَاذُ!» قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: «يَا مُعَاذُ!» قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلَاثًا، قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَّشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ: «إِذَا يَتَّكِلُوا» فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٢٨، صحيح مسلم: ٣٢]

23۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جبکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے سوار تھے: ''اے معاذ!'' فرمایا: حضرت میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ فرمایا: ''اے معاذ!'' فرمایا: حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' فرمایا: میں حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ تین بار فرمایا، پھر حضرت نے فرمایا: ''جو آدمی سچے دل سے ایک دفعہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔'' حضرت معاذ نے فرمایا: کیا میں اس کی اطلاع

لوگوں کو دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ فرمایا: ''وہ اس پر بھروسا کر لیں گے۔'' معاذ نے اس کی اطلاع موت کے وقت دی گناہ سے بچنے کے لیے (تا کہ حدیث کو چھپا کر گناہ گار نہ ہوں)۔ (بخاری، مسلم)

۲۴۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ» قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ». قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ» قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ». وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٢٣٧، ٥٨٢٧، صحيح مسلم: ٩٤]

24۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ سفید کپڑے میں سو رہے تھے، میں پھر آیا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔ فرمایا: ''جو آدمی کلمۂ توحید کا اقرار کرے، پھر وہ اسی (اقرار) پر فوت ہو جائے، وہ یقیناً جنت میں داخل ہو گا۔'' میں نے عرض کی: گو وہ زنا اور چوری[1] کرے؟ فرمایا: ''گو وہ زنا اور چوری کرے۔'' میں نے کہا: گو وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا: ''گو وہ زنا اور چوری کرے۔'' میں نے کہا: گو وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا: ''گو وہ زنا اور چوری کرے، ابو ذر کی ناک خاک میں مل جانے پر، (یعنی ابو ذر گو نا پسند کرے)'' ابو ذر جب حدیث بیان فرماتے تو آنحضرت کا یہ فقرہ ساتھ ہی ذکر فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۔ (صحیح) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٤٣٥، صحيح مسلم: ٢٨]

25۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی شہادت دے

---

[1] ان احادیث میں اعتقاد کی بنیادی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ظاہری اعمال سے اعتقاد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ عقیدہ درست ہو تو نجات بالآخر یقینی ہے۔ اچھے عمل بھی اچھے عقیدے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمل کی ضرورت نہیں یا نجات کے لیے اسے کوئی اہمیت حاصل نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اصل ہے اور عمل فرع۔ عقیدہ درست ہو تو عمل پر خود بخود اثر پڑتا ہے۔ قرآنِ مجید نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے نیک عملوں کا ذکر بھی اس کے ساتھ ہی کیا ہے، بلکہ اعمال صحیح مذہب کے مطابق ایمان کا جزو ہیں۔

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی بندی کے لڑکے ہیں اور اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے حضرت مریم کی طرف ڈالا گیا۔ جنت اور جہنم حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اس کے عمل جو بھی ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

۲۶۔ (صحیح) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلِأُبَايِعَكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي، فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟» قُلْتُ: «أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ: «تَشْتَرِطُ مَاذَا؟» قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي. قَالَ: «أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو؟ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۱۲۱]. وَالْحَدِيثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ». وَالآخَرُ: «اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي» سَنَذْكُرُهُمَا فِي بَابِ الرِّيَاءِ وَالْكِبْرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

26- عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: آپ ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں آپ ﷺ کی بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو تمھیں کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی: ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا شرط کرنا چاہتے ہو۔'' میں نے عرض کی کہ مجھے (سابقہ گناہ) معاف کر دیے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام، حج اور ہجرت پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ (مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دو حدیثیں «أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ» اور «اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي» ''باب الرياء والكبر'' میں ذکر کی جائیں گی (مصنف مصابیح نے انھیں یہاں ذکر کیا ہے)۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

۲۷۔ (صحیح لغیرہ) عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ، اَلصَّوْمُ

جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ » ثُمَّ تَلَا: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿ يَعْمَلُونَ ﴾ ثُمَّ قَالَ: « أَلَا أَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعُمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ » قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: « رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعُمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ » قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ. « فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا » فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: « ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٠١٦] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦١٦] وَابْنُ مَاجَه [٣٩٧٣]

27- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو جنت میں داخل کرے اور آگ سے دور کرے۔ فرمایا: ''تم نے بڑی بات دریافت کی، لیکن یہ ان لوگوں پر آسان ہے جن کے لیے اللہ آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکات دو اور رمضان میں روزے رکھو اور حج کرو۔'' پھر فرمایا: ''میں تمھیں بھلائی کے دروازے بتاؤں، روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدھی رات کی نماز۔'' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ ﴿ يَعْمَلُونَ ﴾ [1] تک۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تم کو اس امر (دین) کے سر، ستون اور چوٹی کا پتا نہ دوں؟'' میں نے عرض کی: حضرت ضرور! فرمایا: ''اس کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں ان سب کی بنیاد تم کو نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کی: اللہ کے نبی ضرور بتایئے۔ حضرت نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''اسے روک لو۔'' میں نے عرض کی: باتوں پر بھی گرفت ہوگی؟ فرمایا: ''تمھیں موت آ جائے، باتیں ہی تو انسان کو منہ کے بل آگ میں گرائیں گی۔'' یا فرمایا: ''باتیں ہی انسان کو نتھنوں کے بل گرائیں گی۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۸۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ

---

[1] پوری آیت اس طرح ہے: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [السجدة: ١٦۔ ١٧] اس آیت میں تہجد، دعا اور صدقہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ آیت تہجد کے متعلق حدیث کی تائید کرتی ہے۔

أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ. [٤٦٨١]. (**حسن**) وروَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٥٢١] عَنْ مُعَاذِ ابْنِ أَنَسٍ مَعَ تَقْدِيمٍ وَّتَأْخِيرٍ وَّفِيهِ: «فَقَدِ اسْتَكْمَلَ إِيْمَانَهُ».

28- ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے لیے محبت رکھے، اسی کے لیے دشمنی کرے، اللہ ہی کے لیے دے اور اللہ ہی کے لیے بخل کرے اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔'' (ابو داود) ترمذی نے معاذ بن انس سے کسی قدر تقدیم و تاخیر سے روایت کیا۔ اس میں «اِسْتَكْمَلَ إِيْمَانَهُ» کے الفاظ ہیں۔

٢٩۔ (**ضعيف**) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٥٩٩]

29- ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب عملوں سے افضل اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کی راہ میں بغض ہے۔'' (ابو داود)

٣٠۔ (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٢٧] وَالنَّسَائِيُّ [٤٩٩٥].

(**صحيح**) وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [١٠٦١١] بِرِوَايَةِ فَضَالَةَ: «وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ».

30- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال اور جان کے متعلق بے خوف ہوں۔'' (ترمذی، نسائی) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت فضالہ کی روایت سے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں: ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کی اطاعت میں، اور مہاجر وہ ہے جو غلطیوں اور گناہوں کو ترک کر دے۔''

٣١۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا قَالَ: «لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٤٠٤٥]

31- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کوئی خطبہ ایسا نہیں دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، جو عہد کا پابند نہیں اس کا دین نہیں۔ (شعب الایمان بیہقی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

۳۲۔ (صحیح) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۹]

32- عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت سے سنا، فرماتے تھے: ''جو شخص شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام کر دیتے ہیں۔'' (مسلم)

۳۳۔ (صحیح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۶]

33- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مرے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

۳۴۔ (صحیح) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثِنْتَانِ مُوجِبَتَانِ» قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ قَالَ: «مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۱۵۰]

34- جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں۔'' ایک آدمی نے دریافت کیا: واجب کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ''جو شرک کرتے کرتے مر گیا وہ آگ میں داخل ہوگا، اور جس کو موت آئے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو تو جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

۳۵۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ، وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ، قَالَ: فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَبُو هُرَيْرَةَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «مَا شَأْنُكَ؟» قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي، فَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ» وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: «اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِن وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ». فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيتُ عُمَرَ، فَقَالَ: مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ: هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِإِسْتِي فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْهَشْتُ بِالْبُكَاءِ، وَرَكِبَنِي عُمَرُ وَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِإِسْتِي فَقَالَ: ارْجِعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ. فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَخَلِّهِمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٢]

35- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ آنحضرت ﷺ ہم میں سے اٹھ کر چلے گئے اور بہت دیر کی، اور ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا کہ حضرت کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ ہم گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ میں سب سے پہلے گھبرایا اور آپ کی تلاش میں نکلا۔ میں انصار کے ایک قبیلہ بنو نجار کے باغ کے پاس آیا۔ میں نے پھر کر اس کے دروازے کی تلاش کی۔ دروازہ مجھے نہ مل سکا، البتہ باہر کے کسی کنوئیں سے نالی باغ میں جا رہی تھی۔ میں نالی سے لومڑی کی طرح سکڑ کر باغ میں داخل ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت نے پوچھا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے؟'' میں نے عرض کی: ہاں۔

فرمایا: ''تمھارا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کی: آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ تشریف لے آئے اور آپ نے دیر کی، ہمیں خطرہ ہوا کہ جناب کو کوئی نقصان پہنچے۔ ہم گھبرائے۔ میں پہلے گھبرا کر اس باغ میں پہنچا اور میں لومڑی کی طرح سکڑا (اور داخل ہو گیا) اور لوگ میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ آپ نے (نشانی کے لیے) مجھے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا: ''یہ دونوں جوتے لے جاؤ، اس دیوار سے باہر جو شخص تمھیں ملے، توحید کی شہادت دیتا ہو اور اس کے دل میں اس پر یقین ہو، اسے جنت کی بشارت دینا۔'' سب سے پہلے میں حضرت عمر سے ملا۔ انھوں نے دریافت فرمایا: ابو ہریرہ! یہ دونوں جوتے کیسے ہیں؟ میں نے عرض کی: یہ آنحضرت ﷺ کے دونوں جوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے دے کر بھیجا ہے کہ میں جس کو ملوں اور اسے کلمۂ توحید پر یقین ہو اور وہ اس کی شہادت دیتا ہو، میں اسے جنت کی بشارت دوں۔ حضرت عمر نے مجھے سینے پر مارا، میں پیٹھ کے بل گر گیا۔ فرمایا: ابو ہریرہ واپس جاؤ۔ میں حضرت کے پاس واپس آیا اور میں ہچکیاں لے رہا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پیچھے میرے قدموں پر آ رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تمھیں کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی: میں حضرت عمر کو ملا، میں نے انھیں آپ کا پیغام دیا جس کے لیے جناب نے مجھے بھیجا تھا۔ عمر نے میری چھاتی میں مارا، میں پیٹھ کے بل گر گیا اور کہا: واپس چلے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ نے ابو ہریرہ کو جوتے دے کر بھیجا کہ جو اسے توحید کا اقرار کرتا ہوا ملے وہ اسے جنت کی بشارت دے؟ حضرت نے فرمایا: ''ہاں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا مت کیجیے، مجھے خطرہ ہے کہ لوگ بھروسا[1] کریں گے۔ انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں کہ وہ عمل کریں تو آنحضرت نے مجھے فرمایا: ''انھیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔'' (مسلم)

۳۶۔ (ضعیف) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۲۲۱۰۲]

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منشا یہ تھا کہ آپ نے توحید کی اہمیت جتانے کے لیے بشارت دی ہے، آپ کا یہ مقصد نہیں کہ لوگ اعمالِ خیر ترک کر دیں، لیکن اس بشارت سے لوگوں کو مغالطہ ہوگا۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ اعمالِ صالحہ کی نجات کے لیے ضرورت نہیں بس توحید کا اقرار اور شہادت کافی ہے، حالانکہ شریعت کا یہ منشا نہیں ہے، وہاں ایمان اور عمل دونوں ضروری ہیں، اس لیے عوام کو مغالطہ میں ڈالنا مناسب نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو صحیح اور مناسب سمجھ کر قبول فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عوام کے سامنے ایسے مسائل بیان نہیں کرنے چاہییں جن سے ان کو غلطی لگنے کا اندیشہ ہو۔

36- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت نے مجھے فرمایا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی شہادت دینا، جنت (کے دروازوں) کی چابیاں ہیں۔'' (احمد)

۳۷۔ (ضعیف) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ حَزِنُوا عَلَيْهِ حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ، قَالَ عُثْمَانُ: وَكُنْتُ مِنْهُمْ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ بِهِ فَاشْتَكٰى عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ أَقْبَلَا حَتَّى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيعًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا حَمَلَكَ أَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى أَخِيكَ عُمَرَ سَلَامَهُ؟ قُلْتُ: مَا فَعَلْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلٰى، وَاللّٰهِ! لَقَدْ فَعَلْتَ، قَالَ: قُلْتُ: وَاللَّهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ أَمْرٌ، فَقُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: تَوَفَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَقَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلَى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۲۰]

37- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت گھبرائے، یہاں تک کہ بعض کے دلوں میں کئی قسم کے خیالات آنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی ان (غمزدہ) لوگوں سے تھا۔ میں کسی وقت بیٹھا تھا۔ حضرت عمر گزرے اور سلام کہا: (لیکن) میں نے نہیں سنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی شکایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کی۔ وہ دونوں آئے اور مجھے اکٹھے سلام کہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے عرض کی: میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! تم نے ایسا ہی کیا ہے، میں نے کہا: مجھے تمھارے گزرنے اور سلام کہنے کا علم ہی نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان صحیح فرماتے ہیں۔ تمھیں کسی دوسرے کام میں مشغولیت ہوگی؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: وہ کیا مشغولیت تھی؟ میں نے کہا: آنحضرت ﷺ اللہ کے حکم سے فوت ہو گئے اور ہم نے آنحضرت سے اس امر[1] (دین)

---

[1] حدیث میں ''وسوسہ'' (کہ مبادا یہ دین ختم ہو جائے) اور ''نجات'' دو امر قابلِ غور ہیں۔ بعض کا خیال ہے وسوسہ اسلام کی صداقت میں تھا، یہ صحیح نہیں۔ کبار صحابہ کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے، وہ اسلام کے متعلق بدگمان =

کی نجات کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت سے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ہی اس سوال کے زیادہ حق دار تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس امر کی نجات کیسے ہوگی؟ فرمایا: ”جس شخص نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جسے میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا اور اس نے انکار کر دیا تھا۔ یہی کلمہ اس کی نجات کا سبب ہے۔“ (احمد)

٣٨۔ (صحيح) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ ذُلِّ ذَلِيلٍ، إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا، أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ لَهَا» قُلْتُ: فَيَكُونُ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٣٨١٤]

38۔ مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت سے سنا: ”زمین پر کوئی مٹی کا گھر (مکان) اور اون کا گھر (خیمہ) نہیں رہے گا، مگر اسلام اس میں داخل ہو کر رہے گا، کوئی عزت سے مانے یا ذلت سے۔ مگر جو لوگ اسے عزت سے قبول کریں گے وہ اس کے اہل (محافظ) ہوں گے، یا وہ ذلت کے ساتھ اس کی اطاعت کریں گے۔“ میں نے کہا: ”فَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ“ (پورے کا پورا دین اللہ کے لیے ہوگا۔) (احمد)

٣٩۔ (ضعيف) وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ، فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣/ ١٠٩] فِي تَرْجَمَةِ الْبَابِ.

= نہیں ہو سکتے۔ اس سے مراد خیالات ہیں، فتنے کے زمانے میں ایسے خیالات دل میں آنا قدرتی چیز ہے، مشکل اوقات میں انبیاء تک ﴿ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ﴾ (اللہ کی مدد کب ہوگی) کہہ دیتے تھے۔ یہ خیالات دین اور اسلام کی صداقت کے متعلق نہیں تھے، بلکہ ان مشکلات میں کامیابی کے متعلق تھے جو ہر سلیم الایمان سچے مسلمان کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں، وہ ان مشکلات سے مخلصی کے متعلق سوچتا ہے کہ ان سے نجات کیسے ہوگی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس طرح انہماک سے سوچنا ایمان کی پختگی کی دلیل ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب سے ان کی تسلی ہوگئی کہ ان مشکلات سے نجات پانے کا ذریعہ کلمۂ توحید پر پختہ ایمان ہے۔ جو لوگ اس سے صحابہ کے ایمان کے کمزوری سمجھتے ہیں ان کے اپنے ایمان کمزور ہیں۔

39- وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے کہا گیا: کیا کلمۂ توحید جنت کی چابی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، مگر ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر چابی کے دندانے ہوں گے تو دروازہ کھل جائے گا، ورنہ نہیں کھلے گا۔ (بخاری نے ترجمۂ باب میں اس کو روایت کیا ہے)۔

٤٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ » مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٢، صحيح مسلم: ١٢٩]

40- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اسلام کو درست کر لو گے تو تمھاری ہر نیکی کی جزا دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جائے گی اور برائی پوری کی پوری لکھی جائے گی، یہاں تک کہ (انسان) اللہ سے جا ملے۔“ (بخاری، مسلم)

٤١۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: « إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: « إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٦٦]

41- ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”جب تمھیں تمھاری نیکی اچھی معلوم ہو تو تم صحیح مومن ہو۔“ اس نے پوچھا: گناہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”جب تمھارے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چھوڑ دو۔“ (احمد)

٤٢۔ (صحيح لغيره) عَن عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ مَعَكَ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: « حُرٌّ وَعَبْدٌ » قُلْتُ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: « طِيبُ الْكَلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ » قُلْتُ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: « الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ » قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: « مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ». قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: « خُلُقٌ حَسَنٌ » قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: « طُولُ الْقُنُوتِ » قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: « أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ » قَالَ: فَقُلْتُ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: « مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ ». قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ

السَّاعَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ» رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٩٤٣٥]

42- عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے عرض کی: آپ کے ساتھ اس امر (دین) میں کون کون ہے؟ فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' میں نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''اچھی گفتگو اور (مسکین کو) کھانا کھلانا۔'' میں نے عرض کی: ایمان کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''صبر کرنا اور سخاوت کرنا۔'' اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ فرمایا: ''جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔'' میں نے عرض کی: ایمان کون سا افضل ہے؟ فرمایا: ''اچھے اخلاق۔'' میں نے پوچھا: نماز کون سی افضل ہے؟ فرمایا: ''جس میں قیام لمبا ہو۔'' میں نے عرض کی: ہجرت کون سی افضل ہے؟ فرمایا: ''جسے اللہ نے ناپسند کیا، اسے ترک کر دو۔'' میں نے پوچھا: جہاد کون سا افضل ہے؟ فرمایا: ''جو خود بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا بھی کاٹ دیا گیا۔'' میں نے دریافت کیا: کون سا وقت افضل ہے؟ فرمایا: ''آخری رات کا درمیانہ حصہ۔'' (احمد)

٤٣. (صحيح لغيره) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، يُصَلِّي الْخَمْسَ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ، غُفِرَ لَهُ» قُلْتُ: أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «دَعْهُمْ يَعْمَلُوا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٠٢٨]

43- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ کو ملے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہوا اور پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اسے بخش دیا جائے گا۔'' میں نے عرض کی: میں یہ بشارت لوگوں کو سنا دوں؟ فرمایا: ''ان کو عمل کرنے دو۔'' (احمد)

٤٤. (ضعيف) وَعَنْ مُعَاذٍ رضي الله عنه أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيمَانِ قَالَ: «أَنْ تُحِبَّ لِلَّهِ، وَتُبْغِضَ لِلَّهِ، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ» قَالَ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٣٠]

44- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: افضل ایمان کون سا ہے؟ فرمایا: ''اللہ کے لیے محبت کرو، اللہ ہی کے لیے بغض رکھو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کرو۔'' میں نے عرض کی: کوئی اور بات یا رسول اللہ!؟ فرمایا: ''لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو، جسے اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے ناپسند کرو، جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔'' (احمد)

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ... فصل اوّل

٤٥۔ (صحيح) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «أَنْ تَزْنِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَهَا: ﴿ **وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ** ﴾ [الفرقان: ٦٨] الْآيَة. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٤٧٧، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢، صحيح مسلم: ٨٦]

45۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ[1] کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارنا، حالانکہ

[1] معصیت ہر ایک ناپسندیدہ ہے۔ قانون توڑنا جرم ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسلام میں گناہ کے مراتب ہیں: کبھی یہ مراتب کا تفاوت اپنی نیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی اس کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی یہ اندازہ اس سزا سے لگایا جاتا ہے جو شارع حکیم نے مقرر فرمائی۔ کبھی ان الفاظ کی شدت سے ہوتا ہے جو اسلامی تعلیمات میں اس سے روکنے کے متعلق فرمائے گئے، ان مختلف وجوہ سے ائمہ نے اس کی تعداد میں اختلاف فرمایا ہے۔ بعض نے کسی ایک وجہ کی اہمیت کے لحاظ سے ان کا شمار کیا۔ بعض نے دوسری وجہ کو اہم سمجھا، حالاں کہ یہ تمام وجوہ اس قابل ہیں کہ گناہ کی نوعیت سمجھنے میں انھیں پیشِ نظر رکھا جائے۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''اعلام الموقعین'' (٢/٣٢٢ مطبوعہ ہند) میں ایک بڑی مبسوط فہرست نقل فرمائی ہے، یہ فہرست کافی لمبی ہے۔ ان کی تعداد قریباً ایک سو ستانوے کے قریب ہے۔ اس فہرست میں تمام وجوہات پیشِ نظر رکھی ہیں۔ یہ فہرست کافی حد تک جامع ہے۔
بعض غلطیاں بظاہر اہم نہیں ہوتیں، لیکن انسان ان پر مصر ہو جاتا ہے، چڑا کر کرتا ہے، منع کرنے پر طبیعت میں شوخی آ جاتی ہے۔ ﴿ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ ﴾ یعنی وہ اپنی عزت کی آڑ میں اس کی مخالفت پر بہ ضد ہو جاتا ہے۔ اس =

اس نے تمھیں پیدا کیا ہے۔'' اس نے کہا: پھر اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ بیٹھ کر کھائے گی۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق فرمائی: وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی جان کو قتل کرتے ہیں، جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

٤٦۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْكَبَائِرُ اَلْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٦٧٥]. وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ: «وَشَهَادَةُ الزُّورِ» بَدَلُ: «الْيَمِينُ الْغَمُوسُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٢٦٥٣، ٥٩٧٧، ٦٨٧١، صحيح مسلم: ٨٨]

46- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: ① اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ② ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ③ جان کا قتل کرنا، ④ جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری) انس کی روایت میں جھوٹی قسم کے بجائے جھوٹی شہادت کا ذکر فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

٤٧۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٧٦٦، صحيح مسلم: ٨٩]

= صورت میں ہوسکتا ہے صغائر کی اہمیت کبائر کی طرح ہو جائے۔ اجنبی عورت کی طرف نظر بظاہر صغیرہ معلوم ہوتی ہے لیکن اگر اس پر اصرار اور ضد کی جائے تو یہ کبیرہ ہو جائے گا۔

نفاق شرعاً دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ نفاق فی الاعتقاد یعنی ایمانیات میں ظاہر اور باطن یکساں نہ ہو، زبان سے ایمان اور یقین کا اظہار کرے، لیکن دل میں ان عقائد پر یقین نہ ہو۔ نفاق کی یہ قسم کفر سے بھی ''بدتر'' ہے۔ قرآنِ مجید نے فرمایا: ''منافق جہنم کے نچلے طبقات میں ہوں گے۔'' دوسرا معنی نفاق فی العمل ہے، جیسے وعدہ توڑنا، گالیاں دینا، امانت میں خیانت کرنا کبائر ہیں، مگر ان کے ارتکاب سے مرتد اور اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اسے نفاق فی العمل کہتے ہیں۔ نفاق کا لفظ اس معنی سے خاص اسلام کی لغت ہے۔ عربی زبان ولغت میں ''نَافِقُ الضَّبِّ'' گوہ کی بل کو کہتے تھے، اس کے دو راستے ہوتے ہیں: ایک راستے سے خطرہ محسوس ہو تو دوسرے راستے سے نکل بھاگتی ہے۔ غالباً منافق کا لفظ اسی محاورے سے لیا گیا۔

47۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' لوگوں نے کہا: حضرت! وہ کیا کیا چیزیں ہیں؟ فرمایا: ''① اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ② جادو کرنا، ③ کسی کو ناحق قتل کرنا، ④ سود کھانا، ⑤ یتیم کا مال کھانا، ⑥ لڑائی سے بھاگ جانا، ⑦ پاک باز مومن بے خبر عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا۔'' (بخاری، مسلم)

٤٨۔ (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيهَا حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٤٧٥، ٥٥٧٨، ٦٧٧٢، ٦٨١٠، صحيح مسلم: ٥٧]

(**صحيح**) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «وَلَا يَقْتُلُ حِينَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ». قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيمَانُ مِنْهُ؟ قَالَ: هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَهَا، فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: لَا يَكُونُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا، وَلَا يَكُونُ لَهُ نُورُ الْإِيمَانِ. هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ [٦٨٠٩]

48۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب زانی زنا کرتا ہے، وہ مومن نہیں ہوتا، جب چور چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا، نہ شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے۔ لوٹنے والا جب ایسی چیز لوٹے جس کی طرف لوگ توجہ کریں وہ مومن نہیں ہوتا اور خائن جب خیانت کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ ان برائیوں سے بچو بچو۔'' (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: ''قاتل جب قتل کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔'' عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: (ان لوگوں سے) ایمان کیسے کھینچا جاتا ہے؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تشبیک[1] کر کے انگلیاں کھول دیں۔ فرمایا: اس طرح، اگر توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس لوٹ آتا ہے، پھر تشبیک کی۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں: یہ (پھر بھی) پورا مومن نہیں ہوتا نہ ہی اسے ایمان کا نور ملتا ہے۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

[1] تشبیک: ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں ڈال دینا۔

٤٩۔ (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ». زَادَ مُسْلِمٌ: «وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ». ثُمَّ اتَّفَقَا: «إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ» [صحيح البخاري: ٣٣، ٢٦٨٢، ٢٧٤٩، صحيح مسلم: ٥٩]

49- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں۔'' مسلم کی روایت میں ہے: ''اگرچہ وہ نماز روزہ ادا کرے اور اپنے آپ کو مسلم خیال کرے۔'' پھر دونوں نے اتفاق کیا: ''جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔''

٥٠۔ (**صحيح**) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [صحيح البخاري: ٣٤، ٢٤٥٩ ٣١٧٨، صحيح مسلم: ٥٨]

50- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں جس آدمی میں ہوں، وہ خالص منافق ہوتا ہے، جس میں ایک عادتِ نفاق پائی جائے، اس میں اسی قدر نفاق ہوگا یہاں تک کہ اسے ترک کر دے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو دھوکا دے، جب (کسی سے) لڑے تو گالیاں دے۔'' (بخاری، مسلم)

٥١۔ (**صحيح**) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٧٨٤]

51- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال حیران بکری کی طرح ہے، کبھی اس ریوڑ کی طرف، کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف۔''[1] (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥٢۔ (**ضعيف**) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ، فَقَالَ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، إِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهُ أَرْبَعُ

[1] ''اَلْعَائِرَةِ أَيِ اَلْمُتَرَدِّدَةِ'' (نهاية، ابن أثير) دو ریوڑوں میں جو بکری جنسی خواہش کے لیے حیران ہو۔

أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيْءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تَوَلَّوْا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُودَ أَنْ لَّا تَعْتَدوا فِي السَّبْتِ». قَالَ: فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، وَ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟» قَالَا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣١٤٤] وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ [٤٠٧٨]

52- صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ ساتھی نے کہا: نبی مت کہو، اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی بہت خوش ہوں گے) وہ دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیوں کی بابت دریافت کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''① شرک نہ کرنا، ② چوری نہ کرنا، ③ زنا نہ کرنا، ④ کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، ⑤ بے گناہ کو بادشاہ کے پاس قتل کے جرم میں نہ لے جانا، ⑥ جادو نہ کرنا، ⑦ سود نہ کھانا، ⑧ پاک عورتوں کو تہمت نہ لگانا، ⑨ لڑائی کے دن میدان سے نہ بھاگنا، ⑩ اور یہود[1] کے لیے ضروری ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔'' ان دونوں نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ[2]

---

[1] حدیث میں نو نشانات کے متعلق سوال تھا۔ ہفتہ کے دن کا احترام دسواں ہے، یہ یہودیوں کی خصوصیت تھی اسے الگ کر دیا اور زیادہ بتا دیا۔

[2] تعلیم کے متعلق آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ وہ مخاطب کی استعداد کے مطابق ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ یہودی سائل تھے، جو سوال کا جواب مل جانے اور آنحضرت ﷺ کی نبوت کا صاف اقرار کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئے اور یہ جو عذر بیان کیا وہ بھی غلط ہے۔ حضرت داود علیہ السلام کی کوئی دعا آسمانی کتابوں میں موجود نہیں، جس کا مطلب یہ ہو کہ پیغمبر ہمیشہ ان کی اولاد سے ہو۔ ایسے لوگوں کے سامنے بوسے کے جواز یا عدم جواز کی بحث بے فائدہ تھی، اس لیے آنحضرت ﷺ نے انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا احترام یہودیوں اور غیر مسلم قوموں کا طریقہ تھا۔ ایک واقعہ قدم بوسی کا بعض نو مسلموں سے منقول ہے۔ (ابو داود، ترمذی) پرانے مسلمانوں کی یہ عادت نہیں تھی، نہ صحابہ نے آپس میں کبھی ایسا کیا، نہ آنحضرت ﷺ سے یہ معاملہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی خاموشی مصلحت کی بنا پر تھی۔ جیسے حدیبیہ کے دن صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے وضو کا پانی اور تھوک ہاتھوں پر لے لیا، یہ وقتی مصلحت تھی، پوری عمر کا معمول اور عادت نہ تھی، اس لیے اس سے ان امور کے جواز پر استدلال نہ علم کا تقاضا ہے نہ عقلمندی کا۔

دیا اور کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں میری اطاعت سے کون سی چیز مانع ہے؟'' انھوں نے کہا: حضرت داود نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ نبی رہے، ہمیں خطرہ ہے اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔ (ترمذی، ابو داود، نسائی)

٥٣۔ (ضعيف) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مِّنْ أَصْلِ الْإِيمَانِ: اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا تَكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ، وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الدَّجَّالَ، لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ، وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَالْإِيمَانُ بِالْأَقْدَارِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٥٣٢]

53۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں اصل ایمان میں داخل ہیں: جو شخص کلمۂ توحید کا اقرار کرے اس سے رک جانا (اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے) کسی گناہ کی وجہ سے اسے کافر نہ سمجھے اور کسی نا جائز عمل کی وجہ سے اسے اسلام سے خارج نہ سمجھے اور جہاد کرنا اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا جہاد فرض ہے، یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ دجال سے لڑیں گے، اسے نہ کسی کا انصاف روک سکتا ہے، نہ کسی کا ظلم اور تقدیر پر ایمان لانا۔'' (ابو داود)

٥٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ، فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٢٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٩٠]

54۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آدمی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان خارج ہو جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ کی طرح ہو جاتا ہے، جب وہ اس (برے) کام سے فارغ ہو جائے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔'' (ترمذی، ابو داود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

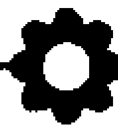
٥٥۔ (حسن لغيره) وَعَنْ مُعَاذٍ رضي الله عنه قَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، قَالَ: «لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ

صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ، فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ، وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا، وَأَخِفْهُمْ فِي اللَّهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٠٧٥]

55- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کی وصیت فرمائی: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تجھے قتل کیا جائے یا جلایا جائے اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اپنے اہل و مال سے نکل جانے کا حکم کریں، اور فرض نماز کو جان کر کبھی ترک نہ کرنا۔ جو شخص فرضی نماز کو جان کر ترک کرتا ہے، اللہ کا ذمہ اس سے ختم ہو گیا، اور شراب نہ پینا وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، اور معصیت سے بچو، کیونکہ معصیت سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، اور لڑائی سے مت بھاگو، گو لوگ ہلاک ہو جائیں، اور جب لوگوں میں وبا پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو ثابت قدم رہو، اور اپنی توفیق کے مطابق اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو، اور ادب کی لاٹھی ان سے مت اٹھاؤ، اور انھیں اللہ سے ڈراتے رہو۔'' (احمد)

٥٦- (صحيح) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٧١١٤]

56- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نفاق[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا، لیکن آج کل یا کفر ہے یا ایمان۔ (بخاری)



[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق کا اس قدر فائدہ تھا کہ منافق سے مسلمانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا، لیکن اب وہ طریقہ نہیں۔ اب منافق سے کافر کا سا سلوک ہوگا اور ظاہر کلمے کے اقرار کا لحاظ نہیں ہوگا، جب تک اس کے عمل سے ایمان کی شہادت نہ ملے۔

ضمیمہ کبائر

کبیرہ گناہوں کی تعداد

کبائر کے باب میں جتنے بھی کبیرہ گناہ شمار کیے گئے ہیں ان کی فہرست یہ ہے:

1 اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (اس میں خصوصاً شرک کی وہ قسم نہایت سخت ہے جس میں غیر اللہ کو اپنی امداد کے لیے پکارا جائے، جیسا کہ "نِدًّا" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔)

2 اولاد کو قتل کرنا۔ (یہ کئی طرح پر ہوتا تھا۔ عرب لوگ لڑکیوں کو عار سمجھ کر مار ڈالتے تھے۔ لڑکوں کو بعض دفعہ بتوں کی قربان گاہ پر ذبح کر دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَٰدِهِمْ ﴾ [الأنعام: ١٣٧] بعض دفعہ خرچ کی تنگی کے خیال سے بچوں کو مار ڈالتے۔ جیسا کہ آج کل بھی آبادی کو گھٹانے کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ کہیں برتھ کنٹرول ہے، کہیں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ اس کے لیے کہیں مانعِ حمل ادویات استعمال کرائی جاتی ہیں اور آپریشن کر کے رحم کو ناکارہ کیا جاتا ہے اور یہ بھی اولاد کا قتل ہے کہ ان کی صحیح تربیت نہ کی جائے۔ دنیا میں ان کو ننگِ قوم، ننگِ وطن بنا دیا جائے اور آخرت میں جہنم کا ایندھن۔ معاذ اللہ)۔

3 ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔ (زنا ویسے بھی بدترین فعل ہے، لیکن ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اور زیادہ گناہ ہے، کیونکہ ہمسائیگی کے حقوق کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے ہمسائے کی عزت برباد ہوتی دیکھتا تو اس کی عزت بچانے کی کوشش کرتا، لیکن اس نے خود آگے بڑھ کر برباد کر دی۔ ع:

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے)

4 ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (بشرطیکہ وہ کفر اور شرک اور معصیتِ الٰہی کا حکم نہ کریں، اگر ایسا کریں گے تو ان کی نافرمانی کرنا فرض ہو جائے گی۔)

5 کسی آدمی کو قتل کرنا۔ (یعنی مسلمان یا ذمی کو یا معاہد کو، بشرطیکہ اس نے زنا بھی نہ کیا ہو اور کسی کو قتل بھی نہ کیا ہو اور مرتد بھی نہ ہوا ہو۔ اگر زنا کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی، اگر کنوارا ہے تو سو

درّے اور ایک سال کی جلا وطنی اور اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کیا جائے گا۔ اگر کسی کو قتل کرے گا تو قصاص میں اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر مرتد ہو جائے گا تو اس کو ارتداد کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔)

6 جھوٹی قسم کھانا۔ (کسی ایسے واقعہ پر جو زمانۂ ماضی میں گزر چکا ہے، خلافِ واقعہ پر قسم اٹھا جائے۔ خصوصاً یہ قسم اس وقت اور بھی سخت ہو جاتی ہے جب اس سے دنیاوی منافع حاصل کرنا مقصود ہو۔)

7 جھوٹی شہادت دینا۔ (غور کرو کہ جھوٹی شہادت کتنی بری چیز ہے کہ اس سے بے گناہ لوگ سزا پاتے ہیں۔ مجرم لوگ سزا سے بچ جاتے ہیں تا کہ ان کو گناہ پر اور جرأت ہو۔ آج کل جو لوگ دو دو روپے لے کر عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں، ان کو غور کرنا چاہیے۔)

8 جادو کرنا۔ (اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے سنکھیا کہ اس میں مار ڈالنے کی تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھی ہے اور بعض دفعہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بچانا چاہتا ہے تو سنکھیا کھا لینے کے بعد بھی بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جادو میں لڑائی، تفریق، بے اتفاقی، پریشان حالی کی تاثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، لیکن عموماً اللہ تعالیٰ نے اس میں جو تاثیر رکھی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لیے جادو کرنے والا مرتکب کبیرہ ٹھہرایا گیا)۔

9 سود کھانا۔ (حدیث شریف میں ہے کہ ماں کے ساتھ نکاح کر لینا سود کے ستر حصوں میں سے ایک حصے کے گناہ کے برابر ہے۔[1] سود دینے والا، لینے والا، لکھنے والا، شہادت دینے والا سب برابر ہیں[2] کہ جرم کی ترویج میں سب شامل ہیں)۔

10 یتیم کا مال کھانا۔ (خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، جو لوگ تیموں کے مال سے روٹی، کپڑا وغیرہ حاصل کرتے ہیں وہ غور کریں)۔

11 لڑائی کے دن میدانِ جنگ سے بھاگ جانا۔ (کیونکہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی بھاگ کھڑے ہوں گے اور پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی)۔

12 پاک دامن مومن بے خبر عورتوں کو زنا کی یا کسی اور گناہ کی تہمت لگا دینا۔ (تہمت مرد پر ہو یا

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٢٧٤) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٥٤١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٨)

عورت پر گناہ برابر ہے۔ زنا کی تہمت ہو تو اس کی سزا اسّی درّے ہے۔ مرد آزاد اور خود مختار ہے۔ عورت کسی کے ماتحت ہوتی ہے۔ خاوند کو شک پڑ جانے سے عورت کی زندگی اجیرن ہو جائے گی، اسی لیے عورت کا خاص ذکر کیا)۔

13 زنا کرنا۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زنا کے قریب بھی نہ جاؤ)۔[1]

14 چوری کرنا۔ (خدا تعالیٰ نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کی ہے)۔[2]

15 شراب پینا۔ (یہ ہر گناہ کی جڑ ہے، بدمستی میں انسان سے ہر گناہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو شیطانی عمل اور گندگی فرمایا ہے)۔[3]

16 ڈاکہ ڈالنا۔ (چور چھپ کر کسی کا مال لیتا ہے اور ڈاکو زور سے۔ جرم کی نوعیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے اس کی چار سزائیں مقرر کی ہیں)۔[4]

17 خیانت کرنا۔ (یہ منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے)۔

18 جھوٹ بولنا۔ (یہ بھی منافق کی علامت ہے، بلکہ نفاق جھوٹ ہی کا تو نام ہے)۔

19 وعدہ خلافی کرنا۔ (یہ بھی نفاق کی علامت ہے)۔

20 معاہدہ کر کے دھوکا کرنا۔ (جیسا کہ حکومتیں آپس میں معاہدے کر کے بے اطلاع فریق ثانی اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں)۔

21 گالی بکنا۔ (یہ بھی منافق کی علامت ہے)۔

22 جماعتِ اسلام سے الگ ہو جانا۔

23 کسی بے گناہ پر مقدمہ چلا کر اس کو مروا ڈالنا۔

24 کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانا یا اس پر لعنت کرنا۔

25 فرض نماز جانتے بوجھتے چھوڑ دینا۔ (یہی دینِ اسلام کا نشان ہے، یہی دین کا ستون ہے۔

---

[1] ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى ﴾ [بني إسرائیل: ٣٢]

[2] ﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ﴾ [المائدة: ٣٨]

[3] ﴿ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ﴾ [المائدة: ٩٠]

[4] ﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ ... إلخ ﴾ [المائدة: ٣٣]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس دین میں کوئی برکت نہیں جس میں نماز نہ ہو)۔[1]

26 جانتے بوجھتے دلیری سے گناہ کرنا۔ (گناہ اتنا مضر نہیں جتنا کہ گناہ پر دلیری مضر ہے۔ سنت سے محرومی بدقسمتی ہے، لیکن سنت کا انکار یا اس کو معمولی سمجھنا کفر ہے)۔

27 بیماری سے بھاگنا۔

28 بال بچوں کی ضروریات کو پورا نہ کرنا۔

29 ان کی صحیح تربیت نہ کرنا۔

30 بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنا۔ (فرائض اور واجبات کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے اور اپنے پیشے کے متعلق معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو تعلیم ہو وہ مستحب ہے، فرض نہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک میں جہالت کا عذر مقبول نہیں۔ باقی گناہوں میں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو سزا دے، چاہے تو معاف کر دے۔ ''لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ.''



1. مسند أحمد (٤/ ٢١٨)

وسوسے کے متعلق ضروری وضاحت

دل کے وسوسے اور اس کی اقسام

وسوسہ:

لغت میں ہتھیاروں کی جھنکار کو کہتے ہیں اور دل کے خیالات اور خطرات کو بھی۔ شیطان کو بھی وسواس کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ دل میں خیالات پیدا کرتا ہے، جن سے نماز میں یکسوئی نہیں رہتی۔ نماز میں خیالات خود پیدا کرنا ناجائز ہے، اس سے نماز میں نقص پیدا ہو جاتا ہے، اگر بے اختیار خیال آ جائیں تو نماز ہو جائے گی، لیکن ان کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اگر ایمانیات میں وسوسے شروع ہو جائیں اور طبیعت ان سے نفرت نہ کرے تو یہ از حد مضر ہیں، انہی سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ توحید، نبوت، قیامت ایسے عقائد اور ضروریاتِ دین میں اگر شبہہ اور وسوسہ پیدا ہو جائے تو ایمان برباد ہو جائے گا۔ نفاق انہی وسوسوں کا دوسرا نام ہے اور انہی شبہات سے منافق حقیقتِ ایمان سے دور جا پڑتے ہیں۔

عملی چیزوں میں اگر وسوسہ پیدا ہو جائے، لیکن اس کے مطابق عمل نہیں ہوا تو یہ شرعاً بے اثر ہوگا۔ مثلاً دل میں خیال آ جائے کہ چوری کرے یا کسی کو قتل کرے یا بیوی کو طلاق دے اور اس خیال کے مطابق عمل کی نوبت نہیں آتی تو ایسے وسوسے شرعاً معاف ہیں اور بے اثر۔ ان پر نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور نہ شرعاً مواخذہ ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُوْرُهَا » (بخاري، مسلم)[1]

''امت سے خطرات معاف کر دیے گئے ہیں۔''

خطرات اور وسوسوں پر ایک اور لحاظ سے بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً نماز میں اللہ کی طرف یکسوئی اور توجہ ہونی چاہیے، اگر کوئی خیال آ جائے تو آنحضرت ﷺ نے ''لَا حَوْلَ'' یا ''أعوذ''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٥٢٨، ٦٦٦٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٧)

پڑھنے کا حکم فرمایا۔[1] اب اگر نماز میں کسی بزرگ یا فرشتے یا نبی کا خیال آ جائے تو اس کے لیے "أعوذ" یا "لا حول" پڑھنا ناگوار ہوگا۔ اگر کسی معمولی اور کم درجے کی چیز کا خیال آ جائے تو دفع کرنے میں آسانی ہوگی۔ نماز کی حقیقت کے لحاظ سے پہلی قسم کے خیالات یکسوئی میں زیادہ خلل انداز ہوں گے، گو ذاتی طور پر یہ خیالات اچھے ہیں۔ معمولی خیالات عبادت میں یکسوئی کے لحاظ سے کم نقصان دہ ہوں گے، لیکن ذاتی لحاظ سے یہ برے ہوں گے۔ یہ خیالات کا تفاوت اور ان کے نقصان کی حیثیت ہمیشہ نظر میں رہنی چاہیے تاکہ اپنے اپنے وقت پر ان کی مضرت سے بچ سکے۔

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ نے اپنے صوفیانہ ملفوظات حضرت اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور مولوی عبد الحی صاحب رحمہ اللہ سے لکھوائے۔ یہ ملفوظات صراطِ مستقیم کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ اس میں انھوں نے خیالات کے اسی تفاوت کو بعض مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے، اس سے اصل مسئلہ تو کافی واضح ہو گیا مگر مثالیں خود ایک الجھن بن کر رہ گئیں۔ یہ مثالیں اہلِ علم کے نزدیک تو کوئی اہمیت نہیں رکھتیں مگر عوام کے لیے وہ ضرور مشکل کا موجب ہو گئیں اور اہلِ توحید پر ان کو طعن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ پھر اسی طعن کا نشانہ جہالت سے سید اسماعیل قرار پا گئے، حالانکہ کتاب اصل تصنیف سید احمد شہید رحمہ اللہ کی ہے۔ حق پرست حضرات کو اصل حقائق پر نظر رکھنی چاہیے۔ مثالوں کو اصل حقیقت نہیں سمجھنا چاہیے اور ان بزرگوں کو دعا سے یاد کرنا چاہیے۔



بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ

وسوسے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٥٧ـ (صحيح) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صَدْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَو تَتَكَلَّمْ بِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٥٢٨، ٦٦٦٤، صحيح مسلم: ١٢٧]

57- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت کو دل کے خیالات معاف فرما دیے ہیں جب تک وہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ کہیں۔'' (بخاری، مسلم)

٥٨ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلُوهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ. قَالَ: «أَوَ قَدْ وَجَدْتُمُوهُ؟» قَالُوا: نعم. قَالَ: «ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٣٢]

58- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعض صحابہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اپنے دل میں بعض ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں، جن کا ذکر کرنا ہم نا پسند کرتے ہیں اور برا سمجھتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ایسا محسوس کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا: ''یہ صریح ایمان[1] ہے۔'' (مسلم)

٥٩ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٢٧٦، صحيح مسلم: ١٣٢]

---

[1] یعنی برے خیالات اگر دل کو برے محسوس ہوں تو یہ ایمان کی نشانی ہے۔

59- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان تمھارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: یہ کس نے بنایا؟ یہ کس نے بنایا؟ یہاں تک کہ کہہ دیتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا؟ جب یہ خیالات اس حد تک پہنچ جائیں تو اللہ سے پناہ چاہے اور ان خیالات سے رک جائے۔'' (بخاری، مسلم)

٦٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ: هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهَ؟ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح مسلم: ١٣٤]

60- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا: اللہ نے اس مخلوق کو بنایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس قسم کے خیالات محسوس کرے تو اسے کہنا چاہیے: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔'' (بخاری، مسلم)

٦١۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ». قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَإِيَّايَ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [٢٨١٤]

61- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے اور ایک فرشتہ۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: حضرت! آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: ''میرے ساتھ بھی ہے، لیکن مجھے اللہ نے اس پر غلبہ[1] دیا ہے، میں اس سے سلامت رہتا ہوں وہ بھی مجھے بھلائی کی بات ہی کہتا ہے۔'' (مسلم)

٦٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٠٣٥، ٢٠٣٨، ٢٠٣٩، ٣١٠١، ٣٢٨١، ٦٢١٩، ٧١٧١، صحيح مسلم: ٢١٧٥]

62- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان انسان میں خون کی طرح جاری (اثر انداز) ہوتا ہے۔''[2] (بخاری، مسلم)

---

[1] مقامِ نبوت تک شیطانی وسوسوں کی رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہی پیغمبر کبھی ان خیالات سے متاثر ہوتا ہے۔

[2] یعنی شیطان کا اثر غیر محسوس طور پر ہوتا ہے۔

٦٣۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٤٣١ ٤٥٤٨، صحيح مسلم: ٢٣٦٦]

63۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ہر انسان کو پیدائش کے وقت شیطان چھیڑتا ہے، جس سے وہ چیخ اٹھتا ہے، مگر حضرت مریم اور ان کا بیٹا (عیسیٰ علیہ السلام)۔" (بخاری، مسلم)

٦٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح مسلم: ٢٣٦٧]

64۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "پیدائش کے وقت بچے کا چیخنا شیطان کی ٹھوکر سے ہوتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

٦٥۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ» قَالَ الْأَعْمَشُ أُرَاهُ قَالَ: «فَيَلْتَزِمُهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٨١٣]

65۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا دیتا ہے اور اپنے لشکروں کو بھیج دیتا ہے، وہ لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں۔ شیطان کا سب سے مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ انگیز ہو۔ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا، شیطان کہتا ہے: تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے فلاں آدمی کو اس وقت چھوڑا جب میں نے اس کی بیوی سے اس کی تفریق کرا دی۔ شیطان اسے قریب بلا لیتا ہے اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔" اعمش کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "ابلیس اس سے معانقہ کرتا ہے۔" (مسلم)

٦٦۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٨١٢]

66- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان اس سے بے امید ہے کہ نماز پڑھنے والے (مسلمان) جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش کریں، لیکن وہ ان کو آپس میں لڑا کر خوش ہوتا ہے۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٦٧ ـ **(حسن صحيح)** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي أُحَدِّثُ نَفْسِي بِالشَّيْءِ لَأَنْ أَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ. قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ أَمْرَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥١١٢]

67- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: میرے دل میں ایسے خیال آتے ہیں، مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا پسند ہے مگر انھیں زبان پر لانا پسند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے کہ یہ امر صرف وسوسہ ہو کر رہ گیا۔'' (ابو داود)

٦٨ ـ **(صحيح لغيره)** وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ، وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ، وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ﴾ الْآيَة». أخرجه التِّرْمِذِيُّ [٢٩٨٨] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

68- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انسان پر شیطان کا بھی اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر (خیال) یہ ہے کہ وہ اس سے برے وعدے کرتا ہے اور سچائی کے جھٹلانے پر آمادہ کرتا ہے اور فرشتے کا اثر یہ ہے کہ وہ خیر کے وعدے کرتا ہے اور حق کی تصدیق پر آمادہ کرتا ہے۔ جو شخص اپنے دل میں ایسے خیالات پائے، انھیں اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کا شکر کرے اور جو دوسری قسم کے خیالات محسوس کرے، وہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا: ''شیطان تم کو بھوکوں مرنے سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتوں کا حکم کرتا ہے۔'' (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

٦٩۔ **(صحیح لغیرہ)** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ: هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا: اللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٧٢٢]. وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ فِي بَابِ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

69- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اللہ کو کس نے پیدا کیا، جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو: اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود جنا گیا، نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، پھر تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے اور شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔'' (ابوداود) اور عمرو بن احوص کی حدیث یوم النحر کے خطبہ کے باب میں مذکور ہوگی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٧٠۔ **(صحیح)** عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٧٢٩٦]. وَلِمُسْلِمٍ [١٣٦]: قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: «إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ: مَا كَذَا؟ مَا كَذَا؟ حَتَّى يَقُولُوا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ؟».

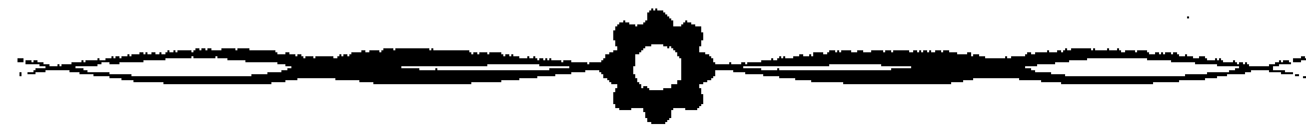
70- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے کہ اللہ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟'' (بخاری) اور مسلم میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگ ہمیشہ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہاں تک کہیں گے: اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا، اللہ کو کس نے بنایا؟''

٧١۔ **(صحیح)** عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَاءَتِي يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «ذٰلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ: خِنْزِبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا» قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٢٠٣]

71- عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے۔ (خلل ڈالتا ہے) اور میری قراءت میں شبہہ ڈالتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ''اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تم یہ محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین دفعہ تھوک دو۔'' میں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف مجھ سے دور فرما دی۔ (مسلم)

۷۲۔ (ضعيف) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَهِمُ فِي صَلَاتِي فَيَكْثُرُ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ: اِمْضِ فِي صَلَاتِكَ، فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتَّى تَنْصَرِفَ وَأَنْتَ تَقُولُ مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي. رَوَاهُ مَالِكٌ [۳۳۲]

72- قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور مجھے یہ گراں گزرتا ہے۔ فرمایا: جاری رکھو، یہ تم سے دور نہیں ہوگا، یہاں تک کہ تم نماز سے واپس لوٹو گے تو تم خیال کرو گے کہ تم نے نماز پوری نہیں کی۔[1] (مالک)



[1] گویا وہم کا یہی علاج ہے کہ نماز پر استقامت اور مداومت کی جائے۔

بَابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ

تقدیر پر ایمان کا بیان

تقدیر عربی زبان میں قدرت اندازہ، تدبیر کے معنی میں آیا ہے۔ شرعاً تقدیر کا لفظ اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے پر بولا جاتا ہے جو مخلوق کی پیدائش سے پہلے اس کے متعلق اسے حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھے یا برے کام کرنے کی توفیق دی، پھر اچھا برا سمجھنے کے لیے عقل عطا فرمائی، پھر شریعت سے عقل کی مدد فرمائی۔ انسان کئی طریقوں سے اچھے اور برے کاموں میں تمیز کر سکتا ہے۔ پھر اُسے موقع دیا کہ سوچ سمجھ کے بعد جو چاہے اور جس طرح چاہے کرے۔ کسی بات کے لیے اسے مجبور نہیں کیا۔ یہی اللہ کی مشیت ہے جس کی بنا پر اس نے ہدایت اور گمراہی کو بعض جگہ اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نیکی یا بدی سے کسی چیز پر بھی اگر انسان کو مجبور فرمائے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں جزا اور سزا کا حق نہیں رہتا، جب کہ کام اختیار اور اپنی مرضی سے نہ ہو۔

ظاہر ہے جو کام ہم دنیا میں اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کرتے، ان پر شرعاً کوئی باز پرس نہیں، بیماری، صحت، موت، زندگی، یہ ہمارے اختیار میں نہیں، اس لیے اس پر ہمیں کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اسی طرح بچپن، بڑھاپا، جوانی ہمارے بس کی چیزیں نہیں، ان پر نہ کوئی سزا ہے نہ جزا۔

عیادت کرنا، صدقہ کرنا، چغلی کھانا، جھوٹ بولنا، کسی مسلمان سے نیکی یا برائی کرنا، نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا یہ اور اسی قسم کے بیسیوں اعمال کرنے کی اللہ نے ہمیں قدرت دی ہے۔ برائی سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائی ہے، ان کا کرنا یا نہ کرنا ہمارے بس میں ہے، اس لیے ان پر سزا بھی رکھی ہے جزا بھی۔ قرآنِ عزیز نے بارہا فرمایا: ﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ١٧] یہ سب ان کے کیے کی جزا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم چوں کہ کامل ہے۔ گزشتہ، موجود اور آیندہ زمانے کی کوئی بات اس سے پوشیدہ

نہیں، ہمارے دل کی باتوں کو وہ جانتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی توفیق اور طاقت کو ہم جس طرح استعمال کرتے ہیں یا کریں گے، وہ اسے پوری طرح جانتا ہے۔ اس کا علم تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ وہ اصول اور کلیات بھی جانتا ہے۔ تفصیلات اور جزئیات بھی جانتا ہے۔ علمِ الٰہی کے متعلق اہلِ سنت کا یہی مسلک ہے، کتاب اور سنت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے جس طرح اس نے ہمیں نیکی اور بدی کی توفیق دی، اسی طرح وہ ہمارے فعلوں کا بھی خالق ہے، جو کچھ ہم آج کر رہے ہیں یا کل کریں گے، وہ اپنے کامل علم کی وجہ سے پہلے ہی جانتا ہے۔ بعض کم علم لوگ اس کامل علم کو ''جبر'' سمجھ کر تقدیر کے مسئلے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اپنی بے عملی اور بد عملی کے لیے حیلے اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ائمۂ سنت کے نزدیک تقدیر، اللہ کی قدرت اور اس کے کامل علم کا دوسرا نام ہے۔ اس میں جبر یا بے بسی کی کوئی بات نہیں، ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنی رضا اور اختیار سے کرتے ہیں، اسی لیے جزاء اور سزا کے حق دار ہیں۔

اوپر جو ذکر ہوا ہے، یہ اہلِ حدیث اور ائمۂ سنت کا مذہب ہے، یہاں دو اور بھی مذہب مشہور ہیں: ① جبریہ اور ② قدریہ۔ جبریہ کا خیال ہے کہ انسان بالکل بے بس ہے، اس کے اختیار میں کچھ نہیں، جو کچھ اس سے سرزد ہوتا ہے وہ خدا ہی کراتا ہے، وہ ان کاموں میں مجبور ہے۔ قدریہ کا مذہب ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، ہم جو کچھ کرتے ہیں اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور اپنے علم سے۔ خدا کو بھی انسانی اعمال کے متعلق پہلے کوئی علم نہیں، جب ہم کرتے ہیں اللہ کو بھی اسی وقت علم ہوتا ہے۔ یہ دونوں مذہب غلط ہیں۔

جبریہ کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ ظالم ٹھہرتا ہے اور قدریہ کے خیال کے مطابق خدا تعالیٰ بے علم ٹھہرتا ہے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے، وہ چھوٹی بڑی ہر چیز کو بالتفصیل جانتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کی مشیت سے ہوتا ہے، لیکن کفر، فسق اور برائی پر وہ راضی نہیں۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ﴾ [الزمر: ۷] ''اپنے بندوں سے وہ کفر کو پسند نہیں فرماتا۔'' اور ان سب چیزوں کو ان کے وقوع سے پہلے جانتا ہے، وہ عالم الغیب ہے، کائنات کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ اس علم اور اندازے کا نام تقدیر ہے جس پر ایمان لانا اہلِ حق کے نزدیک ضروری ہے اور اس سے انکار بدعت ہے اور فسق۔ تقدیر کے متعلق اہلِ بدعت کے اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ تفصیلی بحث کے لیے ''شفاء العلیل لابن القیم'' کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۷۳۔ (صحیح) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٥٣]

73۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا اور اس کا عرش اس وقت پانی پر تھا۔'' (مسلم)

۷۴۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٥٥]

74۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز اندازے سے ہے، یہاں تک کہ نادانی اور عقلمندی بھی۔'' (مسلم)

۷۵۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، قَالَ مُوسٰى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهِ، ثُمَّ أَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسٰى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَاحَ فِيهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ، وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ قَالَ مُوسٰى: بِأَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ آدَمُ: فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيهَا ﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَتَلُومُنِي عَلَى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً»، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٥٢]

75۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے سامنے (عالمِ ارواح میں) گفتگو کی، جس میں آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہی آدم ہیں جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی (بابرکت) روح آپ میں پھونکی۔ ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو جنت دی۔ پھر آپ نے اپنی غلطی سے لوگوں کو زمین پر

اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہی موسیٰ ہیں، جن کو رسالت اور گفتگو کے لیے اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا اور تمھیں تختیاں (توراۃ) عنایت کیں، جن میں ہر چیز کا بیان تھا اور آپ سے سرگوشیاں فرمائیں۔ تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کتنی دیر پہلے تورات کو لکھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چالیس سال۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے اس میں پڑھا ہے: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ (آدم نے اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور بھول گیا؟) فرمایا: ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: تم مجھے ایسے کام پر ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔'' (مسلم)

٧٦۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: «إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَوَ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٢٠٨، ٣٣٣٢، ٦٥٩٤، ٧٤٥٤، صحيح مسلم: ٢٦٥٢]

76- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور آپ صادق ہیں، اہلِ حق نے آپ کی تصدیق فرمائی ہے: ''ماں کے پیٹ میں تمھاری پیدائش کی صورت اس طرح ہوتی کہ چالیس دن تک قطرۂ آب، پھر جما ہوا خون چالیس دن تک، پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک، پھر اللہ اس کے پاس فرشتہ بھیجتا ہے، جو اس کی تقدیر میں چار چیزیں لکھتا ہے: ① اس کے اعمال، ② موت کا وقت، ③ رزق کی مقدار، ④ اور نیک ہے یا بد۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تم سے ایک آدمی جنت والوں کی طرح عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ جنت میں اور اس میں ایک ہاتھ کے برابر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا نوشتہ غالب آ جاتا ہے تو وہ جہنمیوں کے کام کرنے شروع کر دیتا ہے اور آگ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک تم سے

آگ والوں کے کام کرتا ہے، یہاں تک کہ جہنم اور اس میں ایک ہاتھ باقی رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ آگے آ جاتا ہے اور وہ اہلِ جنت کے کام شروع کر دیتا ہے اور اس میں داخل[1] ہو جاتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

۷۷۔ (صحیح) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٨٩٨، صحيح مسلم: ١١٢]

77- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "(بعض وقت) آدمی جہنم والوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے اور کبھی جنت والوں کے کام کرتا ہے اور وہ دوزخی ہوتا ہے، اعمال کا (یقینی اندازہ) خاتمے پر ہوسکتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

۷۸۔ (صحیح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دُعِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طُوبَى لِهَذَا عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ: «أَوَ غَيْرُ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٦٢]

78- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ کو انصار کے بچے کے جنازے پر بلایا گیا۔ میں نے عرض کی: اس کے لیے خوشی ہے یہ تو جنت کی چڑیا ہے، اس نے نہ برائی کی نہ برائی کا وقت پایا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: "عائشہ اس کے سوا کوئی اور بات کیجیے، اللہ نے جنت کے لیے اس کے اہل پیدا کیے اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور آگ والوں کو پیدا کیا، جب وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔"[2] (مسلم)

۷۹۔ (صحیح) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ

[1] حدیث کا منشاء یہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ جب اس کا رجحان برے کاموں کی طرف ہو جائے تو وہ سمجھ لے کہ وہ جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ طبیعت کو روکنے کی کوشش کرے، اگر طبیعت کا رجحان نیک کاموں کی طرف ہو تو خدا کا شکر کرے اور اللہ کی دی ہوئی سمجھ کو اپنے اعمال کے محاسبے میں استعمال کرتا رہے۔

[2] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال تو صحیح تھا۔ آنحضرت ﷺ نے قطعی فیصلہ پسند نہیں فرمایا۔

عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: «اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ [الليل: ٥-٦] الْآيَة». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٦٢، صحيح مسلم: ٢٦٤٧]

79- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی جگہ آگ میں بھی لکھی گئی ہے اور جنت میں بھی۔'' صحابہ نے کہا: حضرت! ہم اپنے نوشتے پر بھروسا نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا: ''عمل کرو، ہر ایک کے لیے وہی راہ آسان ہو گی جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے، جو شخص نیک ہے اس کے لیے نیکی کے عمل آسان ہوں گے اور جو شخص بدنصیب ہے اس کے لیے برے عمل آسان ہوں گے۔[1] پھر یہ آیت پڑھی: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ الآیۃ۔'' (بخاری، مسلم)

٨٠. (**صحيح**) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٣٤٣، ٦٦١٢، صحيح مسلم: ٢٦٥٧]

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ: «كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ».

---

[1] حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر اور اس کے علم کا اندازہ اپنے عمل اور افتادِ طبیعت ہی سے لگایا جا سکتا ہے، اگر انسان صدقہ کرے، اپنے معاملات میں خدا سے ڈرے، بھلی باتوں سے اس کے دل میں یقین ہو، ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نیکی کی راہ میں آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ جو بخل کرے اور نیک کاموں میں بے پروائی سے کام لے، اچھے اعمال اور اقوال کی تکذیب کرے، اس کے لیے مشکلات (عذابِ الٰہی) کی راہ آسان ہو جائے گی۔ یہی قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى﴾ [الليل: ٥-١٠]۔ گویا حدیث اور قرآن اس مسئلے میں متفق ہیں کہ انسان اپنے اعمال اور رجحانِ طبع سے اپنے متعلق اللہ کے علم کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

80- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے آدمی کے لیے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، جسے وہ ضرور پائے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا، دل اس کی خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتا ہے یا اسے جھٹلا دیتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن آدم کا حصہ زنا کاری سے لکھا گیا ہے جسے وہ ضرور پائے گا، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (فحش) باتوں کا سننا ہے، زبان کا زنا (فحش) باتیں کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا، دل اس کی خواہش اور آرزو کرتا ہے شرم گاہ یا اس کی تکذیب کرتا ہے یا تصدیق۔

٨١۔ (صحيح) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُّزَيْنَةَ قَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُونَ فِيهِ أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ أَوْ فِيمَا يَسْتَقْبِلُونَ بِهِ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: «لَا بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ، وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا﴾». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٥٠]

81- عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ارشاد فرمائیں کہ آج کل لوگ جو کچھ کرتے ہیں اور اس کے لیے محنت کرتے ہیں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور آج سے قبل تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یا یہ سب آئندہ ہوگا، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس لائے اور ان پر حجت قائم کی؟ فرمایا: ”نہیں، اس کا فیصلہ ہو چکا اور یہ چیز ان میں گزر چکی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے: ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا﴾ [الشمس: ٧-٨] (نفس اور جس نے اسے درست کیا اس کی قسم! اور جس نے اسے نیکی اور برائی کا الہام کیا)۔“ (مسلم)

٨٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، كَأَنَّهُ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الِاخْتِصَاءِ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا

أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٥٠٧٦]

82۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں جوان ہوں مجھے اپنے نفس پر زنا کا خطرہ ہے اور مجھے نکاح کی توفیق نہیں۔ خیال یہ تھا کہ آنحضرت خصّی ہونے کی اجازت دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو گئے۔ میں نے پھر عرض کی: آپ خاموش ہو گئے۔ پھر گزارش کی آپ خاموش رہے۔ میں نے پھر عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارے اعمال کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے، چاہتے ہو تو خصّی ہو جاؤ یا اسے ترک کر دو۔'' (بخاری)

٨٣۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٥٤]

83۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام انسانوں کے دل ایک دل کی طرح اللہ کی دو انگلیوں میں ہیں، اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے انھیں پھیرتا ہے، پھر فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے خدا! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت شعاری کی طرف پھیر دے۔''[1] (مسلم)

٨٤۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُولُ: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ [الروم: ٣٠]». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٥٨، ١٣٥٩، ٤٧٧٥، ٦٥٩٩، صحيح مسلم: ٢٦٥٨]

84۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر ایک بچہ صحیح فطرت (حق کے قبول کرنے اور اس پر چلنے کی صلاحیت) پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا

[1] جہاں تک خدا تعالیٰ کے اختیار اور تصرف کا تعلق ہے وہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسے حدیث میں ارشاد ہوا اور جہاں تک اس کے قانون کا تعلق ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، نہ ہی کسی کو جہنم کی راہ پر ڈالتا ہے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تلقین فرمائی کہ اسے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔

عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانور صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا کوئی عضو تم کٹا ہوا محسوس نہیں کرتے۔[1] پھر یہ آیت پڑھی: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ﴾ (اللہ کی پیدائش جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا، اس کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں یہی دین حق ہے)۔'' (بخاری، مسلم)

۸۵۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۱۷۹]

85۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ہم سے پانچ باتوں کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: ''اللہ نہ سوتا ہے نہ اسے سونا چاہیے، وہ ترازو نیچے کرتا ہے اور اسے اونچا کرتا ہے، رات کے عمل دن سے پہلے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور دن کے عمل رات سے پہلے، اس کے سامنے نور کے پردے ہیں، اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اس کی چمک جہاں تک پہنچے، مخلوق کو جلا کر رکھ دے۔''[2] (مسلم)

۸۶۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٤٦٨٤، صحيح مسلم: ٩٩٣]

وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: «يَمِينُ اللّٰهِ مَلْأَى» قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

---

[1] اَلْمَعْنٰى أَنَّهُ يُوْلَدُ عَلٰى نَوْعٍ مِّنَ الْجِبِلَّةِ وَالطَّبْعِ الْمُسْتَهِيْئِ لِقُبُوْلِ الدِّيْنِ. (نهاية ابن أثير) وہ ایسے مزاج پر پیدا کیا جاتا ہے جو دینِ حق کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔ وقت کی رسوم، آباء واجداد کی تقلید، ماحول کے اثرات طبیعت پر چھا کر اس کی اس خصوصیت کو مغلوب کر لیتے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے گرد و پیش سے اس قدر متاثر نہ ہو کہ اس سے یہ فطرت اور مزاج ہی بدل جائے۔

[2] یعنی دنیوی اجسام تجلیاتِ الٰہیہ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

86- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں، دن رات خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں آتی، تم جانتے ہو کہ جب سے اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اس پر کس قدر خرچ ہوا، لیکن اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا، اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ نیچے اور اوپر کرتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے: ''اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔'' ابن نُمیر فرماتے ہیں: اس کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں، شب و روز خرچ کرنے سے اس کے خزانے میں کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔

٨٧- (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ: « اَللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٨٤، صحيح مسلم: ٢٦٥٩]

87- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا: ''ان کے اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٨٨- (**صحيح لغيره**) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ لَهُ: اُكْتُبْ، فَقَالَ: مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبِ الْقَدَرَ، فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٥٥] وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا.

88- عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا کہ لکھو، اس نے کہا: کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھو۔ اس نے جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔'' (ترمذی) اور کہا اس حدیث کی سند غریب ہے۔

٨٩- (**صحيح لغيره**) وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾ [الأعراف: ١٧٢]. قَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ: « إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ

مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ». فَقَالَ رَجُلٌ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٢٦١٧]، وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٠٧٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٧٠٣]

89- مسلم بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا: ﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾ ''اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو پیدا کیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا آنحضرت ﷺ سے اس کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی پشت پر دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے کچھ مخلوق پیدا کی اور فرمایا: میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور ان کے عمل اہلِ جنت ہی کی طرح ہوں گے۔ پھر ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس سے کچھ اولاد نکالی اور فرمایا: میں نے ان کو آگ کے لیے پیدا کیا اور یہ آگ والوں کی طرح عمل کریں گے۔'' ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر عمل سے کیا فائدہ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے جنت ہی کے کاموں میں لگا دیتا ہے، یہاں تک کہ اس کی موت آ جائے اور وہ جنت کے کام کر رہا ہو اور جنت میں داخل ہو جائے اور جب کسی کو آگ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے اہلِ نار کے کاموں میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کسی جہنم ہی کے کام میں مر جاتا ہے اور اسے آگ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔'' (مالک، ترمذی، ابوداود)

٩٠- (حسن) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ؟» فَقُلْنَا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا. فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى: «هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ، فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا» ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ: «هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ، فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا» فَقَالَ

أَصْحَابُهُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: «سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ: «فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ، فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٤١]

90- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ ﷺ (ایک دن) نکلے اور آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو ان دونوں کتابوں میں کیا ہے؟'' ہم نے عرض کی: کہ نہیں یہ تو آپ کے بتانے سے معلوم ہوگا۔ فرمایا: ''یہ سیدھے ہاتھ کی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں اہلِ جنت کے نام ہیں اور ان کے بزرگوں اور قبیلوں کے۔ اور اس کے آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے، نہ ان میں کچھ بڑھایا جائے گا نہ کم کیا جائے گا۔'' پھر بائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں آگ والوں کے نام ہیں اور ان کے باپوں اور قبیلوں کے اور آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے، اس میں کبھی کچھ نہ کم کیا جائے گا نہ زیادہ۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! پھر عمل کی کیا ضرورت ہے، اگر اس معاملے سے فراغت ہو چکی ہے؟ فرمایا: ''مضبوط رہو اور اللہ کا قرب حاصل کرو، کیونکہ اہلِ جنت کا خاتمہ اہلِ جنت کے اعمال پر ہوگا (شروع میں گو وہ کوئی کام کریں) اور اہلِ نار کا خاتمہ جہنم والوں کے کاموں پر ہوگا گو وہ (ابتداء میں) کوئی کام کریں۔'' پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں کتابیں پھینک دیں اور فرمایا: ''تمھارا رب بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔''[1] (ترمذی)

٩١- **(حسن لغیرہ)** وَعَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ شَيْئًا؟ قَالَ: «هِيَ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٥٤٧٢] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٠٦٥] وَابْنُ مَاجه [٣٤٣٧]

91- ابو خزامہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی:

[1] اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انسان کی سوچ بچار اور اس کے اعمال کی ابتداء اور انتہاء سب اللہ کو معلوم ہے اور وہ اس سے فارغ ہو چکا، اب اس کے علم میں کسی نئی چیز کا اضافہ ناممکن ہے، جو ہو رہا ہے اس کے علم کے موافق ہو رہا ہے۔ گویا مخلوق کا اختیار بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔

اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں کہ ہم دم کراتے ہیں یا علاج کراتے ہیں اور جن چیزوں کے ساتھ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر روک دیتی ہیں؟ فرمایا: ''یہ اسباب خود تقدیر میں شامل ہیں۔''[1] (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۹۲۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ: «أَبِهَذَا أُمِرْتُمْ، أَمْ بِهَذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۲۱۳۳] وَابْنُ مَاجَه [۸۵] نَحْوَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

92۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم تقدیر میں بحث کر رہے تھے۔ آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ چہرہ سرخ ہو گیا جیسے انار کا دانہ آپ کے منہ پر نچوڑا گیا۔ فرمایا: ''کیا تمھیں یہ حکم کیا گیا ہے، یا میں یہی چیز دے کر تمھاری طرف بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اس مسئلہ میں جھگڑتے تھے، میں تمھیں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ اس میں بحث مت کرو۔''[2] (ترمذی) ابن ماجہ نے اسے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا۔

۹۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ، مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۱۹٦٤۱] وَالتِّرْمِذِيُّ [۲۹۵۵] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦۹۳]

93۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی (بھر) مٹی سے پیدا کیا جسے تمام زمین سے لیا گیا تھا۔ اب آدم کی اولاد زمین کے

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے جہاں کسی امر کا فیصلہ فرمایا ہے، اس کے اسباب کا بھی فیصلہ کر دیا ہے اور یہ ساری چیزیں اسباب ہی کی قسم سے ہیں۔ انسان کو جس قدر اختیار دیا گیا ہے، اس نے آوارگی کی صورت نہیں اختیار کی، بلکہ یہ اختیار بھی مشیتِ الٰہی کے تابع ہے۔ ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ تمھاری مشیت اور اختیار مشیتِ الٰہی کے تابع ہے نہ اس میں جبر ہے نہ آوارگی۔

[2] گویا اختیار بھی اللہ ہی کے قبضے میں ہے، اسباب اور مسببات دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔

اندازے پر پیدا ہوئی۔ کوئی سرخ، کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور کوئی اس کے درمیان اور نرم اور سخت اور خبیث اور پاکیزہ۔'' (احمد، ترمذی، ابو داود)

٩٤ـ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ النُّورِ اهْتَدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ فَلِذَلِكَ أَقُولُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٦٦٤٤] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٤٢]

94۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا: ''اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا، پھر ان پر اپنا نور ڈالا، جس کو یہ نور مل گیا اس نے ہدایت پائی اور جسے نہ مل سکا وہ گمراہ ہو گیا، اسی لیے میں کہتا ہوں: قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا۔'' (احمد، ترمذی)

٩٥ـ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ» فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٤٠] وَابْنُ مَاجَه [٣٨٣٤]

95۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! دلوں کو بدلنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم آپ اور آپ کی وحی پر ایمان لائے، پھر کیا آپ کو ہمارے متعلق کوئی خطرہ ہے؟ فرمایا: ''ہاں دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہے۔ اسے جیسے چاہے بدل دے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

٩٦ـ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيشَةٍ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٩٦٦١]

96۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دل ایک پر کی طرح ہے۔ میدان میں ہوائیں اسے الٹا سیدھا بدلتی رہتی ہیں۔'' (احمد)

٩٧ـ (صحيح) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٤٥] وَابْنُ مَاجه [٨١]

97- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاؤ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا: ① شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، ② موت پر یقین کرے، ③ موت کے بعد اٹھنے پر یقین کرے، ④ اور تقدیر پر یقین رکھے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

٩٨۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ: اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٤٩]. وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

98- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں دو قسم کے آدمی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: ① مُرجیَہ (انسان کو مجبور اور بے اختیار سمجھنے والے)، ② قَدَرِیَّة (تقدیر اور علمِ الٰہی کے منکر)۔''[1] (ترمذی) اور اس نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

٩٩۔ (حسن لغيره) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٦١٣] وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ [٢١٥٢] نَحْوَهُ.

99- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: ''میری امت کے کچھ لوگ زمین میں دھنس جائیں گے اور بعض کی شکلیں بدل جائیں گی۔ یہ سزا تقدیر کو جھٹلانے والوں کی ہے۔'' (ابوداود، ترمذی)

١٠٠۔ (حسن لغيره) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٥٥٨٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٩١]

---

[1] ان الفاظ کا ظاہر مطلب تو یہ ہے کہ یہ دونوں فرقے مسلمان نہیں۔ قدریہ میں معتزلہ اور روافض بھی شامل ہیں، ان کا بھی یہی خیال ہے، لیکن بعض ائمہ نے اس حدیث کو تشدید پر محمول کیا ہے۔ روافض اور معتزلہ میں کئی فرقے ہیں، اس لیے علی الاطلاق تکفیر درست نہیں۔ ائمۂ حدیث نے اس کی سند پر بھی گفتگو کی ہے۔ ضعیف تو یقیناً ہے بعض نے اسے موضوع بھی کہا ہے۔ واللہ أعلم.

100- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرقہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے کفن و دفن اور جنازہ میں مت جاؤ۔'' (اس کو احمد اور ابو داود نے روایت کیا)

١٠١۔ (ضعيف) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٧١٠]

101- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: ''تقدیر کے منکروں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کو پہلے سلام[1] کہو۔'' (ابو داود)

١٠٢۔ (ضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللَّهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ مَنْ أَذَلَّهُ اللَّهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّهُ اللَّهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللَّهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللَّهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِينٌ فِي كِتَابِهِ. [سنن الترمذي: ٢١٥٤]

102- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھے آدمیوں پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ بھی ان پر لعنت بھیجتا ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے: ① جو اللہ کی کتاب میں بڑھائے، ② تقدیر کی تکذیب کرے، ③ جو شخص جبراً قبضہ کر کے عزت والوں کو ذلیل کرے اور ذلیل لوگوں کو آبرو مند کرے، ④ جو اللہ کے حرام کو حلال کرے۔ (یعنی بیت اللہ کی بے حرمتی کرے)۔ ⑤ جو میری اولاد میں سے حرام کو حلال کرے، ⑥ میری سنت کو ترک کرے۔'' (مدخل بیہقی، رزین)

١٠٣۔ (صحيح) وَعَن مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٩٨٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢١٤٦]

103- مَطَر بن عُکَامِس فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی

[1] حدیث میں یہاں «لَا تُفَاتِحُوهُمْ» آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں ان کے پاس فیصلہ لے جانا، یا ان سے بحث کا آغاز کرنا اور یہ سب معنی صحیح ہیں۔ (نهاية)

کے متعلق کسی خاص مقام پر مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے لیے وہاں کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔‘‘ (احمد، ترمذی)

١٠٤۔ **(صحيح)** وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: «مِنْ آبَائِهِمْ». فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ». قُلْتُ: فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ: «مِنْ آبَائِهِمْ». قُلْتُ: بِلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٤٧١٢]

104- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: حضرت! اہلِ ایمان کے بچوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: ’’وہ اپنے باپوں کے ساتھ ہوں گے۔‘‘ میں عرض کی: کیا عملوں کے بغیر؟ فرمایا: ’’یہ اللہ جانتا ہے وہ کیا عمل[1] کرتے ہیں؟‘‘ میں نے عرض کی: مشرکوں کی اولادوں کا حال؟ فرمایا: ’’وہ بھی اپنے باپوں کے ساتھ ہوں گے۔‘‘ میں نے عرض کی: عمل کے بغیر؟ فرمایا: ’’یہ اللہ کو معلوم ہے، وہ کیا کرتے ہیں؟‘‘ (ابوداود)

١٠٥۔ **(صحيح لغيره)** وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ فِي النَّارِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٧١٧]

105- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جو عورت زندہ بچے کو دفن کرے اور جس کے لیے یہ کام کرے۔ دونوں آگ میں جائیں گی۔‘‘ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

١٠٦۔ **(صحيح لغيره)** عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَغَ إِلَى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَلْقِهِ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ أَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَمَضْجَعِهِ وَأَثَرِهِ وَرِزْقِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٧٢٢]

106- ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ ہر آدمی کے متعلق پانچ

[1] حدیث کا مطلب دنیوی معاملات سے ہے، یعنی کفن دفن اور باقی تعلقات میں بچے اپنے ماں باپ کے حکم میں ہوں گے۔ اگر زندہ رہتے تو کیا کرتے، یہ اللہ کو علم ہے۔ اخروی نجات کے لحاظ سے علماء میں اختلاف ہے کہ بچے جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ بچے نجات پائیں گے اور جنت میں جائیں گے، ماں باپ کا مذہب چاہے کچھ ہو۔

کاموں سے فارغ ہو گیا ہے: موت اور عمل، اقامت گاہ اور چلنے پھرنے کی جگہ اور رزق۔'' (احمد)

۱۰۷۔ (ضعیف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٨٤]

107- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا: ''جو آدمی تقدیر کے متعلق گفتگو کرے گا، اس کی بابت اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ جو اس مسئلہ میں کلام نہیں کرے گا، اسے نہیں پوچھا جائے گا۔'' (ابن ماجہ)

۱۰۸۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي، قَالَ: لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٨٩] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٩٩] وَابْنُ مَاجَه [٧٧]

108- ابن دیلمی فرماتے ہیں: میں ابی بن کعب کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا: میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ شبہات ہو گئے ہیں۔ آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں، شاید اللہ ان شبہات کو میرے دل سے دور کر دے۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کے سب رہنے والوں کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں ہوگا، اگر وہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے تو یہ رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے۔ اور اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو، جب تک تقدیر پر ایمان نہ ہو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا اور تم یہ یقین کرو کہ جو تکلیف تمھیں پہنچی ہے اس سے تم کبھی نہیں بچ سکتے تھے اور جس مصیبت سے تم بچ گئے ہو وہ تمھیں کبھی نہیں پہنچ سکتی تھی اور اگر تم اس

(عقیدے) کے خلاف مرو گے تو آگ میں جاؤ گے۔ پھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی یہی فرمایا۔ پھر حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ملا، انھوں نے بھی یہی فرمایا۔ پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل فرمایا۔ (احمد، ابو داود، ابن ماجہ)

۱۰۹۔ (حسن لغيره) وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُقْرِئُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي أَوْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٥٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦١٣] وَابْنُ مَاجَه [٤٠٦١] وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

109۔ نافع فرماتے ہیں: ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: فلاں آدمی آپ کو سلام کہتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو اسے میرا سلام مت کہنا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری امت میں بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ بعض کی شکلیں بدل جائیں گی اور بعض پر پتھر پڑیں گے اور یہ سب (عذاب) اہلِ قدر کو ہوں گے۔ (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۱۰۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلَتْ خَدِيجَةُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ وَلَدَيْنِ مَاتَا لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «هُمَا فِي النَّارِ» قَالَ: فَلَمَّا رَأَى الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهَا قَالَ: «لَوْ رَأَيْتِ مَكَانَهُمَا لَأَبْغَضْتِهِمَا» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَلَدِي مِنْكَ؟ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي النَّارِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴿ **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** ﴾ [الطور: ٢١]» رَوَاهُ أَحْمَدُ [١١٣٢]

110۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو لڑکوں کی بابت دریافت فرمایا جو زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آگ میں جائیں گے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدیجہ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو فرمایا: ''اگر تم ان کی جگہ دیکھو تو تم ان کو ناپسند کرو گی۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا: اور جو اولاد

آپ کی پشت سے پیدا ہوئی ہے؟ فرمایا: ”وہ جنت میں ہوگی۔“ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”مومن اور ان کی اولاد جنت میں ہوگی۔ مشرک اور ان کی اولاد آگ[1] میں ہوگی۔“ پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ”مومنوں کی اولاد ان کے تابع ہوگی۔“ (احمد)

١١١۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُورٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ: أَي رَبِّ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: دَاوُدُ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ؟ قَالَ: سِتِّيْنَ سَنَةً، قَالَ: رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَلَمَّا انْقَضَى عُمْرُ آدَمَ إِلَّا أَرْبَعِيْنَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ آدَمُ: أَوَ لَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَوَ لَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ؟ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَأَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطَأَ آدَمُ وَخَطَأَتْ ذُرِّيَّتُهُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٤٠٧٦]

111- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے وہ تمام روحیں نکلیں جن کو قیامت

[1] غیر مسلم بچوں کے متعلق اہلِ علم میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ عمل کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ بعض نے فرمایا: قیامت میں ان کا امتحان ہوگا، کامیاب جنت میں جائیں گے، ناکام جہنم میں جائیں گے۔ بعض نے حدیث نمبر 110 کے مطابق فرمایا، یعنی وہ ماں باپ کے ساتھ جہنم میں ہوں گے۔ آخری صورت بے انصافی کی ہے۔ اصول کے مطابق نابالغ شرائع کا مخاطب ہی نہیں تو اسے سزا کیوں دی جائے۔ ان احادیث کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ دنیوی احکام میں والدین کے تابع ہوں گے، یا بشرطِ عمل و زندگی وہ ماں باپ کے تابع ہوتے، پہلا مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بچے جو کفار کے ہوں یا مسلمانوں کے، وہ جنت میں جائیں گے، کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان کی پیدائش فطرتِ سلیم پر ہے۔ گو انھوں نے عمل نہیں کیے، کفار کے ہاں پیدائش ان کا اختیار نہیں۔ رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ انھیں معاف کیا جائے۔ دوسری صورت بھی درست نہیں، کیوں کہ قیامت دار الجزاء ہے، دار العمل نہیں، اس لیے اس مقام پر امتحان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تک ان کی اولاد سے پیدا ہونا تھا اور ہر ایک کی آنکھوں میں نور کا ایک نشان لگا دیا۔ پھر انھیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یا اللہ! یہ کون ہیں؟ فرمایا: تمھاری اولاد ہے، حضرت آدم کو ایک نورانی شخص کا نشان بہت پسند آیا، حضرت آدم نے فرمایا: یا اللہ! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ داود ہے۔ حضرت آدم نے پوچھا: اس کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ فرمایا: میری عمر سے چالیس سال اس کو دے دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدم کی عمر چالیس سال باقی رہ گئی تو ملک الموت آ گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: ابھی تو چالیس سال میری عمر سے باقی ہیں۔ کہا: کیا تم نے اپنے بیٹے داود کو نہیں دے دی تھی؟ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اب انکار کی عادت ان کی اولاد میں جاری ہو گئی۔ آدم نے بھول کر درخت کا پھل کھایا، ان کی اولاد بھی بھولنے لگی، آدم نے خطا کی اور ان کی اولاد بھی خطا کار ہو گئی۔'' (ترمذی)

۱۱۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: « خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ حِينَ خَلَقَهُ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنَى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَأَنَّهُمُ الذَّرُّ، وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرَى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَمِينِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِي، وَقَالَ لِلَّذِي فِي كَتِفِهِ الْيُسْرَى: إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِي ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٧٤٨٨]

112۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آپ کے دائیں کندھے کو مارا اور اس سے سفید رنگ کی چیونٹیوں کی طرح اولاد پیدا ہوئی۔ پھر ان کے بائیں کندھے کو مارا تو کوئلے کی طرح سیاہ رنگ اولاد اس سے نکلی، پھر دائیں جانب کے متعلق فرمایا: یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ بائیں جانب والوں کے متعلق فرمایا: یہ آگ میں جائیں گے اور مجھے کوئی پروا نہیں۔'' (احمد)

۱۱۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي نَضْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَالُ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ دَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ يَعُودُونَهُ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالُوا لَهُ: مَا يُبْكِيكَ، أَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: « خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ أَقِرَّهُ حَتَّى تَلْقَانِي »، قَالَ: بَلَى وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: « إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِينِهِ قَبْضَةً وَأُخْرَى

بِالْيَدِ الْأُخْرَى وَقَالَ: هَذِهِ لِهَذِهِ، وَهَذِه لهَذِهِ وَلَا أُبَالِيُ » وَلَا أَدْرِيُ فِيُ أَيِّ الْقَبْضَتَيُنِ أَنَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٧٥٩٣]

113- ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ایک صاحب کا نام ابوعبداللہ تھا۔ ان کے دوست ان کے پاس بیمار پرسی کے لیے آئے تو وہ رو رہے تھے، ساتھیوں نے کہا: آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی لبوں[1] کو کتراؤ اور اس پر استقامت (اور ہمیشگی) کرو۔ یہاں تک کہ تم مجھے آملو۔ انھوں نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی دائیں ہاتھ میں لی اور ایک مٹھی بائیں ہاتھ میں اور فرمایا: یہ جنت کے لیے اور یہ جہنم کے لیے اور مجھے کچھ پروا نہیں۔'' (ابوعبداللہ نے کہا:) مجھے معلوم نہیں۔ میں کس مٹھی میں ہوں۔ (احمد)

١١٤ ـ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيُثَاقَ مِنُ ظَهُرِ آدَمَ بِنُعُمَانَ يَعُنِيُ عَرَفَةَ، فَأَخُرَجَ مِنُ صُلُبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمُ بَيُنَ يَدَيُهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمُ قُبُلًا قَالَ: ﴿ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴾ [الأعراف: ١٧٢ـ ١٧٣]». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٤٥٥]

114- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میدانِ عرفات میں نعمان پہاڑ کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے عہد لیا۔ اس طرح کہ آپ کی پشت سے تمام اولاد کو نکالا، جسے (قیامت تک) پیدا کرنا تھا اور انھیں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا۔ پھر ان سے رو در روبات کی۔ فرمایا: کیا میں تمھارا رب نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے غافل تھے یا یوں کہو کہ شرک تو ہمارے بزرگوں

[1] لبیں کترانا سنت ہے، اگر آپ اس پر استقامت سے عمل کریں تو جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔ کس قدر لوگ سنتیں ضائع کر رہے ہیں، ان کے ادا کرنے پر اہلِ سنت سے لڑتے اور فساد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور فساد کرنے والوں کو ہدایت دے، سنت کا ہمیشہ ترک کرنا انسان کو بے دین بنا دیتا ہے۔

نے کیا تھا۔ ان کے بعد ہم ان کی اولاد تھے۔ کیا تم باطل پرستوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرتے ہو۔" (احمد)

١١٥ ۔ **(حسن)** وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿ **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** ﴾ [الأعراف: ١٧٢] الْآيَة قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ ﴿ **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** ﴾ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ، وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ آدَمَ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا، اعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلٰهَ غَيْرِيْ، وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوا بِيْ شَيْئًا إِنِّيْ سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيثَاقِيْ وَأُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا: شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ فَأَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرُفِعَ عَلَيْهِمْ آدَمُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَرَأَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيرَ وَحَسَنَ الصُّورَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ: رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ قَالَ: إِنِّيْ أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْكَرَ وَرَأَى الْأَنْبِيَاءَ فِيهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّورُ خُصُّوا بِمِيثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿ **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ** ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ **عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ** ﴾ كَانَ فِي تِلْكَ الْأَرْوَاحِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى مَرْيَمَ علیہا السلام فَحُدِّثَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيْهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٢٣٢]

115۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ﴿ **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** ﴾ "جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر ان سے وعدہ لیا۔" فرمایا: ان کو جمع کیا اور جوڑے جوڑے بنا دیا۔ پھر ان کو صورت دی اور بولنے کے لیے کہا۔ انھوں نے کلام کیا۔ پھر ان سے پختہ وعدہ لیا اور انھیں خود گواہ بنایا۔ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تم پر سات آسمان اور سات زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور تمھارے باپ حضرت آدم کو گواہ کرتا ہوں تا کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، نہ ہی میرے سوا کوئی رب ہے، نہ ہی میرے ساتھ کسی کو شریک کرو۔ میں تمھارے پاس رسول بھیجوں گا، وہ تمھیں میرا وعدہ یاد دلائیں گے، میں تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ انھوں نے کہا: ہم گواہ ہیں، تو ہے ہمارا رب اور ہمارا معبود، تیرے سوا نہ کوئی رب ہے، نہ معبود۔ انھوں نے اس

کا اقرار کیا۔ پھر آدم علیہ السلام کو ان کے سامنے کیا گیا، وہ دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے غنی اور فقیر کو دیکھا۔ خوش وضع اور بد وضع کو دیکھا تو فرمایا میرے رب! تو نے اپنے بندوں کو برابر کیوں نہیں بنایا۔ فرمایا: مجھے پسند ہے کہ میرا شکر کیا جائے اور انبیاء علیہم السلام ان میں چراغوں کی طرح تھا، ان پر نور تھا، ان سے نبوت اور رسالت کے متعلق ایک خاص وعدہ لیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ ﴾ إِلٰی قولہ: ﴿ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﴾ ''جب ہم نے نبیوں سے وعدہ لیا اور تم سے اور نوح اور حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسی ابن مریم علیہم السلام سے۔'' حضرت عیسی علیہ السلام ان ارواح میں تھے، انھیں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیج دیا۔ ابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ان کے منہ سے داخل ہوئے۔ (احمد)

۱۱۶۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَتَذَاكَرُ مَا يَكُونُ إِذْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ فَصَدِّقُوهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تُصَدِّقُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ إِلَى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٧٤٦٩]

116- سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن ہم آنحضرت ﷺ کے پاس آئندہ ہونے والی باتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ ناگہاں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم سنو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو مان لو اور جب یہ سنو کہ کسی انسان کی طبیعت بدل گئی ہے تو اس کی تصدیق مت کرو وہ یقیناً اپنی جبلت کی طرف جائے گا۔ (احمد)

۱۱۷۔ (ضعيف) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ قَالَ: «مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِنْهَا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَآدَمُ فِي طِينَتِهِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ [٣٥٤٦]

117- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ کو ہر سال زہریلی بکری کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ فرمایا: ''میرے حق میں یہ تکلیف اس وقت لکھی گئی جب آدم علیہ السلام کیچڑ کی صورت میں تھے۔'' (ابن ماجہ)

بَابُ إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب کا ثبوت

اس زندگی میں ہمارے گرد و پیش جو ہو رہا ہے اس کا علم کچھ تو ہمیں حواس کی معرفت ہوتا ہے اور کچھ نظر و استدلال کی وجہ سے۔ اس علم اور اس کے ذرائع کا ہمیں ایک حد تک یقین ہے، مگر بعض دفعہ اس یقین کو واقعات اور دلائل نے غلط ثابت کیا ہے۔ نظر کی غلطیاں ظاہر ہیں۔ اکثر چیزوں کی پہچان میں نظر کی غلطی کا بارہا تجربہ ہوا۔ اشیاء کے حجم میں نظر نے غلطی کی۔ قوتِ سمع کی غلطی کی مثالیں روزمرہ اس کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ اس کا انکار مشکل ہے۔ اسی طرح شم، ذوق اور لمس میں غلطی کے امکانات سمع اور بصر سے کہیں زیادہ ہیں۔ مقاصد اور دل کی باتوں کے ادا کرنے کا واحد ذریعہ زبان ہے۔ ہزار ضبط و احتیاط کے باوجود اس کی لغزشیں ضرب المثل ہو رہی ہیں۔ عقل اور عقلاء کا جو حال دنیا میں ہے اسے کون نہیں جانتا۔ دنیا میں گنتی کی دو چار چیزیں ہوں گی، جن پر یہ حضرات علماء اور نظّار متفق ہو گئے ہوں۔ فلاسفہ متکلمین نے عقل کی روشنی میں کیا کچھ نہیں کہا۔ عقل و دانش کے سمندر بہا دیے گئے، مگر شاید ہی کسی مسئلے پر پوری طرح متفق ہوئے ہیں۔ بعض شعراء کا یہ قول بہت ہی صحیح ہے کہ موت کے سوا عقلاء کسی چیز پر متفق نہیں ہوئے اور اس کی حقیقت میں بھی عقلاء کا پھر اختلاف ہے کہ قبضِ روح کی نوعیت کیا ہے۔

اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے علم کا انحصار ان ہی ناقص اسباب و ذرائع پر ہے اور ہمارے علوم اور معلومات میں یقین کی جو بھی تھوڑی بہت مقدار موجود ہے وہ ان اسباب وذرائع کی ہوتی ہے۔ شریعت نے ان ذرائع پر اعتماد کیا ہے۔ دنیا کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ اسی اعتبار پر ہے۔ مقدمات، جھگڑے اور شہادتیں ان ہی اسباب پر منحصر ہیں۔ کائنات کا کاروبار نقائص کے باوجود ان اسباب ہی سے چل رہا ہے۔ ظن، شک، وہم یقین ان حواس کی کارکردگی کے

مختلف مدارج ہیں اور ان مدارج پر علم اور عمل کی دنیا چل رہی ہے۔ معلوم ہے کہ ان حواس نے کہیں غلطی کی ٹھوکر کھائی تو اس غلطی کی اصلاح اور اس ٹھوکر کا علاج بھی ان اسباب و ذرائع ہی سے کیا گیا ہے اور حق و باطل میں امتیاز کے لیے ان سے بہتر کوئی آلہ دنیا آج تک ایجاد نہیں کر سکی۔

عالمِ بَرزخ:

رہا اس زندگی کے بعد کا مرحلہ، قبر ہو یا قیامت، جنت ہو یا دوزخ، اعراف ہو یا پل صراط، میزان ہو یا دنیائے مثال۔ جہاں ان حواس کا بھی چنداں دخل نہیں، وہاں حوادث کو نہ آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ کان سن سکتے ہیں، نہ ذوق ولمس وقوتِ شامہ کی وہاں تک رسائی ہے۔ عقل کی قوتیں وہاں پر کالعدم ہو جاتی ہیں۔ علوم، وہاں اوہام کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہاں جو کچھ ہے اس کا دار و مدار سمع پر ہے۔ نقل کی صحت پر سارا انحصار ہے۔ طاقت اور ہمت کا وہاں کوئی دخل نہیں، یہاں علم کا واحد ذریعہ نبوت ہے۔

عذابِ قبر بھی اسی دنیا کا مسئلہ ہے۔ قرآن اور سنت میں جو کچھ آ گیا اس پر مزید اضافے کی گنجایش ہی نہیں۔ اجتہاد و عقل کے لیے کوئی راہ نہیں، حواس وہاں بیکار، عقل مطلقاً عاجز، وہ ایک حقیقت ہے، محض خواب نہیں، مگر اس کے سمجھنے میں عالمِ خواب سے کچھ نہ کچھ مدد ملتی ہے۔ نیند موت و حیات کے درمیان ایک حالت ہے، اس کے بعض خواص موت سے قریب ہیں اور بعض کوائف زندگی سے ملتے ہیں۔ اسی طرح قبر اس زندگی اور اخروی زندگی میں ایک برزخ ہے اور وہاں دونوں زندگیوں کے کوائف کا اجمالی سا علم ہوتا ہے۔ جسم کے ذرات اور روح بدستور یوم الحساب تک اسی دکھ کو محسوس کرتی ہے۔ آخری فیصلہ تو یوم الحساب ہی کو ہو گا، مگر غلط کاری اور اطاعت شعاری کے خفیف سے اثرات قبر کے برزخ میں بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ دنیوی قانون کے مجرموں پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مفرور ہوں یا حوالات میں جرم اور اس کے نتائج کا تصور ذہن سے محو نہیں ہوتا۔ اس کی اذیت نیند اور بیداری دونوں حالات میں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے، یہ حالت عذابِ قبر سے بہت حد تک مشابہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے انسانی طبع کے لحاظ سے جو برزخ کے حالات کی قریباً چار قسمیں بیان فرمائی ہیں ان کی تقسیم کا انحصار قوتِ ملکی اور بہیمی کے تفاوت پر ہے، ان قویٰ کا دنیوی زندگی میں انسانی مزاج پر جس قدر اثر ہوتا ہے اس کے نتائج کا ظہور برزخ میں بھی ہوتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/ ۲۶)

انسان کے جسم کی ترکیب میں جو حیثیت عناصر کو دنیا میں حاصل ہے، قریباً وہی حیثیت ان قویٰ کو جسم اور روح پر برزخ میں ہوتی ہے۔ بعض عناصر کے غلبہ یا کمی کا اثر انسان کے جسم پر جس طرح نیند اور بیداری میں ہوتا ہے۔ مختلف خواب اور خیالات عناصر کی کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح برزخ کی غنودگی میں قوۃ ملکی اور بہیمی کا اثر ہوتا ہے۔ برزخ میں مسرت یا غم سے انسان کا جسم اور روح متاثر ہوتے ہیں۔

علمِ رویاء میں یہ حالاتِ خیر وشر اسی وقت تک جسم و روح پر اثر انداز رہتے ہیں، جب تک یہ حالت بدل نہ جائے، اسی طرح برزخ کے حالات کا سرور یا ان کی تلخی انسانی مزاج پر طاری رہتی ہے، جب تک یہ برزخی حالت بدل کر دوسری حالت سامنے نہ آ جائے۔ برزخ میں یہ حالات ہر انسان کو انفراداً متاثر کرتے ہیں۔ حشر میں یہ حالات اجتماعی حساب اور مجازات کی صورت اختیار کریں گے، ان نظائر پر غور کرنے سے اکثر شبہات جو بعض کج رو طبائع میں پیدا ہوتے ہیں، صاف ہو جاتے ہیں۔ گویا انسان پر تین قسم کے حالات گزرتے ہیں۔ عنصری زندگی جسے اس دنیا کی زندگی کہنا چاہیے۔ برزخی زندگی جسے ما بعد الموت کی حالت سے تعبیر کرنا چاہیے اور حیاتِ اخروی جو یوم الحساب کو جنت یا دوزخ میں انسان پر طاری ہوگی۔ یہ دونوں زندگیاں سمعی ہیں۔

ان کے کوائف اور حالات پر اس تفصیل سے گفتگو کی جا سکتی ہے، جس طرح ہم ایک عنصری زندگی پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ اگر قرآن وسنت میں ان دونوں زندگیوں کا تذکرہ صراحتاً نہ ہوتا تو اس پر شاید اتنی گفتگو کبھی نہ ہوسکتی، جس قدر ہم اس وقت کر رہے ہیں۔ احادیث میں تو اس کا تذکرہ کسی قدر صراحت اور تفصیل سے ملتا ہے، لیکن قرآن میں بھی اس کا ذکر کافی صراحت سے پایا گیا ہے۔ عنصری زندگی میں نہ شبہہ ہے نہ کوئی بحث، قیامت اور عذاب وثواب کو اسلامی عقیدے میں جو اہمیت حاصل ہے قرآن نے جابجا اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کفار کی اعتقادی خامیوں میں یوم الحساب کے انکار کو کافی اہمیت دی ہے اور ان کے شبہات کا تفصیلاً جائزہ لیا ہے، اس پر دلائل دیے ہیں۔ اس لیے بدعتی فرقوں نے بھی اس پر بحث کی ضرورت نہیں سمجھی، بلکہ اسے قبول کیا ہے۔ مگر برزخی زندگی کا ذکر اجمالاً آیا ہے۔ اس لیے اکثر اہلِ بدعت نے عذابِ قبر یا برزخی زندگی اور مختلف کوائف میں شبہات کا اظہار کیا ہے اور مجادلانہ گفتگو کی ہے۔

قرآنِ حکیم نے فرعون اور اس کی آل کے غرق کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾ [المؤمن: ٤٦]

''آلِ فرعون کو صبح اور شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن ان کو دائمی طور پر آگ میں داخل کر دیا جائے۔''

یہاں یوم القیامت سے پہلے صبح اور شام آلِ فرعون کی آگ پر پیشی کا ذکر کیا ہے، یہ بداہتاً عالمِ برزخ اور قبر ہی ہوسکتا ہے اور یہ عرض یقیناً بے مقصد نہیں، بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبر میں بھی انسان کو اپنے اعمال کی خفیف سی سزا ملتی ہے:

﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۗ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ ﴾ [الأنعام: ٩٣]

''تم دیکھو گے، جب ظالم موت کی بے قراریوں میں ہوں گے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے تاکہ ان کی روحوں کو قبض کریں، کہا جائے گا آج تم کو ذلیل کن عذاب دیا جائے گا۔''

رہا ﴿ اَلْيَوْمَ ﴾ میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، یہ قیامت سے پہلے ہے۔ قبر کے برزخ ہی میں ہوسکتا ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں، جن میں اس عذاب اور اس برزخ کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث میں تو یہ موضوع اس کثرت اور صراحت سے آیا ہے کہ کسی دیانت دار آدمی کے لیے اس سے انکار کی گنجایش نہیں۔ قبر سے مراد برزخ ہے، اس میں مجرموں کو عذاب ہوگا، وہ قبر کے گڑھے میں دفن ہو یا اسے کوئی جانور کھا جائے وہی اس کی قبر ہوگی، اور اس صورت میں بھی وہ عذاب یا خوشی کو محسوس کرے گا۔ قبر سے مراد گڑھا ہی نہیں، بلکہ موت کے بعد جو ٹھکانہ ملا ہے وہ قبر ہے اور وہیں انسان کو عذاب یا خوشی کا احساس ہوگا۔ اس کو عذابِ قبر یا برزخی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ زندگی اسلامی نصوص کے لحاظ سے یقینی ہے۔ علمائے سلف سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، عذابِ قبر کی احادیث معناً متواتر ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۱۱۸۔ (صحیح) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ ﴿ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ** ﴾ [إبراهيم: ٢٧]» وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « ﴿ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ** ﴾ [إبراهيم: ٢٧] نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَّبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدٌ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٦٩، ٤٦٩٩، صحيح مسلم: ٤٨٧١]

118- براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جب قبر میں پوچھا جائے گا تو وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے یہی مراد ہے: ﴿ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ** ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (توحید کی) پختہ بات پر قائم رکھے گا دنیا میں اور آخرت میں۔'' ایک روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے: ''آیت: ﴿ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ** ﴾ عذابِ قبر کے متعلق نازل ہوئی۔ اس (میت) سے پوچھا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

۱۱۹۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. [صحيح البخاري: ١٣٣٨، ١٣٧٤، صحيح مسلم: ٢٨٧٠]

119- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھا کر دریافت کرتے ہیں: تم اس شخص[1] (محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ مومن کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جائے گا: تم اپنی جگہ آگ میں دیکھ لو، جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں بدل دیا ہے۔ (مومن) دونوں جگہوں کو دیکھے گا، منافق اور کافر سے پوچھا جائے: تم اس آدمی (محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ وہ کہے گا: مجھے علم نہیں۔ لوگ جو کچھ کہا کرتے تھے میں وہی کچھ کہا کرتا تھا۔ اسے کہا جائے گا: نہ تم نے کچھ جانا نہ ہی تم نے پڑھا اور اسے لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا اور وہ چلائے گا، اس کی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ قریب کی سب چیزیں سنتی ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

---

[1] یہاں پر ''ھذا الرجل'' سے بعض کم فہم لوگوں کو غلطی لگی، وہ خیال کرتے ہیں کہ ''ھذا'' سے اشارہ آنحضرت ﷺ کے جسم پاک کی طرف ہے جو بذاتِ خود یا مثالی طور پر قبر میں موجود ہوں گے۔ پھر وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بذاتِ خود ہر جگہ موجود ہیں، یہ خیال بالکل ہی جہالت پر مبنی ہے۔ بالفرض حضرت ﷺ قبر میں موجود ہوں بھی تو ہر جگہ کیسے موجود ہوئے۔ زیادہ سے زیادہ ہر قبر میں موجود ہوں گے۔ اگر مثالی جسم مراد ہو تو پھر حضرت ﷺ بذاتِ خود موجود نہ رہے، بلکہ ان کی مثال اور شبیہ موجود ہوئی۔

دوم: ''ھذا'' کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ جس کی طرف ''ھذا'' کا اشارہ ہو وہ پاس ہی موجود ہو۔ قرآنِ مجید میں اس کی مثالیں اکثر ملتی ہیں۔ ملائکہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے تشریف لائے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے، انھوں نے آمد کا سبب پوچھا تو فرشتوں نے کہا: ﴿ إِنَّا مُهْلِكُوٓا۟ أَهْلِ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا۟ ظَٰلِمِينَ ﴾ [العنکبوت: ۳۱] [یقیناً ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں، بے شک اس کے رہنے والے ظالم چلے آئے ہیں] اب یہ تو معلوم ہے کہ حضرت لوط سدوم کی بستیوں میں رہتے تھے اور حضرت ابراہیم فلسطین میں اور یہ بھی معلوم ہے کہ سدوم سامنے نہیں تھا، بلکہ حضرت ابراہیم اور ملائکہ کے ذہن میں تھا۔

اسی طرح ﴿ الٓمٓ ۝ ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ ﴾ میں ﴿ ذَٰلِكَ ﴾ کا اشارہ قرآنِ مجید کی طرف ہے اور معلوم ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت سارا قرآن ابھی نازل بھی نہیں ہوا تھا۔

نیز جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں زندہ موجود تھے، اس وقت جو مسلم یا غیر مسلم فوت ہوتے تھے، ان سے یہ سوال کیسے کیا جاتا تھا۔ آپ تو کبھی برزخ کی سیر کے لیے تشریف نہیں لے گئے، بلکہ ہمیشہ مدینہ منورہ میں اقامت فرما رہے۔ =

۱۲۰۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَة». مُتَّفقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٧٩، صحيح مسلم: ٢٨٦٦]

120- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تم سے فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے، جنت میں ہو یا آگ میں اور اسے کہا جاتا ہے یہ تمھاری جگہ ہے، یہاں تک کہ اللہ تمھیں اٹھا کر قیامت کے دن وہاں لے جائے۔'' (بخاری، مسلم)

۱۲۱۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: «نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [صحيح البخاري: ١٣٧٢، صحيح مسلم: ٥٨٦]

= ویسے بھی اگر ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا کوئی ضروری امر ہوتا تو اس کی ضرورت آنحضرت ﷺ فداہ روحی کو اس دنیوی زندگی میں زیادہ تھی، تاکہ کفار اشرار کی شرارت آنحضرت ﷺ کی نظر میں رہے اور صحابہ کی تربیت میں ان کا پورا پورا احتساب فرما سکیں۔ لیکن یہ بالکل صاف معلوم ہے کہ آنحضرت کو اس وقت یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔ ورنہ ہجرت کی ضرورت ہی نہ ہوتی، کیونکہ ہجرت کے بعد بھی آنحضرت ﷺ کو مکہ میں حاضر و ناظر ہونا چاہیے اور پھر کفار کی تکلیف کا امکان بھی بدستور موجود رہے گا، پھر ہجرت سے فائدہ؟ نہ تو آنحضرت ﷺ کو آرام ملا نہ کفار شرارتوں سے رک سکے۔

غارِ ثور کا واقعہ، آنحضرت ﷺ کی تلاش، کفار کی تگ و دو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت، یہ محض افسانے ہوں گے، کیونکہ آنحضرت تو بدستور مکہ میں حاضر و ناظر ہوں گے اور پھر اہلِ مدینہ کا انتظار بھی بے فائدہ ہو گا، کیونکہ اس عقیدے کی بنا پر آنحضرت ﷺ کو مدینہ منورہ ہی میں حاضر و ناظر ہونا چاہیے تھا۔

حدیبیہ کی صلح آنحضرت ﷺ کی زندگی، بلکہ اسلام کی تاریخ کے اہم واقعات میں سے ہے اور معلوم ہے کہ بیعت الرضوان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے مفروضے پر لی گئی تھی، لیکن اگر آنحضرت ﷺ اس وقت مکہ میں بھی حاضر و ناظر ہوں تو بیعت الرضوان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے، بلکہ اگر آنحضرت ﷺ غیب دان ہی ہوں تب بھی یہ واقعہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

121۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور عذابِ قبر کا ذکر کیا اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: تمھیں اللہ عذابِ قبر سے پناہ دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اس کے بعد ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، وہ عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۱۲۲۔ (صحیح) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ: «مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: «فَمَتَى مَاتُوا؟» قَالَ: فِي الشِّرْكِ. فَقَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ» ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» قَالُوا نَعُوذُ بِاللَّه مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ». قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٨٦٧]

122۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بنونجار کے باغ میں اپنی خچر پر سوار تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ ناگہاں طور پر خچر کودنے لگا۔ خطرہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا نہ دے، وہاں پانچ یا چھے قبریں تھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان اہلِ قبور کو کوئی جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کب فوت ہوئے تھے؟'' اس نے جواب دیا کہ شرک ہی میں ان پر موت آئی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ قوم اپنی قبروں میں آزمائی جا رہی ہے، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا ترک کر دو گے تو میں دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں قبر کا عذاب سنا دے، جس طرح میں سن رہا ہوں۔'' پھر ہماری طرف توجہ فرمائی ہے اور فرمایا: ''آگ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔'' لوگوں نے کہا: ہم آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا:

''قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔'' لوگوں نے کہا: ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ فرمایا: ''ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' لوگوں نے کہا: ہم ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ فرمایا: ''دجّال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' لوگوں نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

۱۲۳۔ (حسن) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُقْبِرَ الْمَيِّتُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ وَلِلْآخَرِ: النَّكِيرُ، فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ، فَيَقُولُ: أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ، فَيَقُولَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ، فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: الْتَئِمِي عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ، فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۱۰۷۱]

123- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو دفن کیا جائے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں بھوری ہوتی ہیں: ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نام نکیر۔ وہ پوچھتے ہیں: تم اس آدمی کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ اگر میت مومن ہو تو جواب دے گا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اس کے خادم اور اس کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا، تم یہی کہو گے پھر اس کی قبر ستر گز مربع کھول دی جاتی ہے، پھر اس میں روشنی کر دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: سو جا۔ میت خواہش کرتی ہے کہ میں گھر والوں کو اس کامیابی کی اطلاع دے آؤں۔ وہ فرماتے ہیں: دلہن کی طرح سو جا، جسے گھر کا عزیز ترین آدمی ہی جگا سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن

اسی آرام گاہ سے اٹھے گا، اور اگر میت منافق ہو تو کہے گا: میں نے لوگوں کو اس کے متعلق کوئی بات کرتے سنا تھا، میں نے بھی ویسے ہی کہہ دیا۔ مجھے صحیح طور پر کوئی علم نہیں۔ فرشتے کہیں گے: ہمیں یہ معلوم تھا، تم یہی کہو گے۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا، وہ اسے اس طرح دبا دے گی کہ اس کی پسلیاں دونوں جانب نکل جائیں گی، اسے ہمیشہ اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس جگہ سے اٹھائے گا۔" (ترمذی)

١٢٤۔ (صحيح) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِي الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَيَقُولَانِ لَهُ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿ **يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ** ﴾ [إبراهيم: ٢٧] الْآيَة. قَالَ: فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ، قَالَ: فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهُ، قَالَ: وَيُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنَّ كَذَبَ، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، قَالَ: فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا، قَالَ: وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَصَمُّ، مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا، قَالَ: فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَاباً، ثُمَّ يُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٨٦١٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٧٥٣]

124- براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: تمھارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ دریافت

کرتے ہیں: یہ کون آدمی تھے، جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟ وہ میت کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ یہی اللہ کا ارشاد ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ ''اللہ ایمان والوں کو صحیح اور مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے۔'' (اس وقت) آسمان سے آوز آتی ہے، میرے بندے نے سچ کہا ہے، اسے جنت سے بستر اور جنت ہی سے لباس دے دو اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو آتی ہے اور جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے قبر کھلی کر دی جاتی ہے اور کافر کی موت کا ذکر فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے آ کر اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تمھارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: افسوس میں تو نہیں جانتا اور دریافت کرتے ہیں: تمھارا دین کیا تھا؟ وہ کہتا ہے: افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں: یہ جو آدمی تم میں بھیجے گئے، کون تھے؟ وہ کہتا ہے: افسوس میں نہیں جانتا، آسمان سے آواز آتی ہے، یہ جھوٹ بولتا ہے، اسے آگ کا بستر اور آگ ہی کا لباس پہنا دو اور آگ کی طرف اس کا ایک دروازہ کھول دو، اسے اس کی گرمی اور بو پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف داخل ہو جاتی ہیں۔ ایک اندھا بہرا فرشتہ جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے، اس پر مقرر کر دیا جاتا ہے، اگر وہ پہاڑ کو مارا جائے تو وہ مٹی ہو جاتا ہے، وہ اسے مارتا ہے، جس کی آواز مشرق و مغرب میں انسان اور جنوں کے سوا سب چیزیں سنتی ہیں، وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔''[1] (احمد، ابوداود)

۱۲۵۔ (حسن) وَعَنْ عُثْمَانَ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ

[1] اس حدیث میں انتہائے نظر تک قبر میں توسیع کا ذکر ہے اور حدیث 123 میں ستر گز توسیع کا ذکر آیا ہے۔ اصل مقصد کسی مقدار کا تعین نہیں، بلکہ بقدرِ ضرورت وسعت مقصود ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ توسیع اس دنیا اور اس قبر میں نہیں ہوتی۔ یہاں تو قبر کے ساتھ قبر ہوتی ہے، یہ توسیع برزخ کے عالم اور قبر کی دنیا میں کی جاتی ہے جسے اس دنیا کی نظریں محسوس ہی نہیں کر سکتیں، یہی حال جنت اور دوزخ کی طرف دروازوں کا ہے، جنھیں ہماری نظریں معلوم نہیں کر سکتیں۔ یہ اس دنیا کی باتیں ہیں جہاں کا علم آنحضرت ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہوا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا، ورنہ ہم اسے کبھی نہ جان سکتے، اب ہم آنحضرت ﷺ کی تعلیم سے اس پر یقین رکھتے ہیں۔ واللہ أعلم.

لِحيَتُهُ، فَقِيلَ لَهُ: تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي، وَتَبْكِي مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْقَبرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا رَأَيتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبرُ أَفْظَعُ مِنْهُ». رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ [٢٣٠٨] وَابْنُ مَاجه [٤٢٦٧]. وَقَالَ التِّرمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

125- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی، ان سے کہا گیا: آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے اور اس (قبر) کے ذکر سے روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت ﷺ فرماتے تھے: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر اس سے نجات ہوگئی تو اس کے بعد آسانی ہے اور اگر اس سے نجات نہ ہوسکی تو جو اس کے بعد ہے، وہ بہت ہی مشکل ہے۔'' اور فرمایا: حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ (برزخ) کے مناظر میں قبر کا عذاب سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے)

١٢٦۔ (صحيح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيهِ فَقَالَ: «اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ؛ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٢٢١]

126- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔'' (ابوداود)

١٢٧۔ (حسن لغيره وما تحته خط فضعيف) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُونَ تِنِّينًا تَنْهَشُهُ وتَلْدَغُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَلَو أَنَّ تِنِّينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضِرًا» رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٨٥٧] وَرَوَى التِّرمِذِيُّ [٢٤٦٠] نَحوَهُ وَقَالَ: «سَبْعُونَ» بَدَلَ «تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ».

127- ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کافر کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، جو اسے قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں، اگر ان سے ایک سانپ زمین

پر پھونک مار دے تو زمین میں سبزی اگنا بند ہو جائے۔‘‘ (دارمی، ترمذی) ترمذی کی روایت میں ’’ننانوے‘‘ کی جگہ ’’ستر‘‘ کا ذکر آیا ہے۔[1]

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

۱۲۸۔ (حسن لغیرہ) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ، فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: «لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٤٨٧٣]

128- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب وہ فوت ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور انھیں دفن فرما کر ان پر مٹی ڈالی گئی تو آنحضرت ﷺ نے تسبیح کہی اور ہم بھی آپ کے ساتھ دیر تک تسبیح کہتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی: ہم بھی تکبیر کہتے رہے، آنحضرت ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ان پر تسبیح وتکبیر کیوں فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس نیک آدمی پر اس کی قبر تنگ ہوگئی، یہاں تک کہ اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔‘‘ (احمد)

۱۲۹۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٢٠٥٥]

129- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’اس شخص سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا اور آسمان کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور ستر ہزار فرشتے اس کی موت پر بھی حاضر ہوئے، اسے قبر میں ایک دفعہ زور سے دبایا گیا، پھر اسے کھول دیا گیا۔‘‘[2] (نسائی)

---

[1] ممکن ہے خاص گنتی مقصود ہی نہ ہو، بلکہ کثرت مراد ہو اور ہوسکتا ہے کہ مختلف آدمیوں کے لحاظ سے یہ تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہو۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِيْهَا.

[2] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبر میں بعض نیک آدمی بھی ضیق اور دقت محسوس کرتے ہیں مگر یہ تکلیف اجنبیت کی وجہ سے ہوتی ہے جو جلد ہی کھل جاتی ہے۔

١٣٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما قَالَتْ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يُفْتَنُ فِيهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ هَكَذَا، وَزَادَ النَّسَائِيُّ: حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي: أَيْ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ قَوْلِهِ؟ قَالَ: «قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ». [صحيح البخاري: ١٣٠٧]

130- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے قبر کے فتنے کا ذکر فرمایا، جس میں انسان آزمایا جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو مسلمان چیخ اٹھے۔ بخاری، نسائی نے زیادہ کہا کہ شور حائل ہو گیا اور میں آپ کا کلام نہ سمجھ سکی۔ جب یہ شور تھم گیا تو میں نے اپنے قریب کے آدمی سے کہا: اللہ تمھیں برکت دے، آپ ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم قبروں میں دجال کے فتنے کے قریب قریب آزمائے جاؤ گے۔

١٣١۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مَثَلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّي». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٤٣٢٦]

131- حضرت جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: ''جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے تو اسے سورج کے غروب کی صورت دکھائی جاتی ہے، وہ بیٹھ کر آنکھیں ملتا ہے اور کہتا ہے: مجھے نماز ادا کرنے دو۔'' (ابن ماجہ)

١٣٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْعُوفٍ ثُمَّ يُقَالُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ، فَيُقَالُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ اللَّهَ؟ فَيَقُولُ: مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَرَى اللَّهَ، فَيُفَرَّجُ لَهُ فُرْجَةً قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللَّهُ، ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهُ فُرْجَةً قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا،

فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ، وَعَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ، وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوْفًا، فَيُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، فَيُقَالُ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا، فَقُلْتُهُ فَيُفَرَّجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ، ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى».
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٤٣٢٢]

132- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: ''میت اپنی قبر کی طرف جاتی ہے، وہ خوف اور گھبراہٹ کے بغیر قبر میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: تم کس شغل میں تھے؟ وہ کہتا ہے: میں اسلام کے کاموں میں مشغول تھا۔ پھر کہا جاتا ہے: یہ آدمی کون تھے؟ وہ کہتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول، اللہ کی طرف سے کھلے دلائل لے کر ہماری طرف آئے، ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: کیا تم نے اللہ کو دیکھا؟ وہ کہتا ہے: اللہ کو دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں (دنیا میں)۔ اس کے لیے ایک (سوراخ) آگ کی طرف کھولا جاتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے بعض کو کھا رہے ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھو! جس چیز سے تم کو اللہ نے بچا لیا ہے۔ پھر ایک (سوراخ) جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی تازگی اور اس میں جو کچھ موجود ہے، اسے دیکھتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: یہ تمھارا بسیرا ہے، تم یقین پر زندہ رہے، اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر اگر خدا نے چاہا تو اٹھو گے اور برا آدمی قبر میں گھبرایا ہوا پریشان اور حیران ہو کر بیٹھتا ہے، اسے کہا جاتا ہے: تم کس کام میں لگے رہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ اسے کہا جاتا ہے: یہ کون آدمی تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)؟ وہ کہے گا: میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا، وہی میں نے بھی کہہ دیا۔ اس کے لیے جنت کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی تازگی اور جو کچھ اس میں ہے اسے دیکھتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: دیکھو! جس چیز سے اللہ نے تمھیں محروم کر دیا۔ پھر اس کے لیے جہنم کی طرف سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے بعض کو کھا رہے ہیں، اسے کہا جاتا ہے: یہ تمھارا ٹھکانا ہے، تم شک میں زندہ رہے، شک پر مرے اور اگر اللہ نے چاہا تو اسی پر اٹھو گے۔'' (ابن ماجہ)

بَابُ الاِعْتِصَامِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب اللہ اور سنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان

کتاب سے مراد قرآنِ عزیز ہے جسے آنحضرت ﷺ پر نازل کیا گیا۔ سنت سے مراد آنحضرت ﷺ کی زندگی کا وہ طریق ہے جسے آنحضرت ﷺ نے دین سمجھ کر رائج فرمایا۔ قرآنِ عزیز کو اگر ایک جامع اور مکمل قانون کی حیثیت سے دیکھا جائے تو سنت اس کی عملی توضیحات کا دوسرا نام ہے۔ ایک حکیم یا دانشور اپنی خدا داد عقل سے سوچ کر دنیا کے سامنے ان کی بہتری کے لیے ایک نظریہ یا قانون پیش کر سکتا ہے، جو اس پر عمل کرے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن دنیا مجبور نہیں کہ اس نظریے کو قبول کرے، بلکہ وہ حکیم یا دانشور خود بھی اس پر عمل نہ کرے تو کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا، نہ ہی اس کے سر پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا کو اس نظریے پر چلنے کی دعوت دے، لیکن پیغمبر کا مقام اس سے مختلف ہے، وہ دنیا کو جو کچھ دیتا ہے، سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور حسبِ ارشادِ خداوندی ﴿ وَیُزَکِّیهِمْ ﴾ [الجمعة: ٢] اپنے رفقاء میں ایسے معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے جو عملاً اس پاکیزگی کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ ان کی سیرتوں پر احتساب کی نگاہ ڈالتا ہے۔ اپنا اسوہ اسی طریق پر پیش فرماتا ہے کہ وہ اس کی پیروی اور اتباع کریں اور اپنے نفوس کو پاک کریں۔ پیغمبر کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اپنے اَتباع میں پاکیزہ سیرت پیدا کرے۔ اس کے گرد و پیش ایسے لوگ جمع ہوں، جو حال اور مستقبل کے لیے ایک نمونے کا کام دیں۔ معلوم ہے کہ ایک فلاسفر یا حکیم کا یہ وظیفہ نہیں۔

ظاہر ہے کہ پیغمبر کی سنت کو اگر واجب الاتباع نہ سمجھا جائے، حکماً اسے لازم نہ کہا جائے تو نہ سیرت بنتی ہے نہ معاشرہ تعمیر ہوتا ہے، نہ "یزکیهم" کی کوئی عملی صورت سامنے آتی ہے، نہ ہی پیغمبر کے مقام کو عملاً ایک دانشور اور فلاسفر سے کوئی امتیاز حاصل ہوتا ہے۔

1 یہ سنت اور معمولاتِ نبوی احادیث کا ماخذ ہیں اور ان کے دفاتر سے آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال اور سنت کو اخذ کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سکوت اور اجتہادات کو بھی یہی مقام

اور اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے ائمۂ حدیث نے اپنی مصطلحات میں سنت اور حدیث کے امتیاز کو کوئی اہمیت نہیں دی، وہ ان دونوں لفظوں کا استعمال ترادف اور ہم معنی طور پر بھی فرماتے ہیں اور الگ الگ بھی، مگر جہاں تک حجیت اور وجوبِ اتباع کا تعلق ہے، وہ حدیث اور سنت کو برابر سمجھتے ہیں۔

2 قرآنِ مجید آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا تھا۔ صحابہ سنتے، پڑھتے، یاد کرتے، بقدرِ ضرورت لکھتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع فرماتے اور مشکل مقامات کو سمجھتے، لیکن احادیث کے دفاتر میں کہیں یہ پتا نہیں ملتا کہ صحابہ میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ سے کبھی یہ حوالہ دریافت فرمایا ہو کہ آپ کے یہ ارشادات قرآن کی کون سی آیت سے ماخوذ ہیں، بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات، ان کی سیرتِ طیبہ اور پاکیزہ افعال اور کسی کام پر آپ کی خاموشی کو وہ لوگ اسی احترام سے سنتے اور قبول کرتے تھے، جس احترام سے قرآنِ حکیم کو سنتے اور مانتے تھے۔ تاریخِ اسلام میں بھی اس قسم کی کوئی شہادت نہیں ملتی جس میں سرورِ عالم ﷺ سے اس قسم کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور اعمال کی اس وقت آپ کے رفقاء پر کیا اہمیت تھی، یقیناً وہ اسے حجت سمجھتے تھے، اپنے اختلافات میں اس سے استدلال کرتے تھے۔

3 صحابہ میں بعض کا یہ ذوق ضرور تھا کہ سنت کے ماخذ کا ازخود قرآنِ مجید سے خیال رکھتے تھے۔ اس سے اس وحدت کی تائید ہوتی تھی جو آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو ارشاداتِ ربانی سے تھی: ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [النجم: ٣۔٤] اور ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ سے بھی اسی حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ یہ ذوق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں زیادہ نمایاں تھا۔ سنت سے بالاستقلال استدلال اور اس پر اعتماد یہ تمام صحابہ میں مشترک ہے۔

سنت اور حدیث:

ائمۂ حدیث تو اکثر سنت اور حدیث کو مرادف استعمال فرماتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ اور بعض ائمۂ حدیث بھی حدیث کا اطلاق آنحضرت ﷺ کے اقوال پر فرماتے ہیں اور سنت آنحضرت ﷺ کے اعمال پر، لیکن اس وقت بعض نکتہ ور حضرات نے ایک تیسری اصطلاح ایجاد فرمائی ہے، وہ سنت کا لفظ ان اعمال پر بولتے ہیں جو متواتر اور متوارث طور پر امت میں رائج ہوں۔ اس تعریف کے مطابق

سنت کا دائرہ بے حد تنگ ہو جاتا ہے۔ اسے اگر سنت نہ کہا جائے تو ان اعمال کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شریعت میں ثبوت کے بعد تواتر اور توارث سے خود ہی ایسی اہمیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے عمل میں قوت اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس گروہ نے تو شرعاً ثبوت کی ضرورت بھی نہیں سمجھی، مگر اس قید کی ضرورت بدیہی ہے، کیونکہ آج کل بدعات بھی کافی اور عام ہیں، ان پر صدیاں گزر چکی ہیں، عام لوگ ان کی فرائض اور سنن سے بھی زیادہ پابندی کرتے ہیں، مگر یہ محض رواج ہے۔ تاہم ان حضرات کی تعریف کے مطابق یہ سب سنن ہوں گی۔

مگر معلوم ہے کہ ان مروج امور سے اگر بدعات کو خارج کر دیا جائے تو نماز کے اذکار، وضو کے نواقض، روزہ کے بعض آداب وغیرہ چند اعمال کے سوا تمام اعمالِ نبوی سنت سے خارج ہو جائیں گے اور سنن اور مستحبات متروک قرار پائیں گے۔ رمضان کے علاوہ نفلی روزے، اسی تعریف کے مطابق سنت سے نکل جائیں گے۔

اسلام کی وسعت:

قرآنِ حکیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہیں۔ اسلام صرف مدارس اور مساجد تک محدود نہیں، بلکہ ایوانِ حکومت سے مساجد اور معابد کی چٹائیوں تک اس کی ہدایات موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی راہنمائی سے ہی اسلام زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہوا۔ تجارت، معیشت، سیاست، تمدن، اخلاق، جہاد، حروب سب پر اسلام کا احسان ہے اور یہ تمام گوشے سنت کی راہنمائی سے معمور ہیں، اگر سنت کے مفہوم میں یہ انقباض گوارا کر لیا جائے تو یہ تمام گوشے اسلام کی راہنمائی سے محروم ہو جائیں گے۔ قرآن کے حکم میں دشواریاں رونما ہوں گی۔ مجتہدین کے ہاتھ میں قرآنِ عزیز ایک کھیل ہو کر رہ جائے گا۔ منکرینِ حدیث کی تفاسیر ایک نظر دیکھیے، وہ بے چارے کس قدر پریشان ہیں، ہر مجتہد دور کی کوڑی لاتا ہے۔ اسی کے رفیق اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ اجتہاد کی ساری کوششیں وہیں واپس ہو جاتی ہیں جہاں سے وہ ظاہر ہوئی تھیں۔ گذشتہ چند سال کے عرصے میں ان بے چاروں نے قرآن کی تفسیر و تشریح میں نبوت کی راہنمائی سے مستغنی ہو کر کافی محنت کی، مگر اس وقت تک اس کا نتیجہ بجز پریشانی کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ یہ حضرات خود بھی کسی متعین راستے پر متفق نہیں ہو سکے۔ نماز اب تک سمجھ میں نہیں آئی۔ زکات کے متعلق کوئی فیصلہ

نہیں ہو سکا۔ رمضان المبارک ہنوز محلِ نزاع ہے۔ حج سمجھ میں نہیں آ رہا۔ طواف کی حقیقت نہیں کھلی، حجرِ اسود اور سیاہ پتھروں کا وہ تاریخی مکان جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے، ان حضرات کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔ حقیقت پسندانہ طور پر ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یہ حضرات مطمئن نہیں ہو سکے، اس لیے سنت کے متعلق سابقہ اصطلاح کی تبدیلی اس کے مفہوم میں تنگی اور انقباض اسلام کی وسعت کے لیے محض پریشانی کا موجب ہوا۔

اس انقباض میں وسعت کی کوشش:

محض قرآنِ عزیز پر انحصار اور سنت کے مفہوم میں اسی انقباض سے جو دقت پیدا ہوئی اس سے یہ حضرات بھی بے خبر نہیں اور یہ احساس روز بروز بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ ''ادارہ ثقافتِ اسلامیہ'' کے ایک بہت بڑے ستون نے روزنامہ امروز (۸ مارچ ۱۹۵۸ء) میں ایک مضمون لکھا، جس کا عنوان تھا: ''دائرۂ اجتہاد کی وسعتیں'' اس کے چند اقتباسات پر غور فرمائیے۔ فرماتے ہیں: ''لہٰذا اگر ہم کہیں کہ گیسوئے قدرت کبھی انسانی ذوقِ جمال و آرایش کی منت پذیریوں سے آزاد نہیں ہوا تو اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ مذہب بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں، یہاں بھی فیضانِ وحی اور الہام کے ساتھ انسان کی تعبیر و ترجمانی نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔'' اس اقتباس سے مضمون نگار یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہیں کہ انسان کی ترجمانی اور تعبیر کا فیضان وحی و الہام کے بالکل مساوی ہے۔ وحی و الہام کی راہنمائی پر ادارہ ثقافت کا یہ ترجمان مطمئن نہیں، بلکہ علم کے یہ دونوں سرچشمے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''دوسرے یہ کہ اسلامی نقطۂ نظر سے وحی و الہام کے یہ معنی قطعی انسب نہیں کہ فکر و اجتہاد کی تگ و تاز پر پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں، یا یہ کہ علم و ادراک کے ان دو سرچشموں میں کوئی حقیقی منافات پائی جاتی ہے۔'' اس اقتباس میں یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ کتاب و سنت یا وحی و الہام کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی مرحلہ پر نظر و اجتہاد کی راہ روک کر کھڑے ہو سکیں، بلکہ اجتہاد و فکر کے سمندر جب طغیانی پر آئیں تو وحی و الہام کو ان کی راہ سے ہٹ جانا چاہیے اور ان طغیانیوں کے لیے راستہ صاف کر دینا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۱۳۳۔ (صحيح) عَنْ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٦٩٧، صحيح مسلم: ١٧١٨]

133- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز[1] پیدا کرے جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔'' (بخاری ومسلم)

۱۳۴۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٨٦٧]

134- جابر ؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی تعریف کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ آنحضرت ﷺ کا طریقہ ہے اور بدعت سب سے برا کام ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مسلم)

۱۳۵۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيقَ دَمَهُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٨٨٢]

---

[1] اس حدیث سے بدعت کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ دنیا کے معاملات اور معلومات میں جو روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، یہ اس میں شامل نہیں، کیونکہ یہ چیزیں امرِ دین سے نہیں ہیں۔ لباس، خوراک، عادات میں روز بروز بیسیوں چیزوں کا اضافہ ہو رہا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن دین اور اجر سمجھ کر جو چیز پہلے اسلام میں نہیں، اگر بڑھا لی جائے تو وہ بدعت ہو گی۔ ''مَا لَيْسَ مِنْهُ'' کا یہ مطلب ہے کہ اسلامی روایات میں اس کی سند نہ ملے، نہ لفظاً نہ استنباط کے طور پر۔ صحابہ کے اعمال چونکہ آنحضرت ﷺ کی روش اور عادت سے ماخوذ ہیں، اس لیے گو وہ بصراحت سنت میں شامل نہیں تو بھی سنتِ صحابہ سمجھ کر ان پر عمل درست ہو گا اور اگر سنتِ نبوی سے متعارض نہ ہوں تو وہ درست ہی ہوں گے، انھیں بدعت کہنا غلط ہے، بدعت کی تعریف کے لیے موافقات اور الاعتصام شاطبی اور سید شاہ شہید کی کتاب ''ایضاح الحق'' کی طرف رجوع کریں۔

135- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک تین آدمی سب سے زیادہ قابلِ نفرت ہیں: ① حرمِ مکہ میں بے دینی کرنے والا۔ ② اور اسلام میں کفر کی راہیں تلاش کرنے والا۔ ③ اور مومن کا ناحق خون کرنے والا۔'' (بخاری)

١٣٦۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى». قِيلَ: وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٧٢٨٠]

136- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی، لیکن جس نے انکار کیا (وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا: ''جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا۔'' (بخاری)

١٣٧۔ (صحیح) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا: «إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: اَلدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٧٢٨١]

137- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کچھ فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔ انھوں نے کہا: ''تمھارے اس ساتھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک مثال ہے، اس کے پاس اسے بیان کرو، بعض نے کہا: وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا: آنکھیں تو واقعی سوتی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔ پھر انھوں نے کہا: ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے مکان بنایا اور اس میں ایک دعوت کی اور ایک بلانے والا بھیجا، جس نے بلانے والے کی بات مان لی، وہ مکان میں داخل ہوگا، دعوت میں

شامل ہو کر کھائے گا۔ جس نے داعی کی بات نہ مانی، نہ مکان میں داخل ہوا، نہ ہی کھانا کھایا۔ پھر فرشتوں نے کہا: اس کا مطلب بیان کرو تا کہ حضرت سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا: وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا: آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتا ہے۔ پھر کہا: گھر سے مراد جنت ہے۔ داعی آنحضرت ﷺ ہیں۔ جس نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ آنحضرت ﷺ (سچے اور جھوٹے) لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔"[1] (بخاری)

١٣٨۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا أَصُومُ النَّهَارَ أَبَدًا وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: «أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٠٦٣، صحيح مسلم: ١٤٠١]

138- حضرت انس ﷺ سے مروی ہے، تین آدمی ازواجِ مطہرات کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا، جب انھیں بتایا گیا تو گویا انھوں نے اسے بہت کم سمجھا۔ انھوں نے کہا: ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پہلی اور پچھلی ساری لغزشیں معاف فرمائیں۔ ایک نے ان سے کہا: میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا، اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے بالکل الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ سنا تو ان کے پاس آئے

[1] مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں خدا کی دعوت اور آواز ہے، سنت اور کلامِ الٰہی کا ایک ہی ماخذ ہے اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہی کفر و اسلام اور حق و باطل میں فارق ہے۔ سنت کی اطاعت آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہے اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، جہاں تک آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا تعلق ہے قطعاً نہ تو خدا تعالیٰ کے ارشادات سے الگ ہے نہ متصادم، بلکہ دونوں کا منبع اور ماخذ ایک ہی ہے۔

اور فرمایا: ''تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔ خبردار! یقین جانو، میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو شخص میری سنت سے نفرت کرے وہ میرے ساتھیوں سے نہیں۔''[1] (بخاری، مسلم)

۱۳۹۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦١٠١، صحيح مسلم: ٢٣٥٦]

139- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے بعض کام کیے اور ان کے متعلق اجازت فرمائی، بعض لوگوں نے ان سے پرہیز کیا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد فرمائی، پھر فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! اللہ کی مرضی کو میں ان سے زیادہ جانتا ہوں اور مجھے ان کی بہ نسبت خدا کا زیادہ ڈر ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۱٤۰۔ (صحيح) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضي الله عنه قَالَ: قَدِمَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: «مَا تَصْنَعُونَ؟» قَالُوا: كُنَّا نَصْنَعُهُ، قَالَ: «لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا» فَتَرَكُوهُ فَنَقَصَتْ، قَالَ: فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٣٦٢]

140- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ کھجوروں کی تابیر (درخت کی تمام شاخوں کو کاٹ دینا) کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[1] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی کام بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، اعتماد اس کی ظاہری شکل پر نہ ہوگا، بلکہ ضرورت یہ ہے کہ سنت سے اس کا ثبوت ملے ورنہ بظاہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اس کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ نماز، روزہ اور تہجد کس قدر اچھے اعمال ہیں، مگر ان میں غلو کر کے جب ان کو ایسی شکل دے دی گئی جو سنت میں ثابت نہیں تو انھیں رد کر دیا گیا۔

''تم لوگ کیا کرتے ہو؟'' لوگوں نے جواب دیا: ہم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ فرمایا: ''شاید تم ایسا نہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہو۔'' لوگوں نے تابیر کرنا چھوڑ دیا تو ان کا پھل کم ہو گیا تو صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں انسان ہوں، جب میں تم کو کسی دین کی بات کا حکم کروں تو اسے لے لو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے حکم کروں تو میں صرف انسان ہوں۔''[1] (مسلم)

١٤١ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٧٢٨٣، صحيح مسلم: ٢٢٨٣]

141- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اور اس چیز کی مثال جسے مجھے دے کر بھیجا گیا ہے ایسی ہے جیسے کوئی آدمی کسی قوم کے پاس آیا اور کہا: اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلا نذیر ہوں، اس لیے تم بچ جاؤ۔ ایک گروہ نے قوم میں سے اس کی بات قبول کر لی اور منہ اندھیرے آرام سے چلے گئے۔ انھوں نے نجات پائی۔ ایک گروہ نے اسے جھٹلایا، وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوئی لشکر نے حملہ کر دیا ان کو ہلاک اور برباد کر دیا، یہ اس کی مثال ہے، جس نے میری بات مان لی اور جو کچھ میں لایا ہوں، اس کی پیروی کی اور اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو کچھ میں لایا ہوں، اس کو جھٹلایا۔'' (بخاری)

١٤٢ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي

[1] اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت صرف دینی امور میں واجب ہے، دنیوی امور میں اپنے عرف اور صوابدید کے مطابق ہم کو خود اپنا فیصلہ کرنا چاہیے۔ ایسے معاملات میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی حیثیت صرف مشورے کی ہے، اس کی پابندی فرض نہیں، نہ اس سے اختلاف معصیت۔ دنیا کے معاملات میں اگر آنحضرت ﷺ کوئی صریح حکم دے دیں تو اس کی پابندی ضروری نہیں ہوگی۔ وہ اس اجازت سے مستثنیٰ ہوگا۔

تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهَا». هَذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهَا، وَقَالَ فِي آخِرِهَا: «فَذَلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ: هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٤٨٣، صحيح مسلم: ٢٢٨٤]

142- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی، جب اس کا گرد و پیش روشن ہو گیا تو پروانے اس میں گرنے شروع ہوئے اور وہ آدمی انھیں روکنے لگا اور وہ اس پر غالب ہونے لگے اور بزور گرنے لگے، میں تمھیں کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں اور تم بزور اس میں گر رہے ہو۔'' (بخاری) مسلم میں بھی ہے، اس کے آخر میں فرمایا: ''میری اور تمھاری مثال یہ ہے کہ میں تمھیں کمر سے پکڑتا ہوں کہ آگ سے ہٹ جاؤ مگر تم بزور اس میں داخل ہوتے ہو۔'' (بخاری، مسلم)

١٤٣۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٧٩، صحيح مسلم: ٢٢٨٢]

143- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے بہت ساری بارش زمین پر برسی۔ زمین کے بعض ٹکڑے بہت عمدہ تھے، اس نے پانی کو قبول کیا ان سے بہت سی گھاس اور سبزیاں پیدا ہوئیں اور بعض ٹکڑے سخت تھے جن میں پانی جمع ہو گیا، اس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا، لوگوں نے پیا، کھیتی باڑی کی۔ ایک دوسرے ٹکڑے کو بھی یہ بارش پہنچی، یہ چٹیل میدان تھا، نہ اس نے پانی روکا نہ گھاس پیدا ہوئی، یہ اس کی مثال ہے، جس نے اللہ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اسے میری بعثت سے

فائدہ پہنچا۔ اس نے سیکھا اور سکھایا اور اس کی مثال جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور اس نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا، جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔'' (بخاری، مسلم)

١٤٤ ـ (صحیح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ﴿ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ﴾ وَقَرَأَ إِلَى: ﴿ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِذَا رَأَيْتِ» وَعِنْدَ مُسْلِمٍ: «رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَبْتَغُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٥٤٧، صحيح مسلم: ٢٦٦٥]

144- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''﴿ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ... إلى قوله... وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تو دیکھے'' اور مسلم کی روایت میں ہے: ''جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے (اہلِ زیغ) رکھا ہے ان سے بچو۔'' (بخاری، مسلم)

١٤٥ ـ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: هَجَّرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ: فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٦٦]

145- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک دن صبح سویرے آنحضرت ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آواز سنی، وہ ایک آیت میں جھگڑا کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر غصے کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے کہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرتے تھے۔'' (مسلم)

١٤٦ ـ (صحیح) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٧٢٨٩، صحيح مسلم: ٢٣٥٨]

146- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں وہ

آدمی سب سے زیادہ مجرم ہے، جس کے سوال کی وجہ سے کوئی حلال چیز حرام ہوگئی۔" (بخاری، مسلم)

١٤٧۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٧]

147- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "آخر زمانے میں جھوٹے دجال ہوں گے، وہ تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے، جو نہ تم نے سنی نہ تمھارے بزرگوں نے، تم ان سے بچو، وہ تمھیں گمراہ نہ کرسکیں اور نہ فتنہ بپا کرسکیں۔" (مسلم)

١٤٨۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَ﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ الْآيَة». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٧٥٤٢]

148- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہلِ کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اہلِ کتاب کو نہ سچا کہو، نہ جھوٹا اور کہو: ﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو چیز ہم پر اتاری گئی۔" (بخاری)

١٤٩۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥]

149- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کرنا شروع کردے۔" (مسلم)

١٥٠۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ «مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ من أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ

بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٠]

150- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کی امت میں حواری ہوتے ہیں اور اس کے ساتھی جو اس کی سنت کو لیتے ہیں اور اس کے حکموں کی اقتداء کرتے ہیں، ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے، جو کہتے ہیں کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں اس کا ان کو حکم نہیں کیا گیا، جو ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، اس کے سوا ذرہ برابر کسی کا ایمان نہیں۔'' (مسلم)

١٥١- (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٧٤]

151- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہدایت دے، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا، جس قدر اجر اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا، ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی، جو شخص گمراہی کی دعوت دے اس کو اسی قدر گناہ ہوگا، جس قدر گناہ اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا، اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' (مسلم)

١٥٢- (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٤٥]

152- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام ابتداء[1] میں بے پہچان تھا اور عنقریب اسی طرف لوٹے گا، بے پہچان لوگوں کے لیے خوشی ہے کہ اسلام ابتداء میں اور انتہا میں ان کا مرہونِ احسان ہے۔'' (مسلم)

١٥٣- (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « إِنَّ

[1] غربت سے مراد سفر اور ہجرت ہے، ابتدائے اسلام میں بھی مسلمانوں کو ہجرت کی ضرورت پڑی اور مہاجر ہی اسلام کی سربلندی کا موجب ہوئے، آخر زمانے میں بھی مصائب اور تکالیف کی وجہ سے ہجرت کی ضرورت محسوس ہوگی اور ان کی قربانیوں ہی سے اسلام سربلند ہوگا، اس لیے غرباء کے لیے خوشی ہے کہ اول اور آخر انھوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے سہارا دیا۔

الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٨٧٦، صحيح مسلم: ١٤٧] وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ « ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ » فِي كِتَابِ الْمَنَاسِكِ وَحَدِيثَيْ مُعَاوِيَةَ وَجَابِرٍ: « لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي »، « وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي » فِي بَابِ ثَوَابِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

153- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سکڑ کر چلا جائے گا، جیسے سانپ سکڑ کر اپنے بل میں جاتا ہے۔"**[1] (بخاری، مسلم)

عنقریب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث « ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ » کا ذکر کتاب المناسک میں آئے گا اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کی دو حدیثیں « لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي » اور « لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي » "باب ثواب هذه الأمة" **میں مذکور ہوں گی۔ ان شاء اللہ۔**

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

١٥٤- **(ضعيف)** عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أُتِيَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقِيلَ لَهُ: لِتَنَمْ عَيْنُكَ، وَلْتَسْمَعْ أُذُنُكَ، وَلْيَعْقِلْ قَلْبُكَ، قَالَ: « فَنَامَتْ عَيْنِيَّ، وَسَمِعَتْ أُذُنَايَ، وَعَقَلَ قَلْبِيْ »، قَالَ: « فَقِيلَ لِيْ: سَيِّدٌ بَنَى دَارًا فَصَنَعَ فِيهَا مَأْدُبَةً، وَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ »، قَالَ: « فَاللّٰهُ السَّيِّدُ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِيْ وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ وَالْمَأْدُبَةُ الْجَنَّةُ ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [١١]

154- ربیع جرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: آپ کی آنکھیں سو جائیں اور آپ کے کان سنتے رہیں اور دل سمجھتا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری

[1] حدیث میں پیش گوئی ہے کہ آخر زمانے میں جب دنیا شر و فساد اور بے دینی و فسق و فجور سے بھر جائے گی، سرزمینِ حجاز میں اسلام کے آثار نمایاں ہوں گے۔ سکڑنے سے معلوم ہوتا ہے کسی وقت اس سرزمین میں بھی شرک و فسق و فجور، کفر و نفاق کا دور دورہ ہوگا۔ جیسے آج سے چند سال قبل سرزمینِ حجاز میں شرک اور بدعت جیسی لعنتیں موجود تھیں۔ آلِ سعود کے ورود کی وجہ سے شرک کے معابد میں بہت زیادہ کمی ہوئی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ کم از کم سرزمینِ حجاز کو ایک نمونے کا خطہ بنائیں۔ جہاں سے صحیح اور خالص اسلام کی طرف راہنمائی ہو سکے۔

آنکھیں سو گئیں۔ کان سنتے رہے اور دل سمجھنے لگا۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کہا گیا کہ کسی آقا نے مکان بنایا اور اس میں دعوت کی اور ایک بلانے والا بھیجا، جس نے داعی کی بات مان لی، وہ مکان میں داخل ہوا، اور دعوت سے کھایا اور آقا اس سے خوش ہو گیا اور جس نے داعی کی بات قبول نہ کی، نہ وہ مکان میں داخل ہوا، نہ ہی اسے کھانا ملا اور آقا اس پر ناراض ہوا۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آقا تو اللہ تعالیٰ ہے اور محمد ﷺ اس کے داعی ہیں اور اسلام مکان ہے اور جنت دعوت ہے۔'' (دارمی)

١٥٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٣٨٧٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٠٥] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٦٣] وَابْنُ مَاجَه [١٣] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

155- ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہ پاؤں میں تم سے کسی آدمی کو اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے[1] اس کے پاس میرے احکام سے کوئی حکم آئے، جس کا میں نے حکم دیا ہو، اس سے روکا ہو اور وہ کہہ دے میں نہیں جانتا، ہم جو قرآن میں پائیں گے، اس کی اتباع کریں گے۔'' (احمد، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ، دلائل النبوت بیہقی)

١٥٦۔ (صحيح) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، وَإِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ، وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٦٠٤]

[1] چارپائی پر ٹیک لگانے سے مراد تکبر اور سستی ہے، یعنی متکبر اور کم کوش لوگ حدیث پر محنت نہیں کریں گے اور اسے ضبط نہیں کریں گے اور محنت کے بجائے انکار کر دیں گے۔ ہمارے ملک میں انکارِ حدیث کی بدعت مولوی عبداللہ چکڑالوی نے پیدا کی۔ وہ اپاہج تھا، اس کی ٹانگیں خراب تھیں، چل پھر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے معلوم ہوتا ہے پیش گوئی میں اس کی شکل اور حلیہ بتا دیا۔ واقعی وہ ظالم اسی حلیے کا تھا۔ اس کے بعد جو لوگ انکارِ حدیث کی تحریک کو چلا رہے ہیں، وہ سب عموماً جاہل اور متکبر ہیں، کسی نے بھی حدیث کو فن کے طور پر حاصل نہیں کیا۔

وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ [١/ ١١٤] وَكَذَا ابْنُ مَاجه [١٢] إِلَى قَوْلِهِ: «كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ».

156- مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ۔ عنقریب ایک آدمی سیر ہو کر اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے کہے گا: قرآن کو مضبوط پکڑو اس میں جو حلال ہو اسے حلال سمجھو اور جو حرام ہو اسے حرام سمجھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حرام فرمایا، وہ اللہ کے حرام کی ہی طرح ہے۔ خبردار! گھریلو گدھے اور کچلیاں رکھنے والے درندے حلال نہیں ہیں اور معاہد کی گری ہوئی چیز (بشرطیکہ معمولی نہ ہو) حلال نہیں۔ جو شخص کسی قوم کے پاس جائے، ان پر اس کی دعوت کرنا ضروری ہے، اگر دعوت نہ کرے تو اسے حق ہے کہ بقدرِ دعوت ان سے وصول کر لے۔'' (ابو داود، دارمی)

١٥٧- (**حسن**) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِأً عَلَى أَرِيكَتِهِ يَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِيْ هَذَا الْقُرْآنِ؟! أَلَا وَإِنِّيْ وَاللَّهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٠٥٠] وَفِيْ إِسْنَادِهِ: أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ الْمِصِّيصِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ.

157- عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (خطبہ میں) کھڑے ہو کر فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ اللہ نے اس قرآن کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں فرمائی۔ خبردار رہو! میں نے حکم کیا، نصیحت کی۔ بعض چیزوں سے روکا، وہ قرآن ہی کی طرح ہے، بلکہ اس سے کسی قدر زیادہ اور اللہ نے اہلِ کتاب کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل ہونے کی تمہیں اجازت نہیں دی، نہ ان کی عورتوں کو مارنا درست ہے، نہ ان کے پھلوں کو لینا جب تک تم کو وہ جزیہ ادا کرتے ہیں، جو ان کے ذمے ہے۔'' (ابو داود) اس کی سند میں اشعث بن شعبہ مصیصی ضعیف ہے۔

١٥٨- (**صحيح**) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ،

وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ ـ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا، فَقَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُم بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٧١٤٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٠٧] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٧٦] وَابْنُ مَاجه [٤٢] إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلَاةَ.

158- عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی اور ہماری طرف توجہ فرما کر عجیب وعظ فرمایا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں، دل ڈر گئے۔ ایک آدمی نے کہا: آج کا وعظ تو وداعی وعظ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں اور وصیت فرما دیں۔ فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کے ڈر کی وصیت کرتا ہوں اور تمھارا امیر حبشی غلام بھی ہو تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، جو تم سے زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریق کے پابند رہو جو ہدایت پر ہیں۔ اسے مضبوط پکڑو اور دانتوں سے اسے تھامے رکھو اور نئے کاموں سے بچو۔ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (احمد، ابو داود، ابن ماجہ) دونوں نے حدیث میں نماز کا ذکر نہیں کیا۔

١٥٩ ـ **(حسن)** وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: «هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ» ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ: «هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ، وَقَرَأَ ﴿**وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ**﴾ الْآيَةَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٤١٤٢] وَالنَّسَائِيُّ [١١٠٩] وَالدَّارِمِيُّ [٢٢٠]

159- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ اللہ کی راہ ہے۔'' پھر اس کے دائیں اور بائیں طرف اور خط کھینچے اور فرمایا: ''یہ اور راہیں ہیں، ان میں ہر ایک راستے پر شیطان اس کی طرف بلاتا ہے۔'' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿**وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ**﴾ ''یہ میری سیدھی راہ ہے، اس کی اطاعت کرو۔''[1] (احمد، نسائی، دارمی)

[1] بعض احادیث میں چار خطوط کا ذکر ہے (ابن ماجہ) دین کے دو حصے ہیں: عقائد اور اعمال۔ بعض علماء نے ان =

١٦٠۔ (ضعيف) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ﷠ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهِ» رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [١٠٤] وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي أَرْبَعِينِهِ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ. بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

160- عبداللہ بن عمرو ﷠ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی خواہش میری وحی کے تابع نہ ہو۔'' (شرح السنۃ۔ امام نووی اربعین میں فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، ہم نے اسے کتاب الحجت میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے)۔

١٦١۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «من أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٧٧]. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٢١٠] عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

161- بلال بن حارث مزنی ﷛ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص میری کسی سنت کو زندہ کرے، جسے میرے بعد مٹایا گیا، اسے اتنا اجر ملے گا، جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجروں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جوشخص دین میں کوئی نئی بدعت و گمراہی ایجاد کرے، جسے اللہ اور رسول پسند نہیں فرماتے، اسے اتنا گناہ ہوگا جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ہوگا اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' ترمذی، ابن ماجہ کثیر بن عبداللہ بن عمر سے، وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے۔

= خطوط سے مراد وہی اختلاف لیا ہے، جو عقائد میں ظاہر ہوا، ان فرقوں کی تعداد تہتر تک انھوں نے ذکر فرمائی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ﷫ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ امام شاطبی کی اعتصام اور غزالی کی فیصلۃ التفرقہ کے حواشی میں بھی ان گروہوں کا ذکر آیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تفریق بدعملی کی وجہ سے ہے، ان کے نزدیک تمام معاصی اور فسق و فجور ان خطوط سے تعبیر ہیں اور عدد معین نہیں، بلکہ اس سے مراد کثرت ہے۔

١٦٢ـ (ضعيف بهذا اللفظ) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الدِّينَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا، وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ، إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ، وَهُمُ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٣٠]

162- عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دین حجاز کی طرف اس طرح سکڑ جائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سکڑتا ہے، دین حجاز میں اس طرح سکونت اختیار کرے گا جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر جاگزین ہوتا ہے۔ ابتدا میں دین غریب الوطن تھا اور عنقریب وہ اسی طرح ہو جائے گا۔ جیسے وہ پہلے تھا، غرباء کے لیے خوشخبری ہے، غریب وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری بگڑی ہوئی سنت کو بناتے ہیں۔'' (ترمذی)

١٦٣ـ (حسن لغيره) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً، لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً» قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٤١]

(صحيح لغيره) وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ [١٦٩٣٧] وَأَبِي دَاوُدَ [٤٥٩٧] عَنْ مُعَاوِيَةَ: «ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ، وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَتَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ، لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ».

163- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر ایسا وقت آئے گا، جیسے بنی اسرائیل پر آیا، جس طرح جوتا جوتے سے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ بنی اسرائیل سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت کے لوگ بھی ایسا ہی کریں گے اور

بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی اور ایک کے سوا سب آگ میں جائیں گے۔'' لوگوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ فرمایا: ''جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہیں۔''

ترمذی، احمد اور ابو داود میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے: بہتر (۷۲) آگ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور یہ جماعت ہیں اور عنقریب میری امت سے ایسی قومیں ظاہر ہوں گی۔ جن میں (نفسانی) خواہشات اس طرح سرایت کریں گی، جیسے دیوانے کتے کا زہر کاٹے ہوئے آدمی کی رگوں میں جاری ہوتا ہے، کوئی جوڑ اور رگ اس کے اثر سے خالی نہیں رہتا۔''

١٦٤۔ (حسن لغيره) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢١٦٧]

164- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ میری امت کو یا آنحضرت ﷺ کی امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جو جماعت میں سے الگ ہوگا، وہ جہنم میں بھی الگ ہی ڈالا جائے گا۔'' (ترمذی)

١٦٥۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٣٩٥٠] مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

165- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو آدمی اس جماعت سے الگ ہوا، وہ آگ میں بھی علاحدہ ہی ڈالا جائے گا۔''[1] (ابن ماجہ نے

---

[1] ان احادیث میں جماعت اور سوادِ اعظم کا ذکر آیا ہے، بعض حضرات نے تمام اختلافی مسائل میں اس کو معیار کی حیثیت دے دی۔ گویا ان کی رائے میں جس طرف اکثریت ہو جائے، وہی مسئلہ صحیح اور حق ہے، حالانکہ شارع نے اکثریت کو حق و باطل کا معیار کبھی قرار نہیں دیا۔ واقعۂ کربلا میں اکثریت حق کے مخالفوں کی تھی۔ آغازِ نبوت اور اواخر میں بھی عددی اکثریت اہلِ باطل کی تھی، اکثر زمانوں میں اکثریت باطل کو رہی۔ اصل صورت یہ ہے کہ جن مسائل کی قرآن اور سنت میں صراحت موجود ہے، وہاں اکثریت و اقلیت سب کو حق کے تابع ہونا ہوگا اور نصوصِ شرعیہ کی پابندی سب پر لازم ہوگی اور جہاں کسی مسئلے کا انحصار انسانی آراء پر ہو، جس طرح انتخابِ امیر یا بعض شورائی امور ایسے معاملات میں اقلیت کو اکثریت کی رائے قبول کر لینی چاہیے، گو وہ اپنی رائے کو صحیح سمجھتا =

انس سے اور کتاب السنہ میں ابن عاصم سے[1]

١٦٦۔ (ضعيف) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ» ثُمَّ قَالَ: «يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّة». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٧٨]

166- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹا! اگر ہو سکے کہ تم صبح اور شام اپنے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ رکھو تو ایسا کرو۔'' پھر فرمایا: ''اے بیٹا! یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی)

١٦٧۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ» رواه البيهقي في كتاب الزهد له من حديث ابن عباس. [مجمع الزوائد: ١/ ١٧٢]

167- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری سنت پر ایسے وقت میں مضبوطی سے عمل کرے، جب امت فساد پر آمادہ ہو تو اس کو سو شہید[2] کا اجر ملے گا۔'' (کتاب الزہد، بیہقی، ابن عباس)

١٦٨۔ (حسن لغيره) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ حِينَ أَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ: إِنَّا

= ہو۔ دنیوی امور میں بھی یہی حال ہے۔ اقلیت کو اکثریت کے سامنے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں اور جماعت کی رائے کو انفرادی رائے پر ترجیح دینی چاہیے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت اپنے اجتماعی فیصلوں میں معصوم ہے، اس اجتماعیت میں مجتہد اور غیر مجتہد برابر ہیں۔ مجتہد غلطی کر سکتا ہے، لیکن امت کے اجتماعی فیصلے غلط نہیں ہو سکتے، اکثر محدثین نے ان احادیث کو انتخابِ امیر کے ابواب میں ذکر فرمایا ہے۔

[1] اس حدیث میں صاحبِ مشکاۃ نے بیاض چھوڑ دیا تھا، ان کو معلوم نہ ہو سکا کہ مصنف مصابیح نے یہ حدیث کہاں سے تخریج کی ہے۔ میرک شاہ نے مندرجہ ذیل مخرج تحریر فرما کر بیاض کو پورا کر دیا۔

[2] امت کے بگاڑ اور فساد کا یہی مطلب ہے کہ وہ سنت پر عمل کرنے کے بجائے سنت پر عمل کرنے والوں سے لڑنا شروع کر دے۔

نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودَ تُعْجِبُنَا أَفَتَرَى أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا؟، فَقَالَ: «أَمُتَهَوِّكُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً، وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٤٤١]وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [١٧٤]

168- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم یہود سے بعض باتیں سنتے ہیں جو ہمیں پسند آتی ہیں۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان سے بعض باتیں لکھ لیں؟۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم بھی یہود و نصاریٰ کی طرح پریشان ہو۔ میں تمھارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انھیں میری اطاعت کے سوا چارہ نہ ہوتا۔'' (احمد، شعب الایمان للبیہقی)

١٦٩ـ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا، وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ، وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِن هَذَا الْيَوْمَ لَكَثِيرٌ فِي النَّاسِ قَالَ: «وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٥٢٠]

169- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو حلال کھائے اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے بے خوف ہوں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: حضرت آج کل تو ایسے آدمی بہت ہیں۔ فرمایا: ''ایسے حالات کئی صدیاں میرے بعد ہوں گے۔'' (ترمذی)

١٧٠ـ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِنَّكُم فِي زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا أُمِرَ بِهِ هَلَكَ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا أُمِرَ بِهِ نَجَا». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٢٦٧]

170- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ایسے زمانہ میں ہو، اگر اللہ کے احکام کا دسواں حصہ بھی ترک کر دو تو تباہ ہو جاؤ گے، اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا، اگر کوئی دین کے دسویں حصے پر بھی عمل کرے گا تو نجات پا جائے گا۔'' (ترمذی)

١٧١ـ (حسن) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ». ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿**مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا**

جَدَلًاۢ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴾ [الزخرف: ٥٨]. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٦٤] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٢٥٣] وَابْنُ مَاجَه [٤٨]

171- ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوتی، مگر ان میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاۢ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴾ (وہ تم سے جھگڑے کی مثالیں بیان کرتے ہیں اور یہ قوم جھگڑے کی خوگر ہے)۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

١٧٢ - (**حسن لغيره**) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ ﴿ رَهۡبَانِيَّةَ ابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَيۡهِمۡ ﴾ [الحديد: ٢٧]». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٩٠٤]

172- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: ''اپنی جانوں پر سختی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی فرمائے گا، ایک قوم نے اپنی جانوں پر تشدد فرمایا، آج بھی ان کا بقیہ گرجوں اور ان کی عبادت گاہوں میں موجود ہے۔ رہبانیت کی راہیں ان لوگوں نے بدعت کے طور پر بنا لی ہیں، ہم نے ان پر اسے فرض نہیں کیا تھا۔''[1] (ابوداود)

١٧٣ - (**ضعيف جدًّا**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ: حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَأَمْثَالٍ. فَأَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوا بِالْمُحْكَمِ وَآمِنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْأَمْثَالِ». هَذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ. وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٢٠٩٥] وَلَفْظُهُ: «فَاعْمَلُوا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ».

173- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قرآنِ مجید پانچ قسموں پر

[1] رہبانیت سے مراد ایسی بدعات ہیں جنھیں دین بنایا گیا جن میں بظاہر اچھائی معلوم ہوتی ہے۔ نفس پر سختی معلوم ہوتی ہے، مثلاً: چلہ کشی، نکاح نہ کرنا، ہمیشہ روزے رکھنا، شرم گاہ کاٹ دینا، بعض اعضاء کو بے کار کر دینا، زبان بند رکھنا، بستیاں چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانا، ٹاٹ وغیرہ پہننا، ننگے پاؤں چلنا، ننگے بدن رہنا، یہ رہبانیت ہے۔ ایسا تشدد کسی دین میں درست نہیں، لوگوں نے اپنی طرف سے بنا لیا، بظاہر اس میں زہد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بدعت ہے۔

نازل ہوا: حلال، حرام، محکم، متشابہ اور مثالیں۔ حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام جانو۔ محکم پر عمل کرو اور متشابہ پر یقین کرو اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرو۔'' یہ مصابیح کے لفظ ہیں۔ شعب الایمان میں بیہقی نے اس طرح فرمایا: ''حلال پر عمل کرو[1] اور حرام سے بچو اور محکم کی پیروی کرو۔''

١٧٤۔ (ضعيف جدًا) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَلْأَمْرُ ثَلَاثَةٌ: أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَاتَّبِعْهُ، وَأَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهُ فَاجْتَنِبْهُ، وَأَمْرٌ اخْتُلِفَ فِيهِ فَكِلْهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ». رَوَاهُ أَحْمَدُ. [المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٨٦، رقم: ١٠٧٧٤]

174- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''حکم تین قسم کے ہیں: بعض میں نیکی ظاہر ہے، اس کی اتباع کرو، بعض میں گمراہی ظاہر ہے، اس سے پرہیز کرو اور بعض میں اختلاف ہے، اسے اللہ کے سپرد کرو۔'' (احمد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

١٧٥۔ (ضعيف) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٠٧]

175- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے، جیسے بکریوں کے لیے اکیلی دور جانے والی اور ایک طرف رہنے والی کو پکڑ لیتا ہے، تم گھاٹیوں سے بچو[2]۔ عامۃ المسلمین اور جماعت کو لازم پکڑو۔'' (احمد)

١٧٦۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٦٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٧٥٨]

---

[1] محکم وہ آیات ہیں جن کا مطلب واضح ہو، متشابہ وہ آیات ہیں جن کے متعدد معنی ہو سکتے ہیں، ان کے وہی معنی صحیح ہوں گے جو محکم کے خلاف نہ ہوں، بلکہ محکم سے اس کی تائید ہو۔

[2] گھاٹیوں سے بچنے کا یہ مطلب ہے کہ کتاب و سنت کی عام اور واضح راہ کو ترک کر کے تاویل اور پیچ دار راہوں میں چلا جائے۔ عامۃ المسلمین عموماً تاویل اور جوڑ توڑ سے بچتے ہیں۔ قرآن اور سنت کے سیدھے سادے معنی پر ان کو یقین ہوتا ہے۔ جماعت سے مراد جہلاء کا ہجوم اور بھیڑ نہیں، بلکہ اہلِ علم اور اہلِ تحقیق کی جماعت مراد ہے، جو قرآن اور حدیث کا سیدھا اور سادہ مفہوم سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔

176- ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر الگ ہوا۔ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔'' (احمد، ابوداود)

۱۷۷۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ». رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ [۳۳۳۸]

177- مالک بن انس رحمہ اللہ مرسل حدیث میں فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے، گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور آنحضرت ﷺ کی سنت۔'' (موطا)

۱۷۸۔ (ضعیف) وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۱۶۹۷۰]

178- غُضَیف بن حارث ثمالی فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر کوئی قوم بدعات کرتی ہے، اسی قدر ان سے سنت اٹھ جاتی ہے، اس لیے سنت کی پابندی بدعتیں نکالنے سے بہتر ہے۔'' (احمد)

۱۷۹۔ (ضعیف) وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا [۹۰۱۸]

179- ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بدعتی کی عزت کرے، اس نے اسلام کے فنا کرنے میں مدد کی۔'' (شعب الایمان بیہقی مرسل)

۱۸۰۔ (ضعیف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيهِ، هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا، وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوءَ الْحِسَابِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: مَنِ اقْتَدَى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ﴾. رَوَاهُ رَزِينٌ. [مصنف ابن أبي شيبة: ۶/ ۱۲۰]

180- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو آدمی قرآن پڑھے پھر اس کی پیروی کرے،

اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے گمراہی سے نجات دے گا اور قیامت کے دن حساب کی تکلیف سے بچائے گا اور ایک روایت میں ہے: جو شخص کتاب اللہ کی اقتداء کرے، وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور نہ ہی آخرت میں اسے بدنصیبی سے سابقہ پڑے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴾ ''جو میری ہدایت کی اتباع کرے، نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی۔'' (رزین)

١٨١۔ (**صحيح**) وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ: مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا، ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٩٨]

181- حسان فرماتے ہیں کہ جو قوم بدعت ایجاد کرے، اسی قدر سنت ان سے چھین لی جاتی ہے، پھر قیامت تک وہ سنت ان میں واپس نہیں کی جاتی۔ (دارمی)

١٨٢۔ (**صحيح**) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا، وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُورَانِ، فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ، وَعِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ: اِسْتَقِيمُوا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوا، وَفَوْقَ ذَلِكَ دَاعٍ يَدْعُو كُلَّمَا هَمَّ عَبْدٌ أَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ: وَيْحَكَ! لَا تَفْتَحْهُ، فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ». ثُمَّ فَسَّرَهُ فَأَخْبَرَ: « أَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْإِسْلَامُ، وَأَنَّ الْأَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللَّهِ، وَأَنَّ السُّتُورَ الْمُرْخَاةَ حُدُودُ اللَّهِ، وَأَنَّ الدَّاعِيَ عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ هُوَ الْقُرْآنُ، وَأَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهِ هُوَ وَاعِظُ اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ » رَوَاهُ رَزِينٌ وَأَحْمَدُ [١٧٦٣٤] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٦٨٢١] عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ [٢٨٥٩] عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَخْصَرَ مِنْهُ.

182- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے صراطِ مستقیم کی مثال بیان فرمائی کہ اس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں، جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں، ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور سیدھی راہ کے سر پر ایک داعی ہے جو کہہ رہا ہے: سیدھے چلو اور ٹیڑھے مت چلو اور اس داعی کے اوپر اور داعی ہے، جب کوئی ان دروازوں کو کھولنے کا ارادہ کرے، وہ کہتا ہے: تم پر افسوس ہے! اسے مت کھولو، تم نے اسے کھولا تو اس میں داخل ہو جاؤ گے۔'' پھر اس مثال کی تشریح فرمائی۔ فرمایا: ''سیدھا راستہ تو اسلام ہے، کھلے ہوئے دروازے اللہ کے محارم ہیں اور لٹکے ہوئے

پردے اللہ کی حدیں ہیں، راستے کے سر پر داعی قرآن ہے اور اس کے اوپر ہر مومن کے دل میں اللہ کا واعظ ہے۔'' (رزین، احمد، شعب الایمان بیہقی، نواس بن سمعان سے اور ترمذی نے اسی سے مگر وہ مختصر ہے)

۱۸۳۔ (حسن لغیرہ) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، اِخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ، وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَثَرِهِمْ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ. رَوَاهُ رَزِينٌ.

[جامع بيان العلم وفضله: ٢/ ٩٧]

183۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی کی راہ پر چلنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنا چاہیے جو فوت ہو چکے، کیونکہ زندہ فتنے سے محفوظ نہیں اور وہ لوگ آنحضرت ﷺ کے صحابہ ہیں، وہ اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دل نیک تھے، ان کا علم بہت عمیق تھا، ان میں تکلفات بہت کم تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت کے لیے انھیں پسند فرمایا اور دین کی اقامت کے لیے ان کی فضیلت کو سمجھو، ان کے آثار کی پیروی کرو اور جہاں تک ہو سکے ان کی عادات اور اخلاق کو مضبوط پکڑو، وہ یقیناً مستحکم ہدایت پر تھے۔[1] (رزین)

۱۸۴۔ (حسن لغیرہ) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ يَتَغَيَّرُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ! مَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟! فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ، رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي» رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٤٤٩]

---

① اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ اولاً انسان کو دلیل کی پیروی کرنا چاہیے اور اگر کسی انسان کو ضرورت محسوس ہو تو بلا تعیین صحابہ کی پیروی کرنا چاہیے، زندہ آدمی غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا، بھول سکتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شخصی تقلید کا اسلام میں کوئی مقام نہیں۔

184- جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی: حضرت! یہ تورات ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھنا شروع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدلنا شروع ہوا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھیں گم کرنے والی عورتیں گم کر دیں، کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں اور اسلام کو دین مانتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر خوش ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اطاعت کرنے لگو تو گمراہ ہو جاؤ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پا لیتے تو میری ہی اطاعت فرماتے۔'' (دارمی)

١٨٥۔ (موضوع) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «كَلَامِي لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللَّهِ، وَكَلَامُ اللَّهِ يَنْسَخُ كَلَامِي، وَكَلَامُ اللَّهِ يَنْسَخُ بَعْضُهُ بَعْضًا» [سنن الدارقطني: ٤/ ١٤٥]

185- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے اور اللہ کے کلام کا بعض بعض کو منسوخ کر دیتا ہے۔''

١٨٦۔ (موضوع) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ أَحَادِيثَنَا يَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضًا كَنَسْخِ الْقُرْآنِ». [سنن الدارقطني: ٤/ ١٨٤]

186- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہماری باتیں بعض بعض کو قرآن کی طرح منسوخ کر سکتی ہیں۔''

١٨٧۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا». رَوَى الْأَحَادِيثَ

الثَّلَاثَةَ الدَّارَقُطْنِيُّ [٤٣٩٦]

187- ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرائض معین فرمائے، انھیں ضائع نہ ہونے دو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں، ان کے قریب مت جاؤ اور کچھ حدیں مقرر فرمائیں، ان سے آگے مت گزرو۔ بعض چیزوں کے متعلق سکوت فرمایا، لیکن بھولا نہیں۔ ان کے متعلق بحث مت کرو۔'' (تینوں احادیث دارقطنی نے روایت کیں)۔



كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کے بیان میں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

١٨٨ـ (صحيح) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٤٦١]

188۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے ایک آیت بھی ملے تو اسے آگے پہنچاؤ اور بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج نہیں اور جو شخص جان کر مجھ پر جھوٹ بولے، اسے اپنی جگہ آگ میں سمجھنی چاہیے۔'' (بخاری)

١٨٩ـ (صحيح) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنهما قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١/ ٩]

189۔ سَمُرہ بن جُنْدُب اور مغیرہ بن شُعْبَہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ان دونوں نے کہا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ سے حدیث بیان کرے اور اسے معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے، وہ جھوٹوں سے ایک ہے۔''[1] (مسلم)

١٩٠ـ (صحيح) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٧١، ٣٦٤١، صحيح مسلم: ١٠٣٧]

---

① ''کاذبین'' تثنیہ اور جمع دونوں طرح مروی ہے۔ تثنیہ ہو تو اس سے مراد مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں۔ ان دونوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، یعنی وہ بھی ان دو جھوٹوں جیسا ہی ہے اور اگر جمع کا صیغہ ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ وہ دنیا کے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

190- معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، میں (علم) تقسیم کرتا ہوں، اللہ دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

١٩١۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٥٢٦]

191- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسانی (طبائع) کان کی طرح ہیں، جس طرح سونا اور چاندی، جو لوگ کفر میں اچھے تھے، وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں، جب وہ دین میں تفقہ پیدا کریں۔'' (مسلم)

١٩٢۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٧٣، صحيح مسلم: ٨١٦]

192- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشک کرنا دو باتوں میں درست ہے: ① ایک آدمی کو اللہ نے مال دیا اور حق کی راہ میں اس مال کو خرچ کرنے کی اسے توفیق دی۔ ② ایک آدمی کو اللہ نے حکمت (و دانش) عطا فرمائی، وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

١٩٣۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٦٣١]

193- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان مرتا ہے، اس کے عمل اس سے قطع ہو جاتے ہیں، مگر تین عمل جاری رہتے ہیں: ① صدقہ جاریہ۔ ② علم جس سے استفادہ کیا جائے۔ ③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔'' (مسلم)

١٩٤۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَنْ نَفَّسَ

عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٩٩]

194- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفیں دور کرے گا، جو شخص کسی تنگ دست کے لیے آسانی مہیا کر دے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے بدلے سہولتیں فراہم فرمائیں گے، جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ انسان کی مدد فرماتا ہے، جب تک انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے، جو کسی راستے میں علم کی تلاش کے لیے نکلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے، جب تک کوئی قوم کسی اللہ کے گھر میں اللہ کی کتاب کے درس اور تلاوت کے لیے جمع ہوتی ہے، ان پر تسکین نازل ہوتی ہے، رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے قریبی فرشتوں میں فرماتے ہیں اور جس کے عمل دیر کریں گے، نسب اس کی اعانت میں جلدی نہیں کر سکے گا۔'' (مسلم)

١٩٥۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: إِنَّكَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ،

ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٩٠٥]

195- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتا دے گا، جو اس پر دنیا میں فرمائی گئی تھیں۔ وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں تمھاری راہ میں اس قدر لڑا کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم غلط کہتے ہو، تم اس لیے لڑے کہ لوگ تمھیں بہادر کہیں سو کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا اور اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر جس آدمی نے علم پڑھا اور پڑھایا، اور قرآن پڑھا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتا دے گا اور وہ انھیں پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم پڑھا اور تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا، تم نے اس لیے پڑھا کہ تمھیں عالم کہا جائے اور تم نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تمھیں قاری کہا جائے اور یہ تمھیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی، اسے مختلف اقسام کے تمام مال عنایت کیے گئے، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائے گا اور وہ انھیں پہچانے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے ان نعمتوں میں کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: میں نے ان تمام راہوں میں خرچ کیا، جن میں خرچ کرنا آپ کو پسند تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم غلط کہتے ہو، تم نے اس لیے خرچ کیا کہ لوگ تمھیں سخی کہیں، سو کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا اور منہ کے بل کھینچ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (مسلم)

١٩٦۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا

لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٤، صحيح مسلم: ٢٦٧٣]

196- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ علم بندوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا، مگر علماء کی موت سے قبض فرمائے گا، یہاں تک کہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جہلاء کو اپنا رئیس بنائیں گے، ان سے پوچھا جائے گا، وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (بخاری، مسلم)

١٩٧- (**صحيح**) وَعَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيسٍ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمنِ، لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ. قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذَلِكَ أَنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ، وَإِنِّيْ أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [صحيح البخاري: ٦٨، صحيح مسلم: ٢٨٢١]

197- شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے، ایک آدمی نے کہا: اے ابوعبدالرحمان! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ فرمایا: مجھے اس سے یہی امر مانع ہے کہ میں آپ کو اکتا دوں، میں وعظ ونصیحت سے آپ کی خبر گیری کرتا ہوں، جس طرح آنحضرت ﷺ ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے، اس خطرے سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ (بخاری، مسلم)

١٩٨- (**صحيح**) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٩٤، ٩٥]

198- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ جب گفتگو (وعظ وغیرہ) فرماتے تو ایک بات تین دفعہ دہراتے، تاکہ آپ کی بات سمجھ لی جائے اور جب کسی کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام کہتے۔ (بخاری)

١٩٩- (**صحيح**) عَنْ أَبِيْ مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ أُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ، فَقَالَ: «مَا عِنْدِيْ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا أَدُلُّهُ

عَلَى مَنْ يَّحْمِلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٨٩٣]

199- ابومسعود رضی اللہ عنہ انصاری فرماتے ہیں: ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری سواری بے کار ہوگئی ہے، آپ مجھے سواری عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: حضرت! میں ایسے آدمی کا پتا دیتا ہوں جو اسے سواری دے دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بھلائی کا پتا دے، اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے، جس قدر بھلائی کرنے والے کو ملتا ہے۔'' (مسلم)

٢٠٠۔ (صحيح) وَعَنْ جَرِيرٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: « ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ » وَالْآيَةُ الَّتِي فِي الْحَشْرِ: ﴿ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتَّى قَالَ: «وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٠١٧]

200- جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم شروع دن میں آنحضرت ﷺ کے پاس تھے، ایک قوم آئی، ننگے بدن پر کمبل یا عبا پہنے ہوئے تھے، گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اکثر بلکہ سب ہی قبیلہ مُضر کے تھے، ان کی فاقہ کشی سے آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، آپ ﷺ گھر سے

باہر تشریف لائے۔ پھر بلال کو حکم دیا انھوں نے اذان و اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا۔ پھر فرمایا: ''﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ [النساء: ١] ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جنس سے عورتوں کو پیدا کیا۔'' اور سورت حشر کی آیت: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ [الحشر: ١٨] ''اللہ سے ڈرو اور ہر آدمی سوچے کہ اس نے کل کے لیے کیا کیا۔'' لوگوں نے درہم و دینار اور گندم اور کھجوروں کا صدقہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھجوروں کے ٹکڑے کا صدقہ کرو۔'' ایک انصاری ایک تھیلی اٹھا کر لایا، جس کے اٹھانے سے اس کے ہاتھ کمزور ہو رہے تھے۔ پھر لوگ پیسے لانے لگے، یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے دو انبار دیکھے اور میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ سونے کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر فرمایا: ''جو آدمی اسلام میں اچھا طریقہ شروع کرے، اس کے لیے اپنا بھی اجر ہے اور جو شخص اس کے بعد اس پر عمل کرے، اس کا بھی اجر ہوگا، اس کے بغیر کہ کسی کے اجر سے کچھ کم کیا جائے، جو آدمی اسلام میں برا طریقہ شروع کرے، اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا اور جو اس پر اس کے بعد عمل کرے، اس کا جرم بھی اس پر ہوگا اور اس کے جرم میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' (مسلم)

٢٠١۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ مُعَاوِيَةَ: «لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي» فِي بَابِ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى. [صحيح البخاري: ٣٣٣٥، صحيح مسلم: ١٦٧٧]

201۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جان ظلم سے قتل کی جائے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے فرزند پر اس کے خون کا کچھ حصہ پڑ جاتا ہے، کیونکہ اس نے پہلے پہل قتل کی سنت ایجاد کی۔'' بخاری، مسلم (حضرت معاویہ کی روایت کردہ حدیث: «لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي» عن قریب، ''باب ثواب هذه الأمة'' میں مرقوم ہوگی) ان شاء اللہ تعالیٰ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٢٠٢۔ (حسن لغيره) عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ

فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۲۱۷۱۵] وَالتِّرْمِذِيُّ [۲۶۸۲] وَأَبُو دَاوُدَ [۳۶۴۱] وَابْنُ مَاجَه [۲۲۳] وَالدَّارِمِيُّ [۳۶۸] وَسَمَّاهُ التِّرْمِذِيُّ قَيْسَ بْنَ كَثِيرٍ.

202- کثیر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: اے ابو درداء! میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے آیا ہوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں، مجھے اس حدیث کے سننے کے سوا اور یہاں کوئی کام نہیں۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے: ”جو آدمی علم کی طلب کے لیے سفر کرے، اللہ اس کے لیے جنت کی راہ کھول دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور پورے عالم کے لیے آسمان اور زمین کی ہر چیز دعائے رحمت و استغفار کرتی ہے اور مچھلیاں پانی کی تہہ میں اور عالم کو عابد پر اس قدر فضیلت حاصل ہے، جس طرح بدر کو تمام ستاروں پر اور علماء نبیوں کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت سونا اور چاندی نہیں، وہ علم ہے جو وراثت میں چھوڑتے ہیں۔ جس نے اسے لے لیا اسے بہت بڑا حصہ مل گیا۔“ (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی) ترمذی نے راوی کا نام قیس بن کثیر بیان کیا ہے۔

۲۰۳۔ (حسن لغیرہ) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضي الله عنه قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ». رَوَاهُ

التِّرمِذِيُّ [٢٦٨٥] وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٠٩] عَنْ مَكْحُولٍ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ: رَجُلَانِ، وَقَالَ: « فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ﴾ » وَسَرَدَ الْحَدِيثَ إِلٰى آخِرِهِ.

203۔ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا: ایک عالم تھا، دوسرا عابد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عالم کو عابد پر اس قدر فضیلت ہے، جیسے مجھ کو امت کے معمولی آدمی پر۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اور چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں اہلِ علم کے لیے دعا کرتی ہیں۔'' ترمذی اور دارمی مکحول سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ دو آدمیوں کا ذکر نہیں اور فرمایا: ''عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے، جیسے مجھے تم میں سے ایک معمولی آدمی پر۔'' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ﴾ [الفاطر: ٢٨] ''اور علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' پھر باقی حدیث کا ذکر کیا۔

٢٠٤۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٥٠]

204۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ تمھارے تابع ہیں اور بہت سے مختلف اطراف سے دین کے علم کی طلب کے لیے تمھارے پاس آئیں گے، جب وہ تمھارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ تم لوگ بہتر سے بہتر سلوک کرنا۔'' (ترمذی)

٢٠٥۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِيمِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٨٧] وَابْنُ مَاجَه [٤١٦٩] وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّاوِيُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

205۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حکمت کی بات حکیم کی گم شدہ چیز ہے، جہاں اسے ملے وہی اس کا حق دار ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، ابراہیم بن فضل راوی اس میں ضعیف ہے۔

٢٠٦۔ **(موضوع)** وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٨١] وَابْنُ مَاجه [٢٢٢]

206- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”عقلمند عالم ایک شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔“[1] (ترمذی، ابن ماجہ)

٢٠٧۔ **(ضعيف)** وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٢٢٤] وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ إِلَى قَوْلِهِ مُسْلِمٍ. وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ مَتْنُهُ مَشْهُورٌ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ أَوْجُهٍ كُلُّهَا ضَعِيفٌ. [سنن البيهقي: ١٥٤٣]

207- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور نا لائق آدمی کو علم پڑھانا ایسا ہے جیسے ہیرے جواہرات اور سونے کا ہار خنزیر کے گلے میں ڈال دیا جائے۔“ (ابن ماجہ) شعب الایمان بیہقی میں صرف لفظ «مُسْلِمٍ» تک ہے اور کہا: اس حدیث کا متن تو مشہور ہے اور اس کی سند کے تمام طریقے ضعیف ہیں۔

٢٠٨۔ **(صحيح لغيره)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٨٤]

208- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”دو عادتیں منافق میں اکٹھی نہیں ہوتیں: ① اچھے اخلاق۔ ② دین میں سمجھ۔“ (ترمذی)

٢٠٩۔ **(حسن لغيره)** وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٤٧] وَالدَّارِمِيُّ.

---

[1] ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ نیکی اور صلاحیت دو قسم کی ہے: ایک وہ جس کا اثر نیکی کرنے والے کی ذات تک محدود ہو، دوسرے تک نہ پہنچے۔ دوسری وہ جس کا اثر دوسروں پر پڑے اور لوگ بھی اس سے مستفیض ہوں۔ عالم شیطان کی شرارتوں کا توڑ جانتا ہے، اس کی اصلاح کے لیے اس میں استعداد ہے، اس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں، اس سے شیطان کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے اور حق کو فائدہ پہنچتا ہے، عابد اپنی اصلاح کرتا ہے، اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات تک ہے، دوسروں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں، یہ صلاحیت صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔

209- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلے، وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ واپس گھر آ جائے۔'' (ترمذی، دارمی)

٢١٠۔ (موضوع) وَعَنْ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٤٨] وَالدَّارِمِيُّ [٦٠٢]، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ، وَأَبُو دَاوُدَ الرَّاوِي يُضَعَّفُ.

210- سَخْبرہ ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص علم کی طلب میں نکلے یہ اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔'' (ترمذی، دارمی) ترمذی نے کہا: اس کی سند میں ابو داود راوی ضعیف ہے۔

٢١١۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَّسْمَعُهُ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٨٦]

211- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی طبیعت علم کی باتیں سننے سے سیر نہیں ہوتی، یہاں تک کہ اس کا منتہیٰ جنت ہو جاتا ہے۔'' (ترمذی)

٢١٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٧٥٧١] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٦٥٨] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٤٩]، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٦٤] عَنْ أَنَسٍ.

212- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے علم کی بات دریافت کی جائے، جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسے چھپائے، اسے قیامت کے دن آگ (دوزخ) کی لگام دی جائے گی۔'' (احمد، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ حضرت انس سے)

٢١٣۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٥٤]، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٥٣] عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

213- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے علم

سیکھے تاکہ علماء پر فخر کرے اور بے وقوف لوگوں سے جھگڑے، یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیرے، اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔" (ترمذی، ابن ماجہ ابن عمر سے)

٢١٤۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». يَعْنِي: رِيحَهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٨٤٥٧] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٦٦٤] وَابْنُ مَاجَه [٢٥٢]

214- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جو علم اللہ کی رضا مندی کے لیے سیکھنا چاہیے، کوئی شخص اسے دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے تو جنت کی خوشبو (ہوا) نہ پا سکے گا۔" (احمد، ابو داود، ابن ماجہ)

٢١٥۔ (**صحيح**) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَضَّرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنَّصِيحَةُ لِلْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ». رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ [١/ ١٦] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ، وَرَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٩٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٥٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٦٦٠] وَابْنُ مَاجَه [٢٣٠] وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ وَأَبَا دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرَا: «ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ...». إِلَى آخِرِه.

215- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو میری بات سن کر اسے یاد رکھے اور ادا کرے۔ بہت سے فقہ کے جاننے والے فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے اہلِ علم ایسے لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ تین چیزوں میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: ① اللہ کے لیے خالص عمل۔ ② عامۃ المسلمین کی خیر خواہی۔ ③ اور ان کی جماعت کا ساتھ دینا، کیونکہ ان کی دعوت پورے ماحول پر حاوی ہوتی ہے[1]۔"

[1] حدیث میں جماعتی زندگی کی ترغیب دی گئی ہے اور لزومِ جماعت کا حکم فرمایا ہے۔ التزام با جماعت کا حکم تمام مسلمانوں کو محیط ہے، اسلام انفرادی زندگی کو پسند نہیں کرتا، جو بھی نظام دین کی خدمت کے لیے بنایا جائے اس=

(شافعی، بیہقی مدخل میں، احمد، ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ) دارمی زید بن ثابت سے۔ ترمذی اور ابو داود کی روایت میں «ثلاث لا یغل... الخ» کے لفظ نہیں ہیں۔

٢١٦۔ (حسن صحيح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٥٧] وَابْنُ مَاجه [٢٣٢]، وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [١/ ٧٥ـ ٧٦] عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

216- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا۔ پھر جیسے سنا اسی طرح پہنچا دیا، بہت سے لوگ جن کو (علم) پہنچایا گیا (شاگرد) اسے سننے والے (استاد) سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، لیکن دارمی ابو درداء سے)

٢١٧۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اِتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٩٥١]، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٣٠] **(صحيح)** عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ: «اِتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ».

217- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے حدیث بیان کرنے میں پرہیز کرو، جب تک یقین نہ ہو، کیونکہ جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولے، اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے۔'' (ترمذی) ابن ماجہ نے اس کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور «اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي... الخ» کا ذکر نہیں کیا۔

٢١٨۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٩٥٠]

= کا ساتھ دینا چاہیے، اس کی مخالفت سے بچنا چاہیے اور اس کے ساتھ ممکن طور پر تعاون کرنا چاہیے، جب تک کہ اس نظام میں کفر کی حمایت نہ ہو۔

218- اور انہی سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے، اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے۔'' ایک روایت میں ہے: ''جو شخص علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرے، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔'' (ترمذی)

٢١٩۔ (ضعیف) وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٩٥٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٦٥٢]

219- حضرت جُندُب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے، وہ صحیح بھی ہو جائے تو بھی اس نے غلطی کی۔'' (ترمذی، ابوداود)

٢٢٠۔ (حسن صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٧٨٤٨] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦٠٣]

220- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔'' (احمد، ابوداود)

٢٢١۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَوْمًا يَتَدَارَؤُونَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ: « إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهَذَا، ضَرَبُوا كِتَابَ اللَّهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، وَإِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللَّهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٦٧٤١] وَابْنُ مَاجَه [٨٥]

221- عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے ایک قوم کو سنا، وہ قرآن میں جھگڑ رہے تھے۔ فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے، وہ اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو بعض سے ٹکراتے، حالانکہ اللہ کی کتاب کے بعض حصے، بعض کی تصدیق کرتے تھے، اس لیے اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو تکذیب کا ذریعہ نہ بناؤ۔ جو کچھ تمھیں معلوم ہو، اسے بیان کرو اور جو معلوم نہ ہو اسے کسی جاننے والے کے سپرد کرو۔'' (احمد، ابن ماجہ)

٢٢٢۔ (ضعیف) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أُنْزِلَ

الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ، وَلِكُلِّ حَدٍّ مَطْلَعٌ » رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [١١٢]

222۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن سات لغت پر نازل کیا گیا۔ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے، ایک باطن اور ہر انتہا کے لیے ایک مقام ہے[1] ۔'' (شرح السنۃ)

٢٢٣۔ (ضعيف) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ، وَمَا كَانَ سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٢٨٨٥] وَابْنُ مَاجَه [٥٤]

223۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم تین ہیں: ① آیتِ محکم (جس کا مطلب صاف ہے، اس میں تاویل کی گنجائش نہیں، اس کا مقصد واضح ہے۔) ② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ثابت (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے، اصولِ محدثین کے مطابق عقل اور لغت کی روشنی میں اس کا ثبوت موجود ہے)۔ ③ اور ایسے فرائض، جن کی بنا عدل پر ہے۔ (یعنی امتِ مرحومہ نے اسے اجماعی طور پر قبول کر لیا ہے، یا پھر عدل اور توازن کے مختلف نظائر سے حکم معلوم کر لیا گیا، جہاں کوئی علت پائی گئی، اس کا حکم بھی پایا گیا۔ اس حدیث میں ادلہ اربعہ کتاب و سنت اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔) اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضول ہے۔'' (ابوداود، ابن ماجہ)

٢٢٤۔ (صحيح) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٦٦٥] وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٩٨٦]

[1] ''حَرْفٌ'' سے مراد یہاں لغت ہے، یعنی قرآنِ مجید کی عربیت میں فصحائے عرب سے سات قبیلوں کی زبان اور محاورات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ہر زبان میں مختلف لحاظ ہوتے ہیں اور لب ولہجہ کا فرق پایا جاتا ہے، ان میں جو عام اور متعارف اور بول چال میں آسان ہوں، وہی فصیح اور بلیغ سمجھے جاتے ہیں، یہی حال عربی زبان کا ہے۔ قرآنِ عزیز کے لب ولہجہ میں ان قبائل کا لحاظ رکھا گیا، جو فصیح اور بلیغ ہیں۔ ظہر اور بطن کا مطلب یہ ہے کہ بعض آیات کے مطالب ظاہر ہیں، ان میں کچھ پیچ اور تاویل نہیں، بعض میں کسی قدر خفا ہے، اس میں دقتِ نظر کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد پر ہر شخص حاوی نہیں ہوسکتا، بلکہ ان مقاصد کی ایک حد اور انتہا ہے، وہاں انسانی کوششیں ختم ہو جاتی ہیں، اس سے آگے زیغ، کجروی اور تحریف کی راہیں کھل جاتی ہیں، اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ (نہایہ ابن اثیر، ج:۱۔ ۲)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَفِي رِوَايَتِهِ: «أَوْ مُرَاءٍ» بَدَلَ «أَوْ مُخْتَالٌ».

224- عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں وعظ کہتا مگر امیر، یا جسے امیر حکم کرے، یا متکبر[1] آدمی۔“ (ابوداود) مگر دارمی نے اسے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ”مختال“ کی جگہ ”مراءٍ“ ریاکار کا لفظ مذکور ہے۔

٢٢٥- (حسن) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٣٦٥٧]

225- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کو فتویٰ دیا جائے اور اسے علم نہ ہو، اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جو شخص اپنے کسی عزیز کو ایسی بات کہے جس کے متعلق اسے معلوم ہے کہ اس میں بھلائی نہیں ہے تو اس نے خیانت کی۔“ (ابوداود)

٢٢٦- (ضعيف) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنِ الْأُغْلُوطَاتِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٣٦٥٦]

226- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ آمیز باتوں سے[2] منع فرمایا۔ (ابوداود)

٢٢٧- (ضعيف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٠٩١]

227- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”علمِ میراث اور قرآن سیکھو۔ میں عنقریب قبض کیا جاؤں گا۔“ (ترمذی)

٢٢٨- (حسن لغيره) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَخَصَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: «هَذَا أَوَانٌ يُخْتَلَسُ فِيهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى

---

[1] مطلب یہ ہے کہ وعظ اسی شخص کو کہنا چاہیے، جو ذمہ دار ہو، غیر ذمہ دار آدمی اگر وعظ کہے تو یہ تکبر کی علامت ہے۔

[2] ”أُغْلُوطَات“ سے مراد ایسی گفتگو ہے جس سے متکلم اپنے مخاطب کو غلطی میں ڈال دے اور ایسے الفاظ کہے جن میں گریز کی راہ باقی رہے۔

لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ علی شَيْءٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٥٣]

228- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف تاک کر دیکھا اور فرمایا: ''اس وقت لوگوں سے علم چھین[1] لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس سے کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھ سکیں گے۔'' (ترمذی)

٢٢٩۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه رِوَايَةً: يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٨٠] وَفِي جَامِعِهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمِثْلُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ إِسْحٰقُ ابْنُ مُوسَى: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ: هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عبْدِ اللّٰهِ.

229- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں پر لمبے سفر کریں گے۔ مدینہ منورہ کے عالم سے ان کو کوئی زیادہ عالم نہیں ملے گا۔ (ترمذی) ابن عیینہ فرماتے ہیں: اس سے مراد مالک ہیں، عبدالرزاق کا بھی یہی خیال ہے، اسحاق بن موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے ابن عیینہ سے سنا: اس سے مراد عبدالعزیز بن عبداللہ العمری الزاہد ہیں۔

٢٣٠۔ (صحيح) وَعَن أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٤٢٩١]

230- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: جہاں تک مجھے علم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے آدمی کو بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔[2] (ابوداود)

---

[1] اس حدیث میں یا تو حضرت کے انتقال کی خبر ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے وحی کا علم ختم ہو جائے گا، یا مستقبل کے متعلق پیش گوئی ہے، یعنی ایک وقت آئے گا جس میں امت سے علم سلب کر لیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کشف یا الہام سے بتایا۔

[2] تجدید کا مطلب یہ ہے کہ دین میں بدعات عام ہو جائیں گی، لوگ اسلام اور دین کو اپنی حسبِ منشا بنا لیں گے۔ پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہوگا جو ان بدعات کو مٹا دے گا۔ مجدد اپنے وقت کا دور اندیش عالم ہوتا ہے، جو فتنوں =

۲۳۱۔ (حسن لغیرہ) وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعُذْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ، يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ، وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْمَدْخَلِ مُرْسَلًا، وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ جَابِرٍ: «فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ» فِي بَابِ التَّيَمُّمِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. [سنن الکبریٰ للبیهقي: ۲۰۹۱۱]

231- ابراہیم بن عبدالرحمان العذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس علم کو ہر خلف سے اس کا ہم پایہ اخذ کرے گا، غلو کرنے والوں کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کی غلط نسبت اور مؤولین کی جہالت اور لاعلمی کی اس سے نفی کریں گے۔'' (بیہقی مدخل میں بقیہ بن ولید سے۔ وہ معان بن رفاعہ سے روایت فرماتے ہیں، وہ ابراہیم بن عبدالرحمان عذری سے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر عنقریب ''باب التیمم'' میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

۲۳۲۔ (ضعیف) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [۳٦٦]

232- حسن رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جسے اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کو زندہ اور سربلند کرنے کے لیے علم کو طلب کر رہا ہو، جنت میں انبیاء علیہم السلام اور اس کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔'' (دارمی)

۲۳۳۔ (ضعیف) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلَيْنِ

= کی اصلاح کرتا ہے، بدعات کو مٹاتا ہے، اسے نہ تجدید کے دعویٰ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی امت پر ضروری ہے کہ اسے مجدد سمجھے، اس کا مقصد صرف اصلاح ہوتا ہے۔ یہ بیک وقت مختلف علاقوں میں کئی ایک ہو سکتے ہیں۔ ہماری اس صدی کے مجدد حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور نواب صدیق الحسن صاحب ہیں۔ میاں صاحب نے تدریس کے ذریعے بدعات کو مٹایا تو نواب صاحب نے اپنی تصنیف و تالیف سے۔ (رَحِمَهُمَا اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً)

كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ، وَالْآخِرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ، أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢١٣]

233- حسن رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے، آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے: ایک فرضی نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کو علم پڑھاتا، دوسرا دن کو روزہ رکھتا، رات کو قیام کرتا، ان دونوں سے افضل کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو عالم فرضی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کو پڑھاتا ہے، اس کو عابد پر، جو دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا ہے، اتنی فضیلت ہے، جیسے مجھے تم میں سے معمولی آدمی پر۔'' (دارمی)

٢٣٤۔ (موضوع) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيهُ فِي الدِّينِ، إِنِ احْتِيجَ إِلَيْهِ نَفَعَ وَإِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنَى نَفْسَهُ». رَوَاهُ رَزِينٌ.

234- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عالم اور فقیہ آدمی بہت بہتر ہے، اگر اس سے کسی کو کوئی ضرورت پڑے تو وہ اسے فائدہ دیتا ہے اور اگر اس سے بے نیازی کا سلوک کیا جائے تو وہ بھی مستغنی ہوتا ہے۔'' (زرین)

٢٣٥۔ (صحیح) وَعَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ؛ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ، وَلٰكِنْ أَنْصِتْ، فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ، وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٥٩٧٨]

235- عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعہ میں ایک دفعہ حدیث بیان کرو، اگر آپ اس سے انکار کریں تو دو دفعہ، اگر اس سے بھی زیادہ ضرورت محسوس ہو تو تین دفعہ، لوگوں کو قرآن سے بد دل مت کرو۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ جبکہ وہ

ذاتی گفتگو کر رہے ہوں، تم ان میں وعظ کہنا شروع کرو اور ان کی گفتگو کو قطع کر دو اور ان میں بد دلی پیدا کرو، بلکہ خاموش بیٹھو، جب وہ وعظ کی خواہش کریں تو اس وقت تک ان کے سامنے وعظ کہو جب تک وہ اس کی خواہش کریں اور دعا میں مقفیٰ الفاظ سے بچو، میں نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا ہے، وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

۲۳۶۔ (ضعیف جدًا) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَأَدْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ، فَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ الْأَجْرِ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٤٧]

236۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی علم کی طلب کرے اور اسے پالے تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور اگر کوشش کے باوجود اسے علم نہ حاصل ہو سکے تو اسے ایک اجر ملے گا۔'' (دارمی)

۲۳۷۔ (حسن لغیرہ) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ، مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا عَلِمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ أَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٤٢] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٣١٧٤]

237۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انسان کو موت کے بعد اس کی نیکیوں میں اسے جو چیز مل سکتی ہے، وہ اس کا علم ہے، جسے اس نے سیکھا اور سکھایا، یا نیک اولاد، یا قرآن جسے وراثت میں چھوڑے، یا مسجد بنائے، یا سرائے جو مسافروں کے لیے بنائی گئی ہو، یا نہر تعمیر کی جائے، یا صدقہ جسے اس نے اپنی صحت اور زندگی میں دیا ہو۔ یہ سب چیزیں موت کے بعد اس کے لیے مفید ہوں گی۔'' (ابن ماجہ، شعب الایمان بیہقی)

۲۳۸۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ: أَنَّهُ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهُ طَرِيقَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيمَتَيْهِ أَثَبْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ، وَفَضْلٌ فِي عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ

فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ، وَمِلَاكُ الدِّينِ الْوَرَعُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيمَانِ [٥٣٦٧]

238- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی، جو شخص علم کے لیے سفر کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جس کی میں آنکھیں لے لیتا ہوں، میں اس کا اجر جنت کی صورت میں دیتا ہوں اور علم میں فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور دین میں چوٹی کی بات پرہیز گاری ہے۔'' (شعب الایمان بیہقی)

٢٣٩۔ **(ضعيف)** وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ إِحْيَائِهَا. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٧١]

239- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: رات کو ایک گھنٹا درس ساری رات بیدار ہونے سے افضل ہے۔ (دارمی)

٢٤٠۔ **(ضعيف)** وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهِ، فَقَالَ: «كِلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ، وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ، أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَدْعُونَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُونَ إِلَيْهِ، فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ. وَأَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ، وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا» ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٦١]

240- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا: ''دونوں بہتر ہیں، لیکن ایک دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ دعا کر رہے ہیں، اللہ کی طرف توجہ دے رہے ہیں، اللہ چاہے تو ان کی دعائیں قبول فرمائے یا روک دے اور یہ لوگ فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں، جاہلوں کو سکھلائیں گے۔ یہ افضل ہیں، میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' پھر ان میں بیٹھ گئے۔ (دارمی)

٢٤١۔ **(موضوع)** وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِيْ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِيْ أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيهًا، وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِيدًا».

[١٥٩٧]

241- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا: فقہ کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے؟ فرمایا: ''جو شخص دینی مسائل میں چالیس احادیث میری امت سے حفظ کرے، اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنائے گا۔ میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت بھی کروں گا اور شہادت بھی دوں گا۔''

٢٤٢۔ (**ضعيف**) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ مَنْ أَجْوَدُ جُودًا؟» قَالُوا: اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «اَللَّهُ تَعَالَى أَجْوَدُ جُودًا، ثُمَّ أَنَا أَجْوَدُ بَنِي آدَمَ، وَأَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ، يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمِيرًا وَحْدَهُ» أَوْ قَالَ: «أُمَّةً وَاحِدَةً». [سنن البيهقي: ١٧٦٧]

242- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو سب سے زیادہ سخی کون ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے۔ پھر میں تمام بنی آدم سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہے جس نے علم سیکھا اور پھیلایا۔ قیامت کے دن وہ اکیلا ہی امیر ہو گا یا امت ہو گا۔''

٢٤٣۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: مَنْهُومٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ، وَمَنْهُومٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا». رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَان وَقَالَ: قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ: هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُورٌ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. [الحاكم: ١/ ٩٢]

243- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دو حریص سیر نہیں ہوتے: ① علم کا حریص علم سے سیر نہیں ہوتا اور ② دنیا کا حریص دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔'' یہ تینوں احادیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں، امام احمد نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق فرمایا: اس حدیث کا متن مشہور ہے مگر اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔

٢٤٤۔ (**ضعيف**) وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ: مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ، أَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ، وَأَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادَى فِي الطُّغْيَانِ. ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ ﴿كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَٰنَ لَيَطْغَىٰٓ ۝ أَن رَّءَاهُ اسْتَغْنَىٰٓ﴾ قَالَ: وَقَالَ الْآخَرُ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا﴾. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٤٤]

244- عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: دو حریص سیر نہیں ہوتے: عالم اور دنیا دار اور نہ ہی یہ برابر ہوتے ہیں۔ عالم تو اللہ کی رضا مندی میں ترقی کرتا رہتا ہے اور دنیا دار کی سرکشی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰٓ ﴾ [العلق: ٦-٧] ''انسان جب غنی ہوتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے۔'' اور دوسرے کے متعلق فرمایا: ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ﴾ [الفاطر: ٢٨] ''اللہ کی خشیت علماء کے حصے ہی میں آئی ہے۔'' (دارمی)

٢٤٥۔ (**ضعيف**) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، يَقُولُونَ: نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ، وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا - قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَأَنَّهُ يَعْنِي - الْخَطَايَا». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٥٥]

245- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے: ہم امراء کے پاس جا کر ان کی دنیا سے فائدہ حاصل کریں گے اور اپنا دین ان سے بچا لیں گے اور ایسا نہیں ہو سکے گا اور کانٹوں کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح ان کے قرب سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔'' محمد بن صباح فرماتے: ان کی مراد یہ تھی کہ گناہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)

٢٤٦۔ (**حسن لغيره وما تحته خط ضعيف**) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ، وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ، لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ زَمَانِهِمْ، وَلَكِنَّهُمْ بَذَلُوهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ، فَهَانُوا عَلَيْهِمْ، سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهِ، كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ أَحْوَالَ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٥٧] وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٩٨٥٧] عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهِ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ» إِلَى آخِرِهِ.

246- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر اہلِ علم علم کو بچاتے اور اسے اہل لوگوں تک پہنچاتے تو وہ اپنے زمانے کے سردار ہوتے، لیکن انھوں نے اسے دنیا داروں کے پاس صرف کیا تا کہ ان سے دنیا حاصل کریں، وہ ان کی نظروں میں ذلیل ہو گئے۔ میں نے آپ کے پیغمبر سے سنا: ''جو شخص تمام غموں کو ایک ہی تصور کرے، یعنی آخرت کا غم، اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے خود کفایت کرتا ہے اور جس شخص کے تفکرات دنیا کے حالات میں بکھر جائیں، اللہ تعالیٰ کو کچھ پروانہیں، وہ دنیا کے کون سے جنگل میں جا کر ہلاک ہو جائے۔'' (ابن ماجہ، بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت عبداللہ بن عمر ''مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ'' سے آخر حدیث تک روایت کیا ہے)۔

٢٤٧۔ **(ضعيف)** وَعَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ، وَإِضَاعَتُهُ أَنْ تُحَدِّثَ بِهِ غَيْرَ أَهْلِهِ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٦٤٨] مُرْسَلًا.

247- حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھول جانا علم کے لیے ایک آفت ہے اور نا اہل کے پاس علم کا تذکرہ اس کی بربادی ہے۔'' (دارمی)

٢٤٨۔ **(ضعيف)** وَعَنْ سُفْيَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ لِكَعْبٍ: مَنْ أَرْبَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ: الَّذِيْ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ. قَالَ: فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوبِ الْعُلَمَاءِ؟ قَالَ الطَّمَعُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٦٠٤]

248- سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے دریافت فرمایا: اہلِ علم کون ہیں؟ فرمایا: جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ فرمایا: علماء کے دلوں سے علم کون سی چیز نکال دیتی ہے؟ فرمایا: طمع۔ (دارمی)

٢٤٩۔ **(ضعيف جدًا)** وَعَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ: «لَا تَسْأَلُونِيْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُونِيْ عَنِ الْخَيْرِ» يَقُولُهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ، وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٨٢]

249- احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کی بابت پوچھا۔ فرمایا: ''مجھ سے شر کے متعلق مت پوچھ، بلکہ خیر کی بابت پوچھو۔'' یہ تین دفعہ

فرمایا۔ پھر فرمایا: ''بروں سے برے علمائے سوء ہیں اور اچھوں سے اچھے علمائے خیر ہیں۔'' (دارمی)

۲۵۰۔ (ضعیف) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٦٨]

250- ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن مقام کے لحاظ سے بہت برا اللہ کے نزدیک وہ عالم ہے، جس کے علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ (دارمی)

۲۵۱۔ (صحیح) وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ، وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَاكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ آدَمَ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٣٩٤]

251- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، علم دو قسم پر ہے: ① دل کا علم یہ دراصل مفید ہے۔ ② اور زبان کا علم یہ انسان پر اللہ کی حجت ہے۔ (دارمی)

۲۵۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِيكُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ -يَعْنِي: مَجْرَى الطَّعَامِ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [١٢٠]

252- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے علم کے دو برتن یاد کیے: ایک کو میں نے آپ لوگوں میں پھیلا دیا، اگر دوسرے کو پھیلا دوں تو یہ گردن کاٹ دی جائے۔[1] (بخاری)

۲۵۳۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اَللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اَللَّهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ: ﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٤٥٣١، صحيح مسلم: ٢٧٩٨]

253- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: اے لوگو! جو مسئلہ تم جانتے ہو اسے بیان کرو اور جو نہیں جانتا اسے کہہ دینا چاہیے: ''اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ جو تم نہیں جانتے اسے اللہ

[1] علم کی دوسری قسم اہلِ بدعت اور ظالم بادشاہوں کے متعلق پیش گوئیاں تھیں، جن کا تذکرہ غالباً آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جس کا ذکر فتنے کے ڈر سے علانیہ مناسب نہ سمجھا گیا، ویسے بھی یہ کوئی دین کی بات نہ تھی، جسے چھپانا جرم سمجھا جاتا، اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے علانیتاً اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

کے سپرد کرنا یہ بھی علم ہے۔'' اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا: میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی مجھے تکلف کی عادت ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۵۴۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١/ ١٤]

254- ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ علم دین ہے، تمھیں سوچنا چاہیے کہ تم دین کن لوگوں سے سیکھتے ہو؟۔ (مسلم)

۲۵۵۔ (صحیح) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٨٥٣]

255- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے قاریوں کی جماعت! پختہ رہو۔ تم بہت آگے جا چکے ہو، اگر تم نے دائیں بائیں ہونا شروع کیا تو تم کہیں دور جا پڑو گے۔ (بخاری)

۲۵۶۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ؟ قَالَ: «وَادٍ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا؟ قَالَ: «اَلْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٣٨٣] وَكَذَا ابْنُ مَاجه [٢٥٦]، وَزَادَ فِيهِ: «وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الْقُرَّاءِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الَّذِينَ يَزُورُونَ الْأُمَرَاءَ». قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: يَعْنِي الْجَوَرَةَ.

256- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''''جب الحزن'' سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا حضرت! ''جُبُّ الحزن'' کیا ہے؟ فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے جہنم روزانہ چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ فرمایا: ''عالم، جن کے اعمال میں ریاکاری ہے۔'' (ترمذی) ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ فرمائے ہیں: ''اللہ کے نزدیک وہ علماء سب سے زیادہ ناپسند ہیں جو ظالم امراء کی زیارت کریں۔'' محاربی نے کہا: اس سے مراد ظالم امیر ہیں۔

۲۵۷۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ،

مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [١٧٦٣]

257- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسا وقت آئے گا، جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن بھی صرف رسم ہی رہ جائے گا، ان کی مسجدیں آباد ہوں گی، مگر وہ ہدایت کے لحاظ سے برباد ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہوں گے۔ انہی سے فتنہ پیدا ہوگا اور انہی میں سما جائے گا۔'' (شعب الایمان بیہقی)

٢٥٨۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا فَقَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا وَيُقْرِؤُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُم إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ زِيَادُ! إِنْ كُنْتُ لَأُرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ! أَوَ لَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا؟». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٧٤٧٣] وَابْنُ مَاجه [٤٠٤٨]، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ نَحْوَهُ، وَكَذَا الدَّارِمِيُّ [٢٦٠] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

258- زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ علم کے چلے جانے کا وقت ہوگا۔'' میں نے عرض کی: حضرت! علم کیسے جاتا رہے گا، جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں، اپنی اولاد کو پڑھا رہے ہیں اور ہماری اولادیں قیامت تک اپنی اولادوں کو پڑھاتی جائیں گی؟ فرمایا: ''زیاد تمھاری ماں تمھیں گم کر دے! میں تمھیں مدینہ میں بڑا دانشمند سمجھتا تھا، کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے تھے؟ لیکن اس کے کسی حصے پر عمل نہیں کرتے۔'' (احمد، ابن ماجہ، ترمذی، مگر دارمی نے ابوامامہ سے روایت فرمایا)

٢٥٩۔ (**ضعيف**) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ، تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ، تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ، فَإِنِّي امْرُؤٌ مَقْبُوضٌ، وَالْعِلْمُ سَيُنْتَقَصُ، وَيَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ اثْنَانِ فِي فَرِيضَةٍ، لَا يَجِدَانِ أَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٢٧] وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٤١٠٤]

259- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم سیکھو اور لوگوں

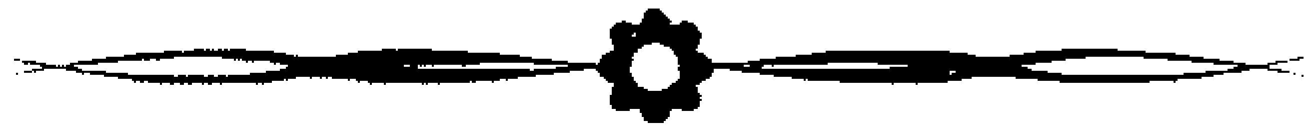
کو سکھاؤ، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور قرآن سیکھو اور سکھاؤ، میں جلدی قبض کیا جاؤں گا اور علم عنقریب کم ہونا شروع ہو گا، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض میں اختلاف کریں گے، ان کو کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ملے گا۔'' (دارمی، دارقطنی)

۲۶۰۔ (حسن لغیره) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٠٤٧٦] وَالدَّارِمِيُّ [٥٧٥]

260- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، وہ اس خزانے کی طرح ہے جس سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔ (احمد، دارمی)

۲۶۱۔ (صحيح) وَعَن زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ رضي الله عنه: هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ، وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ، وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٣٣]

261- زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جانتے ہو اسلام کو کون سی چیز مٹاتی ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: عالم کی لغزش اسے مٹا دیتی ہے، اور منافق کا جھگڑا کتاب اللہ میں، اور گمراہ بادشاہوں کا حکم۔ (دارمی)



کِتَابُ الطَّهَارَةِ

عبادت کی قبولیت کے لیے پاک ہونا ضروری ہے۔ طہارت کی متعدد صورتیں ہیں۔ اعتقاد کا درست ہونا، مشرک اور بدعتی کا ذہن پلید ہوتا ہے، اس کو نہ خدا پر یقین ہوتا ہے، نہ آنحضرت ﷺ پر صحیح اعتقاد۔ اللہ تعالیٰ پر اس کو بھروسا نہیں، وہ اپنی ضرورتوں کے لیے فقیروں، بزرگوں، قبروں اور درختوں پر زیادہ یقین رکھتا ہے، اس کو مخلوق سے وہی محبت ہوتی ہے جو اللہ سے ہونی چاہیے، وہ غیروں سے اسی طرح ڈرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ نذر، نیاز، دعا، سجود، خشیت اور انابت جو اللہ کی خصوصیات ہیں، وہ ان میں سب مخلوقات کو شریک سمجھتا ہے۔ متعارف اور عادی اسباب کے علاوہ بھی وہ مخلوق کو متصرف اور با اختیار سمجھتا ہے، یہ یقیناً شرک ہے، جب تک اس سے ذہن صاف اور ایمان درست نہ ہو، عبادت قبول نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے اہلِ مکہ حج کرتے تھے، بیت اللہ میں عبادت بجا لاتے تھے، حجاج کی خدمت کرتے تھے، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے، مگر اس کے باوجود اسلام نے انھیں مسلمان تسلیم نہیں کیا، ان کی عبادت کو بیکار سمجھا، ان کی عبادت کو بے فائدہ تصور کیا۔ اسی قسم کی برائیاں آج بھی مخلوق میں رائج ہیں۔ مسلمان کہلانے والے مخلوق کے ساتھ وہی کچھ کرتے ہیں جو اس وقت کے مشرک بتوں سے کرتے تھے، ایسی توحید کچھ مفید معلوم نہیں ہوتی۔ قبروں کو سجدے ہو رہے ہیں، بزرگوں کے نام کی نذریں دی جا رہی ہیں، اللہ کے سوا غیروں کو صبح اور شام پکارا جاتا ہے، بزرگوں اور ان کی خانقاہوں سے مدد مانگی جاتی ہے، التجائیں کی جاتی ہیں، یہ شرک ہے، اس کی موجودگی میں عبادت مفید نہیں۔

آنحضرت ﷺ دینِ کامل لے کر آئے، آپ کے بعد دین میں نہ کچھ بڑھایا جا سکتا ہے نہ کم کیا جا سکتا ہے۔ بدعت کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی چیز اپنی طرف سے بڑھائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آنحضرت ﷺ سے دین میں کمی رہ گئی، جسے کسی اور نے پورا کر دیا ہے۔ بدعتی دراصل آنحضرت ﷺ پر نبوت کے اختتام کا ذہنی طور پر منکر ہے، اس لیے وہ شرعی احکام میں اضافے

کا منتظر رہتا ہے، اس گندگی کے ہوتے ہوئے عبادت مقبول نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَرْفاً وَّلَا عَدْلًا»[1]

''بدعتی کے نہ فرض قبول ہیں، نہ نوافل۔''

بدن پر کوئی پلیدی موجود ہو تو عبادت نہیں ہوگی۔ پیشاب، پاخانہ اور اس قسم کی دوسری پلید چیزیں طہارت کے منافی ہیں۔ عبادت کے وقت بدن کا ان سے صاف ہونا ضروری ہے، ورنہ نماز ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

بے وضو یا جنبی ہونا بھی طہارت کے منافی ہے۔ گو بظاہر بدن پر کوئی گندگی یا پلیدی نہیں لگی ہوتی، لیکن شارع نے اسے پلیدی سمجھا ہے، اسے حکمی نجاست فرمایا ہے، اس لیے وضو کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی اور غسلِ جنابت کے بغیر بھی نماز نہیں ہوگی۔ اعتقادی نجاست کا ذکر ابتدائی ابواب میں کسی قدر آ گیا ہے۔ پیشِ نظر ابواب میں حقیقی اور حکمی نجاستوں کا ذکر آ گیا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے ان مسائل کا سمجھنا، ان پر عمل کرنا ضروری ہے، ورنہ عبادت درست نہ ہوگی اور بلاوجہ ان شرائط کی خلاف ورزی کرے گا تو نماز ضائع ہو جائے گی۔



[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٩) یہ روایت ضعیف ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں: السلسلة الضعيفة (١٤٩٣)

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۲۶۲۔ (صحیح) عَن أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ ـ أَوْ تَمْلَأُ ـ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۲۳]

وَفِي رِوَايَةٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تَمْلَآنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ». لَمْ أَجِدْ هَذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلَا فِي الْجَامِعِ وَلَكِنْ ذَكَرَهَا الدَّارِمِيُّ [۷۱۲] بَدَلَ «سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ».

262۔ ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔ الحمدللہ (اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے) میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) والحمدللہ (اللہ کے لیے حمد ہے) یہ دونوں کلمے، یا ہر ایک کلمہ آسمان اور زمین کے مابین کو بھر دیتا ہے۔ نماز روشنی ہے اور صدقہ (ایمان) کی دلیل ہے اور صبر (قیامت کے دن) روشنی کا موجب ہوگا اور قرآن یا تو تمھاری نجات کی دلیل ہوگا یا تمھارے خلاف ہوگا۔ ہر آدمی صبح اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے[1] یا وہ اسے آزاد کر دیتا ہے یا ہلاک کر دیتا ہے۔'' (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' آسمان اور زمین کی فضاء بھر دیتے ہیں۔

۲۶۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: «فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ». مَرَّتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۵۱]، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ [۵۱] ثَلَاثًا.

---

[1] بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح وہ کچھ نہ کچھ کرتا ہے اور اس کا نتیجہ نجات ہے یا بربادی۔

263- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جس سے گناہ مٹ جائیں اور درجات بلند ہوں؟'' لوگوں نے عرض کی: حضرت! کیوں نہیں۔ فرمایا: ''وضو کو تکلیف کے اوقات میں مکمل کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا۔ (دور سے جانا یا بار بار جانا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے (جس کی طرف قرآنِ حکیم نے ﴿ وَرَابِطُوْا ﴾ سے اشارہ کیا ہے)'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں رباط کا لفظ دو دفعہ آیا ہے۔ (مسلم اور ترمذی میں تین دفعہ)۔

٢٦٤۔ (صحيح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح مسلم: ٢٤٥]

264- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اس کے تمام گناہ اس کے جسم سے نکل گئے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔'' (ترمذی)

٢٦٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٤٤]

265- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو منہ کے تمام گناہ، جن کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا، پانی یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ، جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کیے تھے، پانی سے یا پانی کے آخری قطرے سے نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو تمام گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا، پانی یا اس کے آخری قطروں کے ساتھ بہہ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔'' (مسلم)

٢٦٦۔ (صحيح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً، وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٢٨]

266- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مسلمان جب فرضی نماز کے لیے حاضر ہوتا ہے، اس کا وضو اچھی طرح کرے اور خشوع سے ادا کرے، وہ تمام پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، جب تک وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔'' (مسلم)

٢٦٧۔ (صحيح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. [صحيح البخاري: ١٥٩، ١٩٣٤، صحيح مسلم: ٢٢٦]

267- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ کہنیوں تک تین دفعہ دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ اسی طرح تین دفعہ دھویا اور پھر سر پر مسح کیا۔ پھر دایاں اور بایاں پاؤں دونوں تین دفعہ دھوئے۔ پھر فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور اس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے، اس کے سابقہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم) لفظ بخاری کے ہیں۔

٢٦٨۔ (صحيح) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٣٤]

268- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے، پھر دو

رکعت نماز پوری توجہ سے پڑھے، مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (مسلم)

٢٦٩۔ (صحيح) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ». وَفِي رِوَايَةٍ: «أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ». هَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ [٢٣٤]، وَالْحُمَيْدِيُّ فِي أَفْرَادِ مُسْلِمٍ، وَكَذَا ابْنُ الْأَثِيرِ فِي جَامِعِ الْأُصُولِ

وذَكَر الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّينِ النَّوَوِيُّ فِي آخِرِ حَدِيثِ مُسْلِمٍ عَلَى مَا رَوَيْنَاهُ. وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ». وَالْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ مُحْيِ السُّنَّةِ فِي الصِّحَاحِ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ» إِلَى آخِرِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ [٥٥] بِعَيْنِهِ إِلَّا كَلِمَةَ «أَشْهَدُ» قَبْلَ «أَن مُحَمَّدًا»

269- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے جو بھی وضو کرے اور پوری طرح مکمل وضو کرے، پھر کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ." ''میں شہادت دیتا ہوں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اور ایک روایت میں "وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" کے لفظ زیادہ آئے ہیں، مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔'' (مسلم، حمیدی، جامع الاصول)

نووی نے آخر حدیث مسلم اور ترمذی نے یہ الفاظ: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" ''اے اللہ! بنا مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے'' زیادہ کہے ہیں۔ اور جس حدیث کو محی السنہ نے صحاح میں ذکر کیا ہے، جس شخص نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ اسے ترمذی نے جامع میں بعینہٖ ذکر کیا ہے، لیکن "أَنَّ مُحَمَّدًا" سے پہلے "أَشْهَدُ" کا ذکر نہیں فرمایا۔

٢٧٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ» فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ

فَلْيَفْعَلْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٦، صحيح مسلم: ٢٤٦]

270- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا، ان کی پیشانی اور اعضائے وضو سفید ہوں گے۔ جو شخص اس سفیدی کو لمبا کرنا چاہے تو کرے۔'' (بخاری، مسلم)

٢٧١۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٥٠]

271- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک اس کا وضو پہنچے گا۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٢٧٢۔ (صحيح لغيره) عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٩٠] وَأَحْمَدُ [٢٢٣٧٨] وَابْنُ مَاجه [٢٧٧] وَالدَّارِمِيُّ [١/ ١٦٨]

272- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدھی راہ پر چلو، تم قطعاً اس کی طاقت نہیں رکھتے اور یقین جانو نماز تمھارے بہترین اعمال سے ہے اور وضو کی محافظت مومن ہی کر سکتا ہے۔'' (مالک، احمد، ابن ماجہ، دارمی)

٢٧٣۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٥٩]

273- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو پر وضو کرے، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٢٧٤۔ (ضعيف) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٤٦٦٢]

274- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نماز جنت کی چابی ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔'' (احمد)

۲۷۵۔ **(حسن)** وَعَنْ شَبِيبِ بْنِ أَبِي رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّومَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الطُّهُورَ، وَإِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أُولَئِكَ». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [۹۴۷]

275- شبیب بن روح آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں سورت روم پڑھی۔ آپ ﷺ بھول گئے، جب آپ ﷺ نماز ادا فرما چکے تو فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں اور وضو صحیح طور پر نہیں کرتے، انہی کی وجہ سے قرآن میں شبہہ پڑ جاتا ہے۔''[1] (نسائی)

۲۷۶۔ **(ضعیف)** وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: عَدَّهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِي أَوْ فِي يَدِهِ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۳۵۱۹] وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

276- بنی سُلَیم کے ایک آدمی سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ (مندرجہ) باتیں میرے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ پر شمار کیں۔ فرمایا: ''تسبیح سے آدھی میزان بھر جاتی ہے اور الحمدللہ سے پوری میزان بھر جاتی ہے اور تکبیر سے آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء معمور ہو جاتی ہے۔ روزے میں صبر کا نصف حصہ پایا جاتا ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔'' (ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)۔

۲۷۷۔ **(صحیح لغیرہ)** وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ

[1] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب و جوار کی وجہ سے بعض اعمال کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ وضو کی خرابی کا اثر امام کی قراءت پر پڑا۔ اس سے اثرِ صحبت کا بھی پتا چلتا ہے۔ اس لیے اہلِ بدعت، مشرکین اور فاسقین، فاجرین کی صحبت سے بچنا چاہیے، اس سے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں، انسان بدعملی کا عادی ہو جاتا ہے اور شرک سے رغبت ہو جاتی ہے۔

خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، وَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَهُ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٨٤] وَالنَّسَائِيُّ [١٠٣]

277- حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مومن وضو کرتا ہے تو کلی سے اس کے منہ کے تمام گناہ گر جاتے ہیں اور جب کوئی ناک جھاڑتا ہے تو ناک کے تمام گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں سے بھی، جب پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں، اس کے بعد اس کا نماز کے لیے جانا اور نماز پڑھنا اس کے لیے زائد سی چیز رہ جاتا ہے۔'' (مالک، نسائی)

٢٧٨۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا: أَوَ لَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ» فَقَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ، بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٤٩]

278- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اے ایمان والوں کے گھرو! تم پر سلامتی ہو، اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں، میں نے پسند کیا کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اے اللہ کے

رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: ”تم تو میرے ساتھی ہو، بھائی وہ لوگ ہیں جو اب تک نہیں آئے۔“ صحابہ نے دریافت فرمایا: اے اللہ کے رسول! امت کے جو لوگ اب تک نہیں آئے، آپ انھیں کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا: ”بتاؤ ایک آدمی کے پاس ایک گھوڑا ہے، جس کی پیشانی اور پاؤں سفید ہیں اور سیاہ گھوڑوں میں کھڑا ہے، کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا؟“ صحابہ نے عرض کی: حضرت یقیناً پہچان لے گا۔ فرمایا: ”میری امت کی پیشانی اور پاؤں وضو کی وجہ سے قیامت کے دن سفید ہوں گے اور میں بطور میزبان حوض پر کھڑا ہوں گا۔“ (مسلم)

۲۷۹۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ﷺ: «أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَأَنْظُرُ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ، وَمِنْ خَلْفِي مِثْلُ ذَلِكَ، وَعَنْ يَمِينِي مِثْلُ ذَلِكَ، وَعَنْ شِمَالِي مِثْلُ ذَلِكَ». فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ، لَيْسَ أَحَدٌ كَذَلِكَ غَيْرَهُمْ، وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَأَعْرِفُهُمْ تَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [۲۱۷۳۷]

279- ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کے لیے بلایا جائے گا اور مجھے سب سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی، میں اپنے سامنے دیکھوں گا اور تمام امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اپنے پیچھے، دائیں اور بائیں بھی اسی طرح دیکھوں گا۔“ ایک آدمی نے دریافت کیا: آپ اپنی امت کو حضرت نوح سے لے کر اپنی امت تک کس طرح پہچانیں گے؟ فرمایا: ”وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ، پاؤں اور منہ سفید ہوں گے، ان کے سوا باقی تمام امتوں سے کسی کی ایسی شکل نہیں ہوگی، میں ان کو اس لیے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے اور یوں بھی پہچان لوں گا کہ ان کی اولاد ان کے آگے دوڑ رہی ہوگی۔“ (احمد)

بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

جن امور سے وضو واجب ہوتا ہے

نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی، عذر کی وجہ سے طہارت نہ ہو سکے تو تیمّم اس کی جگہ کام دے سکتا ہے۔ ہر نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔ وضو کے نواقص میں ائمہ مختلف ہیں، پیشاب اور پاخانہ کی راہ سے اگر کوئی چیز نکلے تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا۔

آگ کی پکی سے وضو:

حنابلہ کا خیال ہے کہ آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جمہور صحابہ اور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ جن احادیث میں گوشت وغیرہ کے استعمال سے وضو کا ذکر آیا، اس سے مراد لغوی وضو ہے۔ ان چیزوں میں چونکہ چکناہٹ اور دسومت پائی جاتی ہے، اس لیے کلی کرنا اور ہاتھ صاف کرنا مناسب ہے، تاکہ منہ میں نماز کے وقت کسی چیز کا مزہ نہ ہو۔ بعض ایسی احادیث کو منسوخ کہتے ہیں۔ نسخ کے لیے ضروری ہے کہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہو اور یہاں حتمی طور پر ثابت کرنا مشکل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

”كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ“ (سنن وابن حبان)[1]

”آنحضرت ﷺ کا آخری فعل یہ تھا کہ آپ آگ کی پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضو نہیں فرماتے تھے۔“

نسخ اصطلاحاً گو ثابت نہ ہو، لیکن وضو کا وجوب قطعی اور یقینی نہیں رہتا۔ اختیار ہے، اگر کرنا چاہے تو کرے۔ حازمی نے امام ابوعثمان دارمی سے نقل فرمایا ہے:

”لَمَّا رَأَيْنَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ قَدِ اخْتُلِفَ فِيْهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاخْتُلِفُ فِيْهِم

[1] سنن أبي داود (۱۸۷) سنن الترمذي (۸۰) صحيح ابن حبان (۳/ ٤١٦) امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

ذَكَرْنَاهُمْ مِنَ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ، وَلَمْ نَقِفْ عَلَى النَّاسِخِ مِنْهَا، فَنَظَرْنَا إِلَىٰ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْأَعْلَامُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْنَا بِإِجْمَاعِهِمْ فِيْ الرُّخْصَةِ فِيْهِ." (الاعتبار للحازمي)[1]

القبلۃ والمساس:

بوسے اور مساس میں بھی اختلاف ہے، حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، زہری، ابن مسیّب اور مجاہد رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا، یہی مسلک صحیح معلوم ہوتا ہے۔ شرم گاہ واقعی جسم کا ایک حصہ ہے اور جسم کے بعض حصوں سے اس کا مساس ناگزیر ہے۔ مس سے صرف ہاتھ کا مس مراد لینا درست نہیں، اس کا کوئی خاص حکم شرعی اعتبار سے۔ اسی طرح میاں، بیوی کے تعلقات میں مساس ناگزیر ہے اور اس پر وضو وغیرہ کا لازم ہونا ما لا یطاق تکلیف ہے۔ لغتاً مساس تو رات دن میں بیسیوں دفعہ ہوتا ہے۔ آیت ﴿لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال مختلف ہیں۔

عبداللہ بن عمر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس سے عام لمس سمجھتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سے مجامعہ مراد لیتے ہیں۔ ضرورت کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگر لمس وتقبیل بارادۂ مجامعت ہو تو وضو کا ٹوٹنا صحیح معلوم ہوتا ہے اور نقضِ وضو کی احادیث کو اسی مفہوم پر محمول سمجھنا چاہیے۔ مطلق لمس وتقبیل اس سے مستثنیٰ ہونے چاہییں اور احادیثِ جواز کو اس محمل پر محمول کیا جائے تو اکثر احادیث اور آثار میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ طلق بن علی کی روایت پر بعض ائمہ نے کلام کیا ہے۔ بعض نے اسے بُسرہ کی حدیث سے منسوخ کیا ہے۔ نسخ کا ثبوت تو مشکل ہے اور طلق بن علی کی تصحیح بھی ائمۂ حدیث سے مروی ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ وہ بُسرہ کی روایت سے احسن ہے۔ طحاوی اسے مستقیم الاسناد اور صحیح فرماتے ہیں۔ طبرانی، ابن حبان اور ابن حزم بھی اسے صحیح فرماتے ہیں، ایسے مسائل میں جہاں دلائل دونوں طرف موجود ہوں صحیح راہ یہ ہے کہ اپنی صوابدید پر عمل کرے اور دوسرے پر طعن نہ کرے۔ اجماعِ صحابہ کی حجیت پر تو سوچا جا سکتا ہے، جب صحابہ خود مختلف ہوں تو انفراداً ان کے اقوال کی حجیت محلِ نظر ہے۔

[1] الاعتبار للحازمي (ص: ٥٢)

قے ونکسیر وغیرہ:

قے، نکسیر اور قلس کو بعض ائمہ نے ناقض فرمایا ہے، اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث مروی ہے، اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہیں اور ان کی روایت اہلِ حجاز سے خاص طور پر ضعیف ہے، اکثر حفاظِ حدیث نے اسے مرسل کہا ہے، مرسل ائمۂ حدیث کے نزدیک قطعاً قابلِ حجت نہیں۔ غرض اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں، اس لیے صحیح یہ ہے کہ ان میں کوئی چیز ناقض نہیں ہے۔

خون سیّال:

بعض ائمہ نے خون کو ناقضِ وضو کہا ہے، اس کے لیے بھی کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی، بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر لگا تو آپ خون میں لت پت تھے۔ آپ نے اسی حالت میں نماز ادا فرمائی۔ عباد بن بشیر کو نماز میں تیر لگا، وہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔

نیند:

نیند میں اگر وجود ڈھیلا ہو جائے، لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سوئے تو وضو ٹوٹ جائے گا، ہلکی سی غنودگی ہو یا بیٹھے بیٹھے اونگھ آ جائے تو ایسی خفیف نیند ناقض نہیں ہوگی۔ بوجھل اور بے ہوشی کی نیند میں غالب ظن ہوتا ہے کہ ہوا خارج ہو، اس لیے ایسی نیند وضو کو توڑ دے گی۔

آخر میں ہم شاہ ولی اللہ کا قول نقل کرتے ہیں، نقضِ وضو کے معاملے میں وہ قولِ فیصل ہوگا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے نواقضِ وضو کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ اوّل متفق علیہ: اس ضمن میں پیشاب، پاخانہ، ہوا کا نکلنا، مذی، نومِ ثقیل۔ دوم مختلف فیہ: اس ضمن میں شرم گاہ اور عورت کو چھونے، اسی ضمن میں خون، قے اور قہقہہ کا بھی ذکر فرمایا۔ شاہ صاحب کے نزدیک کوئی واضح نص نہیں، احتیاط یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ "وَالْأَصَحُّ إِنَّ مَنِ احْتَاطَ فَقَدِ اسْتَبْرَءَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ لَا فَلَا سَبِيْلَ عَلَيْهِ فِیْ صِرَاحِ الشَّرِيْعَةِ." تیسری قسم مشتبہ: جس میں دلائل نہ صحیح ہیں نہ واضح، اس ضمن میں آگ کی پکی چیز اونٹ کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے اور کوئی اہمیت نہیں دی۔ نیز اس باب میں روایات اس قدر ضعیف ہیں کہ ان پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اس میں صرف احتیاط ہے، کوئی بیّن دلیل نہیں۔ "وَقَدْ أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ عَلٰی تَرْكِهٖ." (حجۃ اللہ: ۱/ ۱۴۱)

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٢٨٠ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٥، صحيح مسلم: ٢٢٥]

280- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب تک وضو نہ کرے۔'' (بخاری، مسلم)

٢٨١ـ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٢٤]

281- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے بغیر نماز منظور نہیں ہوتی اور چوری کے مال سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا۔'' (مسلم)

٢٨٢ـ (صحيح) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٢، ٢٦٩، صحيح مسلم: ٣٠٣]

282- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی، اس کے متعلق آنخضرت ﷺ سے دریافت کرنے میں مجھے شرم سی محسوس ہوتی تھی، کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا، اس نے آنخضرت ﷺ سے دریافت کیا، آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''استنجا کے بعد وضو کرے۔'' (بخاری)

٢٨٣ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٥٢] قَالَ الشَّيْخُ الإِمَامُ الْأَجَلُّ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: هَذَا مَنْسُوخٌ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٠٧، صحيح مسلم: ٣٥٤]

283- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنخضرت ﷺ سے سنا: ''آگ کی پکی ہوئی سے وضو کرو۔'' مسلم، امام محی السنہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی

حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ایک بکری کے کندھے کا گوشت کھایا، نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ (بخاری، مسلم)

٢٨٤۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ». قَالَ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ» قَالَ: أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: «لَا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٦٠]

284- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا: کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کریں، فرمایا: ”تمھاری مرضی ہے، وضو کرو یا نہ کرو۔“ پھر پوچھا: اونٹوں کے گوشت سے وضو کریں؟ فرمایا: ”اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔“ اس نے کہا: کیا بکریوں کے باڑے (نشست گاہ) میں نماز پڑھوں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: اونٹوں کے باڑے (نشست گاہ) میں نماز پڑھوں۔ فرمایا: ”نہیں۔“ (مسلم)

٢٨٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٦٢]

285- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور اسے شبہہ ہو کہ پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں۔ وہ (محض شبہے کی بنا پر) مسجد سے نہ نکلے، جب تک وہ آواز نہ سنے یا اسے بدبو نہ آجائے۔“ (مسلم)

٢٨٦۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢١١، صحيح مسلم: ٣٥٨]

286- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے دودھ پیا اور کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“ (بخاری، مسلم)

٢٨٧۔ (صحيح) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ

تَصْنَعُهُ، فَقَالَ: «عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٧٧]

287- بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ نے آج ایک ایسا کام کیا، جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے۔'' (مسلم)

۲۸۸۔ (صحيح) وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رضي الله عنه: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ- وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ- صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٢٠٩]

288- سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ خیبر کے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ وہ خیبر کے قریب مقامِ صہباء میں پہنچے، نماز پڑھی۔ پھر کھانا منگوایا تو صرف ستو ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ ستو بھگو دیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھائے اور ہم نے بھی۔ پھر مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ہم نے بھی۔ پھر نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

۲۸۹۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٠٠٩٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [٧٤]

289- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آواز اور بدبو کے بغیر وضو واجب نہیں ہوتا۔'' (احمد، ترمذی)

۲۹۰۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمَذْيِ فَقَالَ: «مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١١٤]

290- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کی بابت پوچھا، فرمایا: ''مذی سے وضو کرنا ضروری ہے اور منی سے غسل کرنا ضروری ہے۔'' (ترمذی)

۲۹۱۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦١] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣] وَالدَّارِمِيُّ [٧١٤] وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٢٧٥] عَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

291- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: ''وضو نماز کی چابی ہے، تکبیر سے (دنیا) کی باتیں حرام ہو جاتی ہیں اور سلام سے حلال ہو جاتی ہیں۔'' (ابو داود، ترمذی، دارمی، مگر ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابوسعید دونوں سے روایت کیا)

۲۹۲۔ (**صحيح**) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١١٦٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٠٥]

292- علی بن طلق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب بلا آواز ہوا خارج ہو تو وضو کرو اور عورتوں سے پیٹھ سے مجامعت نہ کرو۔'' (ابو داود)

۲۹۳۔ (**حسن لغيره**) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: قَالَ: «إِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ». رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٧٤٩]

293- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دونوں آنکھیں پیٹھ کا تسمہ ہیں، جب آنکھیں سو جائیں تو تسمہ کھل جاتا ہے۔'' (دارمی)

۲۹٤۔ (**حسن**) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٠٣] وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رحمه الله: هَذَا فِي غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ: (**صحيح**) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّؤُونَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٠٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٧٨]، إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ: "يَنَامُونَ" بَدَلَ: «يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ».

294- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں پیٹھ کا تسمہ ہیں، جو شخص سو جائے، اسے وضو کرنا چاہیے۔'' (ابو داود) امام محی السنہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹھنے کے بغیر سوئے، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم عشاء کی نماز کے لیے اس قدر انتظار فرماتے کہ ان کے سر جھک جاتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے اور وضو نہ

کرتے۔ ابو داود، ترمذی، لیکن ترمذی نے ”فَیَنْتَظِرُوْنَ“ کی جگہ ”یَنَامُوْنَ“ ذکر فرمایا۔

۲۹۵۔ (منکر) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ الْوُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٧٨] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٠٢]

295- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”وضو اس شخص پر ضروری ہے جو لیٹ کر سوئے، جب آدمی لیٹ جائے تو اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔“ (ترمذی، ابوداود)

۲۹۶۔ (صحیح) وَعَنْ بُسْرَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٥٨] وَأَحْمَدُ [٢٧٢٩٣] وَأَبُو دَاوُدَ [١٨١] وَالتِّرْمِذِيُّ [٨٣] وَالنَّسَائِيُّ [١٦٣] وَابْنُ مَاجَه [٤٧٩] وَالدَّارِمِيُّ [٧٥٢]

296- بُسرۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے۔ (مالک، احمد، ابوداود)

۲۹۷۔ (صحیح) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ. قَالَ: « وَهَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِنْهُ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٨٢] وَالتِّرْمِذِيُّ [٨٥] وَالنَّسَائِيُّ [١٦٥] وَرَوَى ابْنُ مَاجَه نَحْوَهُ [٤٨٣]. قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رحمہ اللہ: هَذَا مَنْسُوخٌ؛ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ بَعْدَ قُدُومِ طَلْقٍ.

(ضعیف) وَقد رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّأْ ». رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ [٨٨] وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٥٣٢] وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ [١٦٣] عَنْ بُسْرَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: « لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَينهَا شَيْءٌ ».

297- طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ سے وضو کے بعد شرم گاہ کو مس کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمھارے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہے۔“ (ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترمذی فرماتے ہیں: امام بغوی فرماتے ہیں: یہ حدیث منسوخ ہے، کیونکہ ابو ہریرہ طلق کی آمد کے بعد مسلمان ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب تم سے کوئی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔ (شافعی، دار قطنی، نسائی نے بُسرہ سے

نقل کیا ہے، مگر اس میں یہ فقرہ نہیں کہ ''ان دونوں میں پردہ نہ ہو'')۔

۲۹۸۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [۱۷۸] وَالتِّرْمِذِيُّ [۲۸۶] وَالنَّسَائِيُّ [۱۷۰] وَابْنُ مَاجَه [۵۰۲]. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بِحَالٍ إِسْنَادُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَيْضًا إِسْنَادُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْهَا، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ وَإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ عَائِشَةَ.

298- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: آنحضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لے لیتے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترمذی فرماتے ہیں عروہ اور ابراہیم تیمی کی سند سے ائمۂ حدیث کے نزدیک عائشہ سے کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتی۔ ابوداود فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے، ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا۔

۲۹۹۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [۱۸۹] وَابْنُ مَاجَه [٤٨٨]

299- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے کندھے کا گوشت کھایا اور ہاتھوں کو ایک ٹاٹ پر مل لیا۔ پھر کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائی۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

۳۰۰۔ (صحیح) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: قَرَّبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [۲۶۶۲۲]

300- ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت کے سامنے پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (احمد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

۳۰۱۔ (صحیح) عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۳۵۷]

301- ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شہادت دیتا ہوں، میں نے آپ ﷺ کے لیے بکری کے پیٹ کا گوشت بھونا اور آنحضرت ﷺ نے کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (مسلم)

٣٠٢۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُهْدِيَتْ لَهُ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِي الْقِدْرِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا أَبَا رَافِعٍ؟» فَقَالَ شَاةٌ أُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَطَبَخْتُهَا فِي الْقِدْرِ، قَالَ: «نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ!» فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ، ثُمَّ قَالَ: «نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ» فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ، ثُمَّ قَالَ: «نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ» فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ» ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ فَاهُ، وَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَأَكَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٧١٩٥] وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٤٩٤] عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ إِلَى آخِرِهِ.

302- ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے ایک بکری ہدیہ کے طور پر دی گئی۔ میں نے اسے ہنڈیا میں ڈال دیا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا: ''ابو رافع! یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: بکری ہے، ہمیں ہدیہ کے طور پر ملی ہے، میں نے اسے پکایا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کا ایک بازو دو۔'' میں نے دے دیا۔ فرمایا: ''دوسرا بازو بھی دے دو۔'' میں نے دوسرا بازو بھی دے دیا۔ پھر فرمایا: ''ایک اور بازو لاؤ۔'' میں نے عرض کی: حضرت! بکری کے دو ہی تو بازو ہوتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چپ رہتے تو تم مجھے بازو کے بعد بازو دیتے جاتے، جب تک خاموش رہتے۔'' پھر آپ ﷺ نے پانی منگایا، منہ میں کلی کی اور انگلیوں کے اطراف کو دھویا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پھر ان کی طرف لوٹے، ان کے پاس ٹھنڈا گوشت موجود تھا۔ آپ ﷺ نے کھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی اور پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ (احمد اور دارمی نے ابو عبید سے روایت کیا ہے لیکن "دَعَا بِمَاءٍ" سے آخر حدیث تک ذکر نہیں کیا)۔

٣٠٣۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُبَيٌّ وَأَبُو طَلْحَةَ جُلُوسًا فَأَكَلْنَا لَحْمًا وَخُبْزًا، ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوءٍ، فَقَالَا: لِمَ تَتَوَضَّأُ؟ فَقُلْتُ: لِهَذَا الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْنَا. فَقَالَا: أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٦٣٦٥]

303- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور ابی اور ابوطلحہ بیٹھے تھے، ہم نے گوشت اور روٹی

کھائی۔ پھر میں نے پانی منگایا، ان دونوں نے کہا: تم وضو کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا: اس کھانے کی وجہ سے۔ انھوں نے کہا: کیا تم پاک چیزوں سے وضو کرتے ہو؟ آنحضرت ﷺ نے اس سے وضو نہیں فرمایا اور وہ تم سے بہتر تھے۔ (احمد)

٣٠٤۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما كَانَ يَقُولُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ. وَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيهِ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٦٤] وَالشَّافِعِيُّ [٨٦]

304- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے: عورت کا بوسہ اور اسے ہاتھ لگانا ملامسہ میں شامل ہے، جو اپنی اہلیہ کا بوسہ لے یا اسے ہاتھ لگائے، اس پر وضو کرنا ضروری ہے۔ (مالک، شافعی)

٣٠٥۔ (صحيح لغيره) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه كَانَ يَقُولُ: مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٦٥]

305- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے: عورت کے بوسہ سے وضو کرنا ضروری ہے۔ (مالک)

٣٠٦۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنهما قَالَ: إِن الْقُبْلَةَ مِنَ اللَّمْسِ فَتَوَضَّؤُوا مِنْهَا. [سنن الدارقطني: ١/ ٥٣]

306- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: بوسہ لمس میں داخل ہے، اس سے وضو کرو۔ (دارقطنی)

٣٠٧۔ (ضعيف) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ». رَوَاهُمَا الدَّارَقُطْنِيُّ [٥٨١] وَقَالَ: عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَلَا رَآهُ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُولَانِ.

307- عمر بن عبدالعزیز تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وضو ضروری ہے، ہر بہنے والے خون سے۔'' (دارقطنی) امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری سے نہیں سنا ہے اور نہ ہی اسے دیکھا ہے اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں ضعیف راوی ہیں۔

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

قضائے حاجت کے آداب

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٣٠٨۔ (صحيح) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٣٩٤، صحيح مسلم: ٢٦٤]

قَالَ الشَّيْخُ الإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رحمه الله: هَذَا الْحَدِيثُ فِي الصَّحْرَاءِ، وَأَمَّا فِي الْبُنْيَانِ فَلَا بَأْسَ لِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٤٨، صحيح مسلم: ٢٦٦]

308۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم پاخانہ کے لیے جاؤ، نہ قبلہ کی طرف منہ کرو، نہ پیٹھ کرو، بلکہ مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف۔“ (بخاری، مسلم) امام بغوی فرماتے ہیں: حدیث جنگل کے متعلق ہے، آبادیوں میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پر کسی ضرورت کے لیے گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت فرما رہے تھے۔[1] (بخاری، مسلم)

٣٠٩۔ (صحيح) وَعَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: نَهَانَا، يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَنْ

[1] جو مقامات قبلہ سے شمال یا جنوب کی طرف واقع ہیں ان کو قضائے حاجت کے وقت رخ یا مشرق کی طرف کرنا چاہیے یا مغرب کی طرف۔ مدینہ منورہ چونکہ بیت اللہ سے شمال کی طرف ہے، اس لیے اہلِ مدینہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہو گا۔ جن شہروں کا محلِ وقوع اس طرح ہے۔ یہ حکم ان کے لیے ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کریں۔

نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، أَو أَن نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٢]

309- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ اور لید اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

۳۱۰۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ: «اَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٤٢، صحيح مسلم: ٣٧٥]

310- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.“ ”اے اللہ! میں نر اور مادہ جنوں کی خباثت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ (بخاری، مسلم)

۳۱۱۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ - وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ» ثُمَّ أَخذ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ قَالَ: «لَعَلَّه أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢١٦، صحيح مسلم: ٢٩٢]

311- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے اور فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، ایک پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔“ مسلم کی روایت میں ہے کہ ”یہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔“ پھر ایک تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے اور ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کی: حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں، شاید اللہ تعالیٰ ان کو کچھ تخفیف فرما دے۔“ (بخاری، مسلم)

۳۱۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ» قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟. قَالَ: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَو فِي ظِلِّهِمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۶۹]

312- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دولعنت کی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا: حضرت! لعنت کے دو سبب کیا کیا ہیں؟ کہا: ''شاہ راہ اور سایہ میں پاخانہ کرنا۔'' (مسلم)

۳۱۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۱۵۳، صحيح مسلم: ۲۶۷]

313- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب پاخانہ میں جائے تو سیدھا ہاتھ شرم گاہ کو نہ لگائے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' (بخاری، مسلم)

۳۱۴۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۱۶۱، صحيح مسلم: ۲۳۷]

314- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اسے ناک جھاڑنا چاہیے، جو شخص استنجا کرے اسے ڈھیلا طاق کرنا چاہیے۔'' (بخاری، مسلم)

۳۱۵۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۱۵۰، ۵۰۰، صحيح مسلم: ۲۷۱]

315- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا لوٹا اور ایک چھوٹا نیزہ اٹھا لیتے، آپ ﷺ پانی سے استنجا کرتے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

۳۱۶۔ (منکر) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ

خَاتَمَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٩] وَالنَّسَائِيُّ [٥٢١٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٧٤٦] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ. وَفِي رِوَايَتِهِ "وَضَعَ" بَدَلَ "نَزَعَ".

316- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے۔ (ابوداود، نسائی) ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوداود کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے اور روایت میں "نَزَعَ" (اتارا) کی جگہ "وَضَعَ" (رکھا) فرمایا ہے۔

٣١٧- (صحيح لغيره) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢]

317- جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ کے لیے جاتے تو دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ پاتا۔ (ابوداود)

٣١٨- (ضعيف) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ، فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣]

318- ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کا ارادہ فرمایا تو دیوار کی بنیاد کے پاس ایک نرم جگہ دیکھی اور پیشاب کیا۔ پھر فرمایا: "جب کوئی تم میں سے پیشاب کرنا چاہے تو ایسی جگہ تلاش کرے۔" (ابوداود)

٣١٩- (صحيح لغيره) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٤] وَأَبُو دَاوُدَ [١٤] وَالدَّارِمِيُّ [٦٩٣]

319- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جاتے تو جب تک زمین کے قریب نہ جاتے (بدن) سے کپڑا نہ اٹھاتے۔ (ترمذی، ابوداود، دارمی)

٣٢٠- (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ، أُعَلِّمُكُمْ: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا» وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ، وَنَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٣١٣] وَالدَّارِمِيُّ [٧٠١]

320- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے باپ کی طرح ہوں، میں تمھیں سکھاتا ہوں، جب تم پاخانہ کے لیے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو، نہ پیٹھ'' اور تین پتھروں سے (ڈھیلا) کرنے کا حکم دیا اور لید اور ہڈی اور دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٣٢١- (**صحيح**) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٣].

321- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے تھا اور بایاں ہاتھ پاخانہ ناپاک کاموں کے لیے تھا۔ (ابو داود)

٣٢٢- (**صحيح لغيره**) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ، فَإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٥٠١٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٠] وَالنَّسَائِيُّ [٤٤] وَالدَّارِمِيُّ [٦٩٧]

322- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم پاخانہ کے لیے جاؤ تو اپنے ہمراہ تین پتھر لے جاؤ، ان سے استنجا کرو یہ تمھارے لیے کافی ہیں۔'' (احمد، ابو داود، دارمی، نسائی)

٣٢٣- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٨] وَالنَّسَائِيُّ [٣٩] إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: «زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ».

323- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لید اور ہڈی کے ساتھ ڈھیلا مت کرو، وہ تمھارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔'' (ترمذی، نسائی، لیکن نسائی نے لفظ ''زاد إخوانكم من الجن'' کا ذکر نہیں فرمایا)۔

٣٢٤- (**صحيح لغيره**) وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ، أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٦]

324- رُوَیفع بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے رویفع! شاید

میرے بعد تیری عمر لمبی ہو، تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص ڈاڑھی کو گرہ لگائے، یا گلے میں تانت ڈالے، یا جانور کی لید یا ہڈی سے استنجا کرے، حقیقت میں محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔'' (ابو داود)

۳۲۵۔ (ضعیف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٥] وَابْنُ مَاجه [٣٣٨] وَالدَّارِمِيُّ [٦٨٩]

325- حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی سرمہ لگائے اسے چاہیے کہ طاق لگائے، جس نے ایسا کیا بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں، جو ڈھیلا کرے وتر کرے، اگر ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں، جو کوئی چیز کھائے، خلال سے جو اس کے دانتوں سے نکلے اسے پھینک دے اور جو اس کی زبان کے ساتھ نکلے اسے نگل جائے، جس نے ایسا کیا بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں اور جو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے اسے پردہ کرنا چاہیے اور کوئی چیز نہ ملے تو ریت کا ڈھیر اکٹھا کر کے اس کی طرف پیٹھ کرے، بلاشبہ شیطان انسانی مقعد کو کھیل بناتا ہے، جو شخص ایسا کرے اچھا ہے، ورنہ کوئی حرج نہیں۔'' (ابو داود، ابن ماجہ، دارمی)

۳۲۶۔ (ضعیف) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ أَوْ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٧] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢١] وَالنَّسَائِيُّ [٣٦]، إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا: «ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ أَوْ يَتَوَضَّأُ فِيهِ».

326- عبداللہ بن مغفل ؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے یا وضو کرے۔ زیادہ وسوسے اسی سے ہوتے ہیں۔'' (ابو داود، ترمذی، نسائی، لیکن ان دونوں نے ''ثم يغتسل فيه'' اور ''يتوضاء فيه'' ذکر نہیں کیا)۔

٣٢٧۔ (**ضعيف**) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٩] وَالنَّسَائِيُّ [٣٤]

327۔ عبداللہ بن سَرجِس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو۔'' (ابوداود، نسائی)

٣٢٨۔ (**حسن لغيره**) وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: اَلْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالظِّلِّ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٦] وَابْنُ مَاجَه [٣٢٨]

328۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کی تین جگہوں سے بچو: گھاٹ پر پاخانہ کرنا، شاہراہ اور سایہ میں قضائے حاجت کرنا۔'' (ابوداود، ابن ماجہ)

٣٢٩۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١١٣١٠] وَأَبُو دَاوُدَ [١٥] وَابْنُ مَاجَه [٣٤٢]

329۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلیں، وہ جب ننگے ہوں تو آپس میں باتیں نہ کریں، اللہ تعالیٰ اس حرکت سے ناراض ہوتا ہے۔'' (احمد، ابوداود، ابن ماجہ)

٣٣٠۔ (**صحيح**) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦] وَابْنُ مَاجَه [٢٩٦]

330۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ان پاخانوں میں شیطان حاضر کیے جاتے ہیں، جب تم میں سے کوئی پاخانہ کے لیے آئے تو کہے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ." ''اے اللہ! نر اور مادہ خبیث جنوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (ابوداود، ابن ماجہ)

٣٣١۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «سَتْرُ مَا

بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَّقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٦٠٦] وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

331- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمیوں کی شرم گاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان ایک پردہ یہ ہے کہ جب آدمی بیت الخلاء میں جائے تو بسم اللہ کہے۔“ (ترمذی اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے)

۳۳۲۔ (صحیح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: «غُفْرَانَكَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٧] وَابْنُ مَاجه [٣٠٠] وَالدَّارِمِيُّ [٣٠]

332- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ سے نکلتے تو ”غُفْرَانَكَ“ فرماتے۔ ”اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔“ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۳۳۳۔ (حسن لغیرہ) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٥] وَرَوَى الدَّارِمِيُّ [٧٣٩] وَالنَّسَائِيُّ [٥٠] مَعْنَاهُ.

333- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی پہنچاتا، پیالہ میں یا چھاگل میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا فرماتے، پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے برتن میں اور پانی لاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے۔ (ابو داود، نسائی، دارمی) لیکن نسائی اور دارمی میں مطلب موجود ہے۔

۳۳٤۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٦٦] وَالنَّسَائِيُّ [١٣٥]

334- حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے لگاتے۔ (ابو داود، نسائی)

۳۳۵۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤] وَالنَّسَائِيُّ [٣٢]

335- امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ ان کی چارپائی

کے نیچے رہتا تھا، جس میں رات کو پیشاب کرتے۔ (ابوداود، نسائی)

٣٣٦۔ (ضعيف) وَعَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ: «يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا» فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٢] وَابْنُ مَاجَه [٣٠٨] قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رحمه الله قَدْ صَحَّ: **(صحيح)** عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِماً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قِيلَ: كَانَ ذَلِكَ لِعُذْرٍ. [صحيح البخاري: ٢٢٤، صحيح مسلم: ٢٧٣]

336- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت ﷺ نے دیکھا، میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔“ میں نے اس کے بعد کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) امام محی السنہ فرماتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک قوم کے کوڑے کی جگہ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (بخاری، مسلم) کہا گیا ہے کہ یہ عذر کی وجہ سے تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٣٣٧۔ (صحيح) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: «مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِداً». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٥٠٤٥] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٢] وَالنَّسَائِيُّ [٣٠٧]

337- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرمایا: جو یہ بیان کرے کہ آنحضرت ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی تصدیق نہ کرنا، آپ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ (احمد، نسائی، ترمذی)

٣٣٨۔ (حسن لغيره) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَاهُ فِي أَوَّلِ مَا أُوحِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوءِ أَخَذَ غُرْفَةً مِنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٧٤٨٠] وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٣٩٠]

338- زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آغازِ وحی میں جرائیل آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ کو وضو سکھایا اور نماز سکھائی، جب وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لے کر شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ (احمد، دارقطنی)

۳۳۹۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۵۰] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يَقُولُ: اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ الرَّاوِيْ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

339- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل میرے پاس آئے اور فرمایا: جب آپ وضو کریں تو (شرمگاہ) پر پانی چھڑکیں[1]۔'' (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا، فرماتے تھے: حسن بن علی ہاشمی راوی منکر الحدیث ہے۔

۳۴۰۔ (ضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: بَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا عُمَرُ؟» قَالَ: مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ. قَالَ: «مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [۴۲] وَابْنُ مَاجَه [۳۱۵]

340- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت عمر ان کے پیچھے پانی کا لوٹا لے کر کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''عمر یہ کیا ہے؟'' فرمایا: آپ اس پانی سے وضو فرمائیں گے۔ فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں کہ جب میں پیشاب کروں تو وضو کروں اور اگر میں ایسا کروں تو سنت ہو جائے گی۔'' (ابو داود، ابن ماجہ)

۳۴۱۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ رضي الله عنهم: أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طُهُورُكُمْ؟» قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ، قَالَ: «فَهُوَ ذَاكَ، فَعَلَيْكُمُوهُ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [۳۵۷]

341- ابو ایوب رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ [التوبة: ۱۰۸] ''اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاکیزگی پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[1] شرم گاہ پر پانی چھڑکنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

''اے انصار! اللہ نے پاکیزگی میں تمھاری تعریف کی ہے، یہ تمھاری پاکیزگی کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا: ''یہی بات ہے، اس کی پابندی کرنا۔'' (ابن ماجہ)

۳۴۲۔ (صحیح) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ: إِنِّي لَأَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قُلْتُ: أَجَلْ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَلَا نَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا، وَلَا نَكْتَفِيَ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عَظْمٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٦٢] وَأَحْمَدُ [٢٣٧٠٣] وَاللَّفْظُ لَهُ.

342- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعض مشرکین نے استہزاء کے طور پر کہا: میرا خیال ہے کہ تمھارا پیغمبر تمھیں ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت بھی سکھاتا ہے۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رخ نہ کریں، دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں اور صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کریں، لیکن اس میں لید اور ہڈی نہ ہو۔ (مسلم، احمد) اور لفظ احمد کے ہیں۔

۳۴۳۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِي يَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اُنْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: «وَيْحَكَ! أَمَّا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٢] وَابْنُ مَاجَه [٣٤٦] وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٣٠] عَنْهُ عَنْ أَبِي مُوسَى.

343- عبدالرحمان بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ڈھال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اس کی طرف رخ کر کے پیشاب کیا۔ بعض نے کہا: دیکھو یہ عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن لیا اور فرمایا: ''تم پر افسوس ہے! کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل کو کیا تکلیف پہنچی، جب ان کے کپڑوں کو پیشاب لگتا تو اسے قینچی سے کاٹ ڈالتے، صاحبِ بنی اسرائیل نے ان کو روکا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔'' (ابو داود، ابن ماجہ) لیکن نسائی نے ابو موسیٰ سے بھی روایت فرمایا ہے۔

٣٤٤۔ (حسن) وَعَن مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلْ إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ. فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ، فَلَا بَأْسَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٩]

344- مروان اصفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی سواری قبلہ کے سامنے بٹھا دی۔ پھر اس کی طرف رخ کر کے پیشاب کرنا شروع کیا۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمان! کیا اس سے روک نہیں دیا گیا؟ فرمایا: یہ صحیح ہے، لیکن یہ فضا میں روکا گیا ہے، جب تمھارے اور قبلہ کے درمیان کوئی پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابو داود)

٣٤٥۔ (ضعيف) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي». رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٣٠١]

345- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰي وَعَافَانِي.» ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے تکلیف کو دور کیا اور مجھے صحت عطا فرمائی۔'' (ابن ماجہ)

٣٤٦۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: «لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انْهَ أُمَّتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا، فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَلِكَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٩]

346- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب جنوں کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: حضرت اپنی امت کو منع فرمائیں، یہ ہڈی، لید اور کوئلے سے استنجا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس میں رزق رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہمیں روک دیا۔ (ابو داود)



بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کے بیان میں

اسلام میں پاکیزگی کی اہمیت معلوم ہے۔ بدن، کپڑے اور دل ہر ہر چیز پاک ہونی چاہیے۔ پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے، منہ کی راہ سے جاتا ہے، دانتوں سے ہر چیز چبائی جاتی ہے۔ منہ میں کوئی چیز دیر تک رہے تو سڑ جانے کا خطرہ ہے، اس لیے مسواک کی تاکید فرمائی۔ اس سے منہ صاف ہوتا ہے۔ دانتوں کے سوراخ صاف ہوتے ہیں۔ اس کا اثر اعضائے ہضم پر بھی پڑتا ہے۔ اس لیے یہ پاکیزگی نہ صرف عبادتِ وضو کے لیے مناسب ہے، بلکہ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔ شرعاً مسواک کرنا مسنون ہے۔



اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ... پہلی فصل

۳۴۷۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۸۸۷، صحيح مسلم: ۲۵۲]

347- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں امت کے لیے مشکل نہ سمجھتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔'' (بخاری، مسلم)

۳۴۸۔ (صحيح) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۵۳]

348- شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: آنحضرت ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے؟ فرمایا: مسواک کرتے۔ (مسلم)

۳۴۹۔ (صحيح) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۲۴۵، ۸۸۹، ۱۱۳۶، صحيح مسلم: ۲۵۵]

349- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ جب تہجد کے لیے اُٹھتے تو سب سے پہلے مسواک سے منہ صاف فرما لیتے۔ (بخاری و مسلم)

۳۵۰۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۶۱]

وَفِي رِوَايَةٍ: «الْخِتَانُ» بَدَلَ «إِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ» لَمْ أَجِدْ هَذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلَكِنْ ذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ وَكَذَا الْخَطَّابِيُّ فِي مَعَالِمِ السُّنَنِ: عَنْ أَبِي دَاوُدَ [۵۴] بِرِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

350- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فطرت کی دس باتیں ہیں: ① لبیں کترانا۔ ② ڈاڑھی بڑھانا۔ ③ مسواک کرنا۔ ④ ناک میں پانی ڈالنا۔ ⑤ ناخن کترانا۔ ⑥ اور انگلیوں کے جوڑ دھونا۔ ⑦ بغلوں کے بال اکھاڑنا۔ ⑧ زیر ناف بال منڈانا۔ ⑨ استنجا کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے دسویں بات بھول گئی ہے۔ غالبًا وہ کلی کرنا ہے۔ (مسلم) ایک روایت میں ڈاڑھی کی جگہ ختنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ روایت نہ صحیحین میں ہے، نہ حمیدی کی کتاب میں، لیکن جامع الاصول میں اس کا ذکر آیا ہے اور حافظ خطابی نے عمار بن یاسر کی روایت سے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٣٥١۔ (صحيح) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ». رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ [٧١] وَأَحْمَدُ [٢٤٢٠٣] وَالدَّارِمِيُّ [٧٤٥] وَالنَّسَائِيُّ [٥] وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ بِلَا إِسْنَادٍ. [صحيح البخاري: ٤/ ١٥٨]

351- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔'' (شافعی، احمد، دارمی، نسائی، بخاری تعلیقاً)

٣٥٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: اَلْحَيَاءُ، وَيُرْوَى الْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٠٨٠]

352- ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں: ① حیا۔ بعض روایت میں اس کی جگہ ختنے کا ذکر فرمایا ہے۔ ② عطر لگانا۔ ③ مسواک کرنا۔ ④ نکاح کرنا۔'' (ترمذی)

٣٥٣۔ (حسن لغيره وما تحته خط فضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٤٩٠٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٥٧]

353- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کو جب سو کر جاگتے وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ (احمد، ابو داود)

٣٥٤۔ (حسن) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي

السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٢]

354- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر کے مجھے دیتے کہ میں مسواک کو دھو دوں، میں پہلے خود مسواک کر لیتی، پھر دھو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیتی۔ (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٣٥٥۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِيَ: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٤٣، صحيح مسلم: ٣٠٠٢]

355- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا، میں مسواک کر رہا ہوں، میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی۔ مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ میں نے مسواک دونوں میں سے بڑے کو دے دی۔“ (بخاری، مسلم)

٣٥٦۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ عليه السلام قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسِّوَاكِ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٢٦٩]

356- ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جبریل جب بھی میرے پاس آئے، مجھے مسواک کا حکم دیا، میں ڈر گیا کہ میں کہیں منہ کی اگلی جانب چھیل ہی نہ دوں۔“ (احمد)

٣٥٧۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٨٨٨]

357- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے تمھیں مسواک کے لیے بہت دفعہ کہا۔“ (بخاری)

٣٥٨۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ فِي فَضْلِ السِّوَاكِ أَنْ كَبِّرْ، أَعْطِ السِّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٠]

358- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مسواک کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس دو آدمی آئے، ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسواک کی فضیلت کا ذکر فرمایا اور فرمایا: مسواک بڑے کو دو۔ (ابو داود)

۳۵۹۔ (ضعیف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَفْضُلُ الصَّلَاةُ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [۲۵۱۹]

359- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نماز کے لیے مسواک کی جائے، اس کا دوسری نماز سے ستر گناہ زیادہ اجر ہے۔ (بیہقی: شعب الایمان)

۳۶۰۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ» قَالَ: فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ، لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا اسْتَنَّ، ثُمَّ رَدَّهُ إِلَى مَوْضِعِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۲۳] وَأَبُو دَاوُدَ [۴۷] إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: «وَلَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ». وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

360- ابو سلمہ رحمہ اللہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: "اگر میں امت پر مشکل نہ جانتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا اور حکم دیتا کہ عشاء کی نماز تہائی رات تک موخر کریں۔" زید بن خالد مسجد میں نماز کے لیے تشریف لاتے تو کاتب کی طرح ان کا مسواک ان کے کانوں پر ہوتا، جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے۔ پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ لیتے۔ (ترمذي، ابو داود) مگر اس میں عشاء کے تہائی رات تلک موخر کرنے کا ذکر نہیں۔ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابو داود)

بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ

وضو کے طریقے

سنن، سنت کی جمع ہے۔ سنت کے معنی ہیں: طریقہ۔ آنحضرت ﷺ کے وضو میں تنوع تھا۔ مختلف طریقوں سے حضرت ﷺ وضو فرماتے۔ یہاں ان کے طریقوں کا بیان کرنا مقصود ہے سنت کے مشہور معنی بیان کرنا مراد نہیں، بلکہ وضو کے فرائض و واجبات سب ہی بیان ہوں گے جس طرح آنحضرت ﷺ نے یہ ادا فرمائے، ان کا بھی تذکرہ آئے گا۔ وضو میں تکمیل کی تاکید فرمائی گئی ہے، اس میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے: اول ایسے مقامات جہاں پانی سرسری طور پر نہیں پہنچ سکتا، وہاں احتیاط سے پانی پہنچائے، انگلیوں کے جوڑ (براجم) ایسے اعضاء جہاں خلال کرنا ضروی ہے۔ دوم نظافت اور پاکیزگی کا خیال رکھے، بعض اعضاء کو بتکرار دھوئے، پاکیزگی سے ایمان واخلاص کو جلا حاصل ہوتی ہے، اس لیے ان امور کا وضو میں خیال رکھنا ضروری ہے۔ عجلت میں اعضاء کے بعض حصے خشک رہ جاتے ہیں۔ یہ تکمیلِ طہارت کے منافی ہے۔ پانی کے خرچ میں احتیاط کے ساتھ اعضاء کی نظافت اور غسل میں استیعاب اور استقصاء ضروری ہے۔

وضو کی ترتیب اور اس کی ضرورت میں خشک سی بحث اہلِ علم میں موجو ہے۔ جہاں تک اس کی عملی صورت کا تعلق ہے، مدۃ العمر میں شاید آنحضرت ﷺ سے ایک دفعہ بھی بلا ترتیب وضو ثابت نہیں ہوا، اس لیے صحیح یہی ہے کہ ترتیب ضروری ہے اور یہ بحث بالکل بے مقصد ہے۔

وضو کا ذکر سورۃ المائدہ میں ہے۔ سورۃ المائدہ ٦ ہجری میں نازل ہوئی اور نماز معراج کی رات کو ١٢ نبوت میں فرض ہوئی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے اسی دن صبح کو جبرائیل نے آنحضرت ﷺ کو وضو سکھایا۔ گویا سورت مائدہ کے نزول سے آٹھ سال پہلے عملاً وضو اسلام میں موجود تھا اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا علی الدوام معمول۔ گویا اصل مسئلہ (وضو) سنت سے ثابت ہوا۔ اخیارِ

امت نے سالہا سال تک بالالتزام اس پر عمل کیا اور طویل عرصے کے بعد قرآن نے سنت کی تائید فرمائی۔ «أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ» کا مطلب اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ اثباتِ احکام میں آنحضرت ﷺ کے اعمال اور ارشادات اسی قدر مؤثر ہیں جس قدر قرآنِ عزیز کی نصوص، بلکہ سنت کو اکثر احکام میں تقدم حاصل ہے۔ قرآن نے مناسب وقت پر سنت کے احکام کی تائید فرما دی۔

وضو سے پہلے دل میں نیت اور ''بسم اللہ'' کا ذکر محدثانہ طریق پر صحت سے ثابت نہیں، لیکن شارع کے ادب اور شریعت کے مزاج سے ظاہر ہے کہ عمل کے لیے نیت ضروری ہے اور اچھے کام سے پہلے اللہ کا نام لینا دستور کے طور پر متعارف ہے، اس لیے ان معروفاتِ عامہ سے وضو کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

پاؤں کا دھونا احادیث میں صراحت سے آیا۔ قرآنِ عزیز میں اس کی صراحت حسبِ قراتِ مشہور معلوم ہے۔ ائمۂ سنت میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا، اس لیے شیعہ کے اختلاف کو یہاں کوئی اہمیت حاصل نہیں، ان کی روش ان مسائل میں دلائل سے زیادہ صحابہ سے عصبیت پر مبنی ہے۔ عَافَانَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ.



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۳۶۱۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٦٢، صحيح مسلم: ٢٧٨]

361- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں استعمال ہوتا رہا۔'' (بخاری، مسلم)

۳۶۲۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلٰى خَيْشُومِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٢٩٥، صحيح مسلم: ٢٣٨]

362- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے سو کر جاگے اور وضو کرے، اسے چاہیے کہ تین دفعہ ناک جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات گزارتا ہے۔''[1] (بخاری، مسلم)

۳۶۳۔ (صحيح) وَقِيلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضي الله عنه: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٤٥]

[1] ناک پر رات گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ دیر تک سوئے رہنے کی وجہ سے ناک میں گندگی جمع ہو جاتی ہے، جس سے سستی سی پیدا ہونا یقینی اور فسادِ ذہن اور قوتِ فکر میں خرابی کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے، ایسے حالات میں شیطان کو اثر ڈالنے میں مدد ملتی ہے اور ذکر وفکر سے روکنا بڑا آسان ہو جاتا ہے۔ «يَبِيتُ عَلٰى خَيْشُومِهِ» کا یہی منشا ہے کہ وہ قوتِ فکر پر قابض ہو جاتا ہے۔ (حجة الله البالغة: ١/ ٢٤٠)

وَالنَّسَائِيُّ [٩٧] وَلِأَبِي دَاوُدَ [١١٨] نَحْوُهُ، ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ

363- عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے؟ انھوں نے پانی منگایا اور ہاتھوں پر پانی ڈالا، دو دو دفعہ پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک صاف کیا، پھر تین دفعہ منہ دھویا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو دفعہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ سے سر کا مسح فرمایا اور ہاتھوں کو اگلی طرف سے پیچھے لے گئے اور پچھلی طرف سے آگے لے آئے، یعنی سر کی اگلی طرف سے گدی تک لے گئے، پھر لوٹا کر وہیں لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ پھر پاؤں دھوئے۔ (مالک، نسائی، ابو داود، جامع الاصول)

٣٦٤۔ (صحيح) وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ: قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ: تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غُرُفَاتٍ مِنْ مَاءٍ. وَفِي أُخْرَى: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. وَفِي أُخْرَى لَهُ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ. [صحيح البخاري: ١٨٥، صحيح مسلم: ٢٣٥]

364- بخاری اور مسلم میں ہے، عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کو کہا گیا: ہمارے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کریں، انھوں نے ایک برتن منگایا اور دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں تین دفعہ دھویا، پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور ایک ہی چلو سے ناک اور منہ میں تین دفعہ پانی ڈالا اور تین دفعہ ایسا ہی کیا۔ پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر پانی نکالا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو

مرتبہ دھوئے۔ پھر پانی نکالا اور سر پر مسح کیا۔ ہاتھوں کو اگلی طرف سے پیچھے لے گئے۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھو ڈالے۔ پھر فرمایا: آنحضرت ﷺ کا وضو اسی طرح تھا اور ایک روایت میں ہے: ہاتھوں کو آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے اگلی طرف، یعنی سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے گدی تک لے گئے۔ پھر وہیں لے آئے جہاں سے شروع فرمایا تھا اور پاؤں دھو ڈالے۔ ایک روایت میں ہے: کلی کی، تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا، ناک جھاڑا اور یہ تین الگ الگ چلوؤں سے کیا۔ ایک اور روایت میں ہے: کلی کی اور ناک میں پانی ایک ہتھیلی سے ڈالا، یہ تین دفعہ کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے: سر پر مسح کیا ایک دفعہ، دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوئے۔ ایک روایت میں ہے: ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں تین دفعہ پانی ڈالا۔

۳۶۵۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً، لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [۱۵۷]

365۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ایک ایک دفعہ وضو کیا، اس سے زیادہ نہیں کیا۔ (صحیح بخاری)

۳۶۶۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [۱۵۸]

366۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً آنحضرت ﷺ نے دو دو دفعہ وضو کیا۔ (بخاری)

۳۶۷۔ (صحیح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ: أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۳۰]

367۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد میں وضو کیا، فرمایا: میں تمھیں آنحضرت ﷺ کا وضو دکھاؤں۔ پھر آپ نے اعضاء کو تین تین دفعہ دھویا۔ (مسلم)

۳۶۸۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوا وَهُمْ عُجَّالٌ، فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۲۴۱]

368- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ واپس آئے، یہاں تک کہ ہم راستے میں ایک پانی پر پہنچے۔ بعض لوگوں نے عصر کی نماز کے لیے جلدی کی اور جلدی ہی میں وضو کیا، ہم جب ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں، چمک رہی تھیں، ان کو پانی نہیں پہنچ سکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کی وجہ سے ویل ہے، وضو پوری طرح کرو۔'' (مسلم)

٣٦٩۔ (صحيح) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٧٤]

369- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے وضو کیا، سر کے اگلے حصے اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔ (مسلم)

٣٧٠۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ: فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٢٦، صحيح مسلم: ٢٦٧]

370- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا: جہاں تک ممکن ہو، آنحضرت ﷺ تمام کاموں میں سیدھی طرف سے کام شروع کرنا پسند فرماتے تھے: وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں اس کا خیال رکھتے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٣٧١۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُوا بِأَيَامِنِكُمْ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٨٦٥٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٤١]

371- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کوئی چیز پہنو یا وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔'' (احمد، ابوداود)

٣٧٢۔ (حسن لغيره) وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٩٤١٨] وَابْنُ مَاجه [٣٩٨] وَرَوَاهُ

أَحْمَدُ [٩٤١٨] وَأَبُو دَاوُدَ [١٠١] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَالدَّارِمِيُّ [٧١٨] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، وَزَادُوا فِي أَوَّلِهِ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا وُضُوءَ لَهُ».

372- سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص (وضو کے شروع میں) اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) لیکن احمد اور ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور دارمی نے ابوسعید خدری سے وہ اپنے باپ سے اور اس کے شروع میں یہ اضافہ کیا کہ جس نے وضو نہ کیا اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔

٣٧٣۔ (صحيح) وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٤٢] وَالتِّرْمِذِيُّ [٧٨٨] وَالنَّسَائِيُّ [٨٧]، وَرَوَى ابْنُ مَاجَه [٤٠٧] وَالدَّارِمِيُّ [٧٣٢] إِلَى قَوْلِهِ: «بَيْنَ الْأَصَابِعِ».

373- لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کی بابت فرمائیں۔ فرمایا: ''وضو کی تکمیل کرو اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو، اگر روزہ ہو تو احتیاط مناسب ہے۔'' (ابو داود، ترمذی، نسائی) لیکن ابن ماجہ اور دارمی میں انگلیوں کے خلال تک مذکور ہے۔

٣٧٤۔ (صحيح لغيره) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٩]. وَرَوَى ابْنُ مَاجَه [٤٤٧] نَحْوَهُ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

374- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے۔

٣٧٥۔ (صحيح لغيره) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٤٠] وَأَبُو دَاوُدَ [١٤٨] وَابْنُ مَاجَه [٤٤٦]

375- مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وضو فرماتے تو اپنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کو ملتے۔ (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ)

٣٧٦۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ: «هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٤٥]

376- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے، ایک ہاتھ میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اپنی ڈاڑھی کا خلال فرماتے اور فرمایا: ''میرے اللہ نے مجھے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔'' (ابو داود)

٣٧٧۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٩] وَالدَّارِمِيُّ [٧٣١]

377- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت رضی اللہ عنہما ڈاڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی، دارمی)

٣٧٨۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهُورِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيفَ كَانَ طُهُورُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٤٨] وَالنَّسَائِيُّ [٩٦]

378- ابو حیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے وضو کیا، پہلے ہاتھ کو اچھی طرح صاف کیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا، تین دفعہ منہ دھویا اور تین ہی دفعہ بازو دھوئے اور ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوئے، پھر کھڑے ہو کر وضو سے بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا: میں نے مناسب سمجھا تمھیں بتاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو فرماتے تھے۔ (ترمذی، نسائی)

٣٧٩۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: نَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ حِينَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَمَلَأَ فَمَهُ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى، فَعَلَ

هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طُهُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهَذَا طُهُورُهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٧٢٨]

379- عبد خیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم بیٹھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو فرماتے دیکھ رہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا، منہ کو بھر کر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور اسے بائیں ہاتھ سے جھاڑا، تین دفعہ اسی طرح کیا۔ پھر فرمایا: جسے پسند ہو کہ آنحضرت ﷺ کا وضو دیکھے تو وہ یہی ہے۔

٣٨٠۔ (صحيح) وَعَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ، فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١١٩] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٨]

380- عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا، ایک ہاتھ سے منہ اور ناک میں تین دفعہ پانی ڈالا۔ (ابو داود، ترمذی)

٣٨١۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ: بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [١٠٢]

381- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے سر اور کانوں کے اندر کی جانب دونوں تسبیح کی انگلیوں سے مسح فرمایا اور باہر کی جانب نر انگشت سے۔ (نسائی)

٣٨٢۔ (حسن) وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضي الله عنها: أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ، قَالَتْ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ أُصْبُعَيْهِ فِي جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٢٩، ١٣١]، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ [٣٤] الرِّوَايَةَ الْأُولَى وَأَحْمَدُ [٢٧٠١٥] وَابْنُ مَاجه [٤٤١] الثَّانِيَةَ.

382- ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انھوں نے آنحضرت ﷺ کو وضو فرماتے دیکھا، آپ ﷺ نے سر کی اگلی اور پچھلی جانب اور دونوں کنپٹی اور دونوں کانوں پر ایک دفعہ مسح کیا۔ ایک روایت میں ہے: آپ نے وضو کیا اور اپنی دونوں انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔ پہلی روایت ابو داود و ترمذی اور دوسری روایت احمد و ابن ماجہ میں ہے۔

٣٨٣۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ

مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٥] وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٣٦] مَعَ زَوَائِدَ.

383- عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا مسح پانی سے کیا، یہ پانی ہاتھوں کے سابقہ پانی کے علاوہ تھا۔ (ترمذی، ومسلم مع اضافہ)

٣٨٤۔ (صحيح لغيره وما تحته خط فضعيف) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه: ذَكَرَ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ وَقَالَ: الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٤٤٤] وَأَبُو دَاوُدَ [١٣٤] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٧] وَذَكَرَا: قَالَ حَمَّادٌ: لَا أَدْرِي: «الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ» مِنْ قَوْلِ أَبِي أُمَامَةَ أَمْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم.

384- ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر فرمایا، آپ آنکھوں کے گوشے میں مسح فرماتے اور کہتے: کان سر کا حصہ ہے۔ (ابن ماجہ، ابو داود، ترمذی) اور ان دونوں نے ذکر کیا: میں نہیں جانتا "اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ" ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔

٣٨٥۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [١٤٠] وَابْنُ مَاجَه [٤٢٢] وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ [١٣٥] مَعْنَاهُ.

385- عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں: ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وضو کے متعلق دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین دفعہ اعضاء دھو کر بتایا۔ پھر فرمایا: "وضو اسی طرح ہے، جو اس سے زیادہ دفعہ دھوئے، اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔" (نسائی، ابن ماجہ) ابو داود نے اس کا معنی روایت کیا۔

٣٨٦۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ، قَالَ: أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: «إِنَّه سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٠٥٥٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٩٦] وَابْنُ مَاجَه [٣٨٦٤]

386- عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا، وہ دعا مانگتے تھے، اے اللہ! میں مانگتا

ہوں، سفید محل جنت کی دائیں طرف۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا! اللہ سے صرف جنت مانگو اور آگ سے پناہ طلب کرو، میں نے حضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ''میری امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو وضو اور دعا میں حد سے زیادہ گزر جائیں گے۔'' (احمد، ابو داود، ابن ماجہ)

٣٨٧۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٥٧] وَابْنُ مَاجَه [٤٢١]، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ، وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا.

387- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے بیان فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کا ایک خاص شیطان ہے، جسے ولہان[1] کہا جاتا ہے، پانی کے وسوسوں سے بچو۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے اور اہلِ حدیث کی نظر میں اس کی سند قوی نہیں، کیونکہ خارجہ کے سوا کسی نے اسے مسنداً بیان نہیں کیا اور خارجہ اصحابِ اہلِ حدیث کی نگاہ میں قوی نہیں ہے۔

٣٨٨۔ (ضعيف) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٥٤]

388- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا، جب وضو فرماتے تو کپڑے کے کونے سے منہ صاف فرما لیتے۔ (ترمذی)

٣٨٩۔ (حسن لغيره) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا أَعْضَاءَهُ بَعْدَ الْوُضُوءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٥٣] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ، وَأَبُو مُعَاذٍ الرَّاوِي ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

389- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا، جس سے وضو کے بعد اعضاء خشک فرماتے تھے۔ (ترمذی) اور کہا: یہ حدیث قابلِ حجت نہیں، ابو معاذ اہلِ حدیث کے نزدیک ثقہ نہیں۔

---

[1] ''ولہ'' کے معنی حیران ہونا ہیں، ''ولہان'' مبالغے کا صیغہ ہے، جس کے معنی بہت حیران کرنے کے ہیں، یہ شیطان وضو میں مغالطہ ڈال کر حیران کر دیتا ہے، اس لیے اسے ولہان کہا گیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٣٩٠۔ **(ضعيف)** عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدٌ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ جَابِرٌ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٤٥] وَابْنُ مَاجه [٤١٠]

390- ثابت بن ابی صفیہ فرماتے ہیں: میں نے امام باقر سے کہا: کیا آپ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے وضو ایک ایک دفعہ بھی کیا ہے اور دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ بھی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٣٩١۔ **(لا أصل له)** وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ: هُوَ نُورٌ عَلَى نُورٍ.

391- عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے دو دو دفعہ وضو فرمایا اور کہا: یہ نور علی نور ہے۔

٣٩٢۔ **(حسن لغيره)** وَعَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: «هَذَا وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي، وَوُضُوءُ إِبْرَاهِيمَ». رَوَاهُمَا رَزِينٌ، وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَ الثَّانِيَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ.

392- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین تین دفعہ وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''میرا اور پہلے انبیاء علیہم السلام کا یہی وضو ہے اور یہی حضرت ابراہیم کا وضو تھا۔'' دونوں احادیث رزین نے روایت کیں اور دوسری کو امام نووی نے مسلم کی شرح میں ضعیف قرار دیا ہے۔

٣٩٣۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكَانَ أَحَدُنَا يَكْفِيهِ الْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٧٤٧]

393- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ ہر نماز کے لیے وضو فرماتے اور ہمارے لیے جب تک وضو ٹوٹ نہ جائے ایک وضو کافی ہے۔ (دارمی)

٣٩٤۔ **(حسن)** وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ وُضُوءَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ

طَاهِرٍ، عَمَّنْ أَخَذَهُ؟ فَقَالَ: حَدَّثَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْغَسِيلِ حَدَّثَهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ. قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً عَلَى ذَلِكَ، فَفَعَلَهُ حَتَّى مَاتَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٩٦٠]

394- عبداللہ بن یحییٰ بن حبان فرماتے ہیں: میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے لیے وضو فرماتے ہیں، پہلے وضو ہو یا نہ ہو، انھوں نے یہ کہاں سے لیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اسماء بنت زید بن خطاب نے ان کو بتایا تھا کہ عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم فرمایا گیا تھا، بے وضو ہوں یا وضو سے۔ جب آپ ﷺ کو اس میں مشقت محسوس ہوئی تو ہر نماز کے لیے آپ کو مسواک کا حکم فرمایا گیا اور اگر حدث (وضو ٹوٹنا) نہ ہو تو معاف فرما دیا گیا۔ حضرت عبداللہ اپنے آپ میں قوت محسوس فرماتے تھے، آپ نے اپنے انتقال تک اس پر عمل فرمایا۔ (احمد)

٣٩٥- (**حسن**) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: «مَا هَذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ؟» قَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ سَرَفٌ؟! قَالَ: «نَعَمْ! وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٧٠٦٥] وَابْنُ مَاجَه [٤٢٥]

395- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ ایک دن سعد کے پاس سے گزرے اور سعد وضو فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعد یہ اسراف کیوں ہو رہا ہے؟'' سعد نے کہا: حضرت! وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟! فرمایا: ''ہاں اگر چہ تم نہر پر بیٹھے ہو۔'' (احمد، ابن ماجہ)

٣٩٦- (**موضوع**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهم أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّه لَمْ يُطَهِّرْ إِلَّا مَوضِعَ الْوُضُوءِ». [سنن الدارقطني: ١/ ٧٤]

397- ابو ہریرہ، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام لے، اس نے اپنا پورا جسم پاک کر لیا اور جس نے اللہ کا نام

نہیں لیا، اس نے صرف وضو کے اعضاء پاک کیے۔‘‘

۳۹۷۔ **(ضعیف)** وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلَاةِ حَرَّكَ خَاتَمَهُ فِي أُصْبُعِهِ. رَوَاهُمَا الدَّارَقُطْنِيُّ [۳۱۱]. وَرَوَى ابْنُ مَاجَه [٤٤٩] الْآخِيرَ.

397۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو انگوٹھی کو انگشت پر ہلا لیتے۔ دونوں حدیثیں دارقطنی میں ہیں، لیکن ابن ماجہ میں آخری روایت موجود ہے۔



بَابُ الْغُسْلِ

غسل کرنے کا بیان

پاکیزگی اور ستھرا رہنا اسلام میں بہت ہی پسندیدہ فعل ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

''اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور زیادہ ستھرا رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

آیت میں ستھرا رہنے کو توبہ کے برابر مرتبہ دیا گیا ہے۔

شریعت میں طہارت کی تین قسمیں ہیں: حدث سے طہارت، یعنی ایسی گندگی جسے شریعت نے گندگی شمار فرمایا ہو، جیسے: حیض، جنابت اور بے وضو ہونا۔ ان صورتوں میں گو جسم یا اس کے بعض حصوں پر ظاہراً کوئی پلیدی نہ ہو۔ تاہم غسل یا وضو کے ذریعے سے پاک ہونا شرعاً ضروری ہے۔

جسم کپڑے یا مکان پر کوئی گندگی لگی ہو تو اسے صاف کرنا۔ اسے دور کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے پاک پانی سے دھویا جائے اور وہ گندگی دور کر دی جائے۔

جو گندگیاں جسم ہی سے پیدا ہوتی ہیں، میل، ناخن، زیرِ ناف بال اور بغلوں وغیرہ کے بال ان کی پاکیزگی کے لیے جو صورت اسلام نے مقرر فرمائی ہے، اس طرح انھیں پاک کرنا چاہیے۔

حدث کی پہلی صورت میں گو بظاہر جسم پر کوئی گندگی معلوم نہیں ہوتی، لیکن پاک روحیں اور قدسی طبائع اس حالت کو ناپسند کرتی ہیں اور انھیں ایسی حالت سے نفرت ہوتی ہے اور اس سے مخلصی کو طہارت سمجھتے ہیں۔ مثلاً: جنابت سے غسل تمام آسمانی مذاہب میں معمول بہ ہے۔

بعض خاص حالات میں پورے غسل کی جگہ تیمّم ضروری ہے۔ ان حالات اور ان کی اصلاح کی صورت کا یقین شارع علیہ السلام کی مرضی پر موقوف ہے۔ چنانچہ جنابت کی تمام صورتوں اور حیض کے لیے غسل واجب فرمایا اور اس کے علاوہ حدث کی صورتوں میں وضو کو مقرر فرمایا۔

اگر کوئی جرمی پلیدی جسم کے ساتھ لگی ہو تو اسے دھو لینے کی ہدایت فرمائی۔

ناخن اور بال وغیرہ مناسب وقت پر اتارنا ضروری ہے۔ اگر جسم پر میل وغیرہ ہو تو پسند فرمایا کہ اسے دھو دیا جائے یا غسل کر لیا جائے، مگر اس میں کوئی چیز فرض نہیں۔

مجامعت بلا انزال میں علماء کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے، جمہور ائمہ کا خیال ہے کہ جماع کسی بھی صورت میں ہو، اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حدیث: « إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ »[1] الخ. جمہور کی دلیل ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ غسل کر لیا جائے۔

بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ مجامعت بدون انزال میں غسل فرض نہیں۔ وہ حدیث « اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ »[2] سے استدلال فرماتے ہیں۔ خواب کے متعلق شارع نے اس علت کو واضح فرمایا ہے اور غسل کی علت اور مدار رطوبت کو قرار دیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ غسل میں اصل اہمیت رطوبت اور بَلَل کو حاصل ہے۔ حدیث « اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ » میں خواب کا ذکر ہی نہیں، اس لیے دلیل کے لحاظ سے یہ مسلک زیادہ صحیح ہے۔ حضرت عثمان، حضرت علی، طلحہ، زبیر، ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ "إِذَا جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالُوْا: يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ"[3] یعنی جماع سے مادہ کا خروج نہ ہو تو نماز کی طرح وضو کرے اور استنجا کرے۔ امام بخاری اور بعض ائمہ حدیث نے اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے۔ دلائل پر غور کے بعد جس راہ پر طبیعت مطمئن ہو، اس پر عمل کیا جائے۔

---

1. صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٩١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٤٨)
2. صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٤٣)
3. صحيح البخاري، رقم الحديث (١٧٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٤٧)

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۳۹۸۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٢٩١، صحيح مسلم: ٣٤٨]

398- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب (انسان) بیٹھے عورت کی، چار شاخوں میں (دو ہاتھ، دو پاؤں) پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا، گو انزال نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

۳۹۹۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٤٣]. قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رحمه الله: هٰذَا مَنْسُوخٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الِاحْتِلَامِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١١٢] وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ.

399- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پانی پانی[1] سے ہے۔ (یعنی غسل کا پانی منی کے پانی کی وجہ سے استعمال کرنا واجب ہوگا۔)'' (مسلم) بغوی فرماتے ہیں: یہ حدیث منسوخ ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ حدیث احتلام کے متعلق ہے۔ (ترمذی) اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیحین میں مجھے نہیں ملی۔

۴۰۰۔ (صحيح) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ»، فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ:

---

[1] اس مضمون پر ہم شروع باب میں مختصر نوٹ لکھ آئے ہیں، حدیث «إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ» بالاتفاق صحیح ہے۔ «اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» والی حدیث گو صحیح ہے مگر اس قدر صحیح نہیں جیسے پہلی، اس لیے احتیاط بھی اسی میں ہے اور صحت بھی اسی سے ظاہر ہے۔ اب جس مسلک پر کوئی عمل کر لے درست ہے، دلائل دونوں طرف موجود ہیں۔ باقی رہا اس کے نسخ کا دعویٰ کرنا تو وہ صحیح نہیں ہے، اس کے لیے تاریخی لحاظ سے کوئی یقینی ثبوت ملنا ضروری ہے اور وہ نہیں ہے۔ ''وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ.''

«نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٣٠، صحيح مسلم: ٣١٣] وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةِ أُمِّ سُلَيْمٍ: «أَنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ؛ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ». [صحيح مسلم: ٣١١]

400- ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ام سلیم نے کہا: حضرت! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر نہانا ضروری ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر پانی (منی) نظر آئے تو غسل ضروری ہے۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم سے) منہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں! تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اولاد میں مشابہت کہاں سے آتی ہے؟'' (بخاری، مسلم) مسلم نے ام سلیم کی روایت سے یہ اضافہ فرمایا ہے کہ ''آدمی کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، جو بھی غالب ہو یا پہلے خارج ہو اسی کی مشابہت غالب ہوتی ہے۔''

٤٠١۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٤٨، صحيح مسلم: ٣١٦]

401- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جب آنحضرت ﷺ جنابت سے غسل فرماتے، پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔ پھر انگلیاں پانی میں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے۔ پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ پانی ڈالتے۔ پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے۔ (بخاری، مسلم) مسلم میں ہے: برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے اور استنجا کرتے۔ پھر وضو فرماتے۔

٤٠٢۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ، وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ فَرْجَهُ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ،

وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. [صحيح البخاري: ٢٧٦، صحيح مسلم: ٣١٧]

402- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا اور آپ کو کپڑے سے پردہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور شرمگاہ کو دھویا۔ پھر ہاتھ زمین پر ملا اور اسے دھویا۔ پھر سر پر اور سارے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اس جگہ سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے، میں نے آپ کو کپڑا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ کے ساتھ بدن سے پانی صاف کرتے ہوئے چلے گئے۔ (بخاری، مسلم)

٤٠٣۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ: فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ. قَالَ: « خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا » قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: « تَطَهَّرِي بِهَا » قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ، تَطَهَّرِي بِهَا »، فَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣١٤، صحيح مسلم: ٣٣٢]

403- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک انصاری عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض سے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل کا طریقہ بتایا۔ پھر فرمایا: ''ایک روئی کا پھوندا جسے کستوری لگی ہو لے لو اور اس سے طہارت کرو۔'' اس نے کہا: کیسے طہارت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت کرو۔'' اس نے کہا: کیسے طہارت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ پاک ہے، اس سے طہارت کرو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا: جہاں سے خون نکلتا ہے، اسے وہاں رکھو۔ (بخاری، مسلم)

٤٠٤۔ (صحيح) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: « لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٣٠]

404- ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سر کے بال سخت گوندھتی

ہوں۔ کیا میں غسلِ جنابت کے لیے انھیں کھول دیا کروں؟ فرمایا: ”نہیں، تمھارے لیے کافی ہے کہ سر پر تین دفعہ پانی ڈال کر پھر باقی جسم پر پانی ڈال لو اور پاک ہو جاؤ۔“ (مسلم)

٤٠٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٠١، صحيح مسلم: ٣٢٥]

405- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ ایک مُد پانی سے وضو فرماتے تھے اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک۔[1] (بخاری، مسلم)

٤٠٦۔ (صحيح) وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَيُبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ: دَعْ لِي دَعْ لِي، قَالَتْ: وَهُمَا جُنُبَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٦١، صحيح مسلم: ٣٢١]

406- معاذہ رحمہا اللہ فرماتی ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اور آنحضرت ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے جو درمیان رکھا ہوتا، آپ ﷺ غسل میں مجھ سے جلدی فرماتے، مجھے کہنا پڑتا: میرے لیے بھی پانی رہنے دیجیے اور وہ دونوں جنبی ہوتے۔[2] (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٤٠٧۔ (حسن لغيره) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قَالَ: «يَغْتَسِلُ» وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا، قَالَ: «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ» قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى

---

[1] صاع اور مد دونوں پیمانوں کے نام ہیں۔ مد آج کے حساب سے گیارہ چھٹانک ہوتا ہے اور صاع ۴۴ چھٹانک، یعنی پونے تین سیر۔ پیمانوں کی مقدار میں اختلاف ہے۔ مختلف اوقات میں حکومتیں اپنی ضروریات کے لیے ایسا کرتی رہیں، اسی لیے آج اس کا اثر موجود ہے۔ مدینہ منورہ میں جو صاع مستند طور پر آ رہا ہے اس کی مقدار یہی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

[2] اکٹھے بیٹھ کر میاں بیوی کا غسل کرنا، بعض حلقوں میں اس پر تعجب ہوتا ہے۔ دراصل ان عادات کا تعلق ہر ملک کے معاشرے سے ہے۔ آج مغربی ممالک میں جو آزادی یا آوارگی ہم دیکھتے ہیں، یہ اپنی جگہ غلط ہو یا صحیح، لیکن وہاں کے سب لوگ بدمعاش نہیں ہیں۔ عرب معاشرے میں بھی میاں بیوی کے تعلقات میں از بس بے تکلفی تھی، مگر یہ کسی عیاشی پر مبنی نہ تھی، بلکہ ایک عادت ہو چکی تھی۔

ذَلِكَ غُسْلٌ؟ قَالَ: «نَعَم، إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ». رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ [١١٣] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٣٦]، وَرَوَى الدَّارِمِيُّ [٧٩١] وَابنُ مَاجه [٦١٢] إِلَى قَولِهِ: «لَا غُسلَ عَلَيهِ».

407- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کپڑے پر نمی کے آثار پائے، لیکن اسے خواب یاد نہ ہو۔ فرمایا: ''اسے غسل کرنا چاہیے۔'' اور ایک آدمی کو خواب تو یاد ہے، مگر اس کے کپڑوں پر نمی کا نشان نہیں، فرمایا: ''اس پر غسل ضروری نہیں۔'' تو اس پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر عورت ایسا دیکھے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا؟ فرمایا: ''ہاں، عورتیں شریعت میں مردوں کی فرع ہیں۔'' (ترمذی، ابوداود) لیکن دارمی اور ابن ماجہ میں یہ حدیث «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ» تک ہے۔

٤٠٨- (**صحيح**) وَعَن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسلُ». فَعَلتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاغتَسَلنَا. رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ [١٠٨، ١٠٩] وَابنُ مَاجه [٦٠٨]

408- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب شرم گاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے اس تعلق کے بعد غسل کیا۔[1] (ترمذی، ابن ماجہ)

٤٠٩- (**ضعيف**) وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَحتَ كُلِّ شَعرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغسِلُوا الشَّعرَ وَأَنقُوا الْبَشَرَةَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤٨] وَالتِّرمِذِيُّ [١٠٦] وَابنُ مَاجه [٥٩٧]، وَقَالَ التِّرمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَالْحَارِثُ بنُ وَجِيهٍ الرَّاوِي وَهُوَ شَيخٌ لَيسَ بِذَاكَ.

409- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے، بالوں کو دھو ڈالو اور چمڑے کو صاف کرو۔'' (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب

[1] عقدِ نکاح کے بعد میاں بیوی میں اس اجتماعی تعلق کا پایا جانا قدرتی اور فطری امر ہے، اولاد کی پیدائش اور اسی ضمن کی تقریبات اس کی زندہ شہادت ہیں، مگر بعض خاندان اور کنبے باہم گفتگو میں اس کا ذکر کھلے طور پر کرتے ہیں، بعض ہچکچا کر، یہ اپنی اپنی عادات ہیں، معاشرے میں جس قدر محبت اور حسنِ معاشرت ہو اسی قدر ان باتوں کا حجاب کم ہوتا جاتا ہے، بیوقوف اور غیر مانوس معاشرے اسے بے حجابی پر محمول کرتے ہیں، یہ غلط ہے۔

ہے اور حارث بن وجیہ راوی کمزور ہے۔

٤١٠۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ». قَالَ عَلِيٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤٩] وَأَحْمَدُ [٧٩٤] وَالدَّارِمِيُّ [٧٧٨] إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا: "فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي".

410- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جنابت کے غسل میں ایک بال کے برابر جگہ عمداً نہ دھوئے، آگ میں اسے ایسے ایسے جلایا جائے گا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی لیے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی، یہ فقرہ تین دفعہ فرمایا: یعنی سر منڈا ڈالا۔ (ابو داود) احمد اور دارمی نے ''مِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي.'' کو مکرر ذکر نہیں فرمایا۔

٤١١۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٠٧] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٥٠] وَالنَّسَائِيُّ [٢٥٢] وَابْنُ مَاجَه [٥٧٩].

411- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی، ابو داود، نسائی، ابن ماجہ)

٤١٢۔ (ضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ، يَجْتَزِءُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٥٦]

412- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ سر دھوتے وقت خطمی پر کفایت فرماتے اور مزید پانی نہ ڈالتے۔ (ابو داود)

٤١٣۔ (صحيح) وَعَنْ يَعْلَى رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَ التَّسَتُّرَ؛ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٠١٢] وَالنَّسَائِيُّ [٤٠٦] وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ سِتِّيرٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ».

413- حضرت یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے: آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کو میدان میں غسل فرماتے دیکھا، سو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا پردہ پوش ہے۔ حیا اور

پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے، جب تم غسل کرو تو پردہ کرو۔" (ابوداود) لیکن نسائی کی روایت میں ہے۔"اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، جب تم سے کوئی غسل کا ارادہ کرے تو اسے کسی چیز کی اوٹ کر لینی چاہیے۔"

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤١٤۔ (صحيح) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا. رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ [١١٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٢١٤] وَالدَّارِمِيُّ [٧٨٦]

414- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ پھر اس سے منع فرما دیا گیا۔ (ترمذی، ابوداود، دارمی)

٤١٥۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ، فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَأَكَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [١٣٨]

415- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے جنابت سے غسل کے بعد نمازِ فجر ادا کر لی تو مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس پر گیلا ہاتھ پھیر دیتے تو کافی تھا۔" (ابن ماجہ)

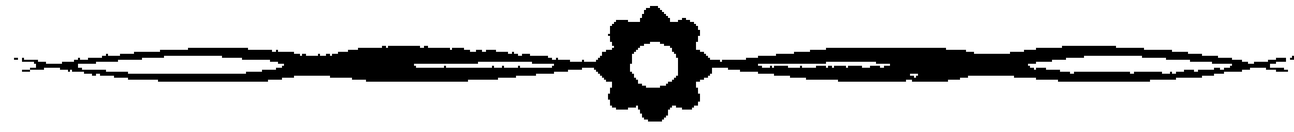
٤١٧۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً، وَغَسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤٧]

416- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (شروع میں) نمازیں پچاس فرض تھیں اور جنابت سے غسل سات دفعہ، کپڑے سے پیشاب بھی سات دفعہ دھونا ضروری تھا۔ آنحضرت ﷺ اس میں کمی کے لیے کوشش فرماتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ کر دی گئیں اور کپڑے کا دھونا اور جنابت کا غسل ایک دفعہ کر دیا گیا۔ (ابوداود)

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهٗ

جنبی سے میل جول کہاں تک درست ہے؟

جنابت شرعاً پلیدی ہے، پلید چیز سے پرہیز فطرتاً ضروری ہے۔ ملنے جلنے سے پلیدی ایک دوسرے تک پہنچ سکتی ہے۔ جرمی نجاست میں تو یہ بالکل ظاہر ہے، حکمی نجاست کا بھی یہی حکم ہے، یا اس سے کچھ مختلف۔ اسی وضاحت کے لیے یہ باب منعقد کیا گیا ہے کہ حکمی پلیدی، جرمی پلیدی سے اس لحاظ سے مختلف ہے، اس میں باہم اختلاط سے پلیدی متعدی نہیں ہوتی۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤١٧۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟!» فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ». هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: فَقُلْتُ لَهُ: لَقَدْ لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ. وَكَذَا الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى.

[صحيح البخاري: ٢٨٥، صحيح مسلم: ٣٧١]

417- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت ﷺ ملے، میں جنبی تھا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، میں حضرت کے ہمراہ چلتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ بیٹھ گئے، میں موقع پا کر کھسک گیا، اپنے ڈیرے پر آ کر میں نے غسل کیا، میں پھر گیا، حضرت ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! کہاں گئے تھے؟'' میں نے اپنا عذر بتایا۔ فرمایا: ''اللہ پاک ہے! مومن پلید نہیں ہوتا۔'' یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ مسلم میں اس کا معنی موجود ہے، اس میں ''قُلْتُ لَهُ'' (میں نے اپنا عذر بیان کیا) کے بعد یہ اضافہ کیا ہے، آپ ﷺ مجھے ملے، میں جنبی تھا، میں نے غسل سے پیشتر آپ کے پاس بیٹھنا نا پسند کیا۔ بخاری کی دوسری روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

٤١٨۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٩٠، صحيح مسلم: ٣٠٦]

418- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ذکر فرمایا: وہ رات اکثر جنبی ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: ''وضو اور استنجا کر کے سو جاؤ۔'' (بخاری، مسلم)

٤١٩۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٢٨، صحيح مسلم: ٣٠٥]

419- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ جنابت کی حالت میں اگر کھانے یا سونے

کا ارادہ فرما لیتے تو نماز کی طرح وضو فرما لیتے۔ (بخاری، مسلم)

٤٢٠۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٠٨]

420- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے کوئی اپنے اہل کے پاس پھر دوبارہ جانا چاہے تو اسے دونوں دفعہ کے درمیان وضو کر لینا چاہیے۔'' (مسلم)

٤٢١۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٠٩]

421- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سب بیویوں کے پاس پھرتے اور ایک ہی دفعہ غسل فرما لیتے۔ (مسلم)

٤٢٢۔ **(صحيح)** وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٧٣]، وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَذْكُرُهُ فِي كِتَابِ الْأَطْعِمَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

422- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ (مسلم) اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ذکر کتاب الاطعمہ میں آئے گا۔ (إن شاء الله)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٤٢٣۔ **(حسن)** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا. فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٦٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٦٨] وَابْنُ مَاجَه [٣٧٠]. وَرَوَى الدَّارِمِيُّ [٧٦١] نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٢٥٨] عَنْهُ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ.

423- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے ایک بڑے برتن میں غسل فرمایا، جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کا ارادہ فرمایا تو بیوی نے کہا: حضرت! میں تو جنبی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی جنبی نہیں ہوتا۔'' (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ، دارمی) شرح السنۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بواسطہ میمونہ ذکر فرمایا۔

٤٢٤۔ (ضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِي قَبْلَ أَنْ أَغْتَسِلَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٥٨٠]، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ [١٢٣] نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٢٦٢] بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ.

424- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ جنابت سے غسل فرماتے، پھر میرے پاس گرمی حاصل فرماتے، میں نے ابھی غسل نہ کیا ہوتا۔ (ابن ماجہ، ترمذی، شرح السنۃ بلفظ المصابیح)

٤٢٥۔ (ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٢٩] وَالنَّسَائِيُّ [٢٦٥]، وَرَوَى ابْنُ مَاجه [٥٩٤] نَحْوَهُ.

425- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے: آنحضرت ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو ہمیں قرآن پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے اور جنابت کے علاوہ آپ ﷺ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی۔ (ابو داود، نسائی، ابن ماجہ)

٤٢٦۔ (منكر) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٣١]

426- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”حائضہ اور جنبی قرآن بالکل نہ پڑھیں۔“ (ترمذی)

٤٢٧۔ (ضعيف) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «وَجِّهُوا هٰذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٣٢]

427- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”گھروں کے دروازے مسجد سے پھیر لو، میں حائض اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔“ (ابو داود)

٤٢٨۔ (صحيح لغيره وما تحته خط ضعيف) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٢٢٧] وَالنَّسَائِيُّ [٢٦١]

428- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں تصویر یا کتا یا

جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے۔'' (ابو داود، نسائی)

٤٢٩. (**حسن لغيره**) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤١٨٠]

429- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''رحمت کے فرشتے تین آدمیوں کے قریب بھی نہیں جاتے: ① کافر کی لاش۔ ② خلوق (عورتوں کی خوشبو) لگانے والا، ③ اور جنبی بلا وضو۔ (ابو داود)

٤٣٠. (**صحيح لغيره**) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رضي الله عنه: أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: «أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٦٨٠] وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٤٣٩]

430- عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ بن محمد بن عمرو بن حزم نے فرمایا: جو خط آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم کو لکھا، اس میں یہ ارشاد تھا: ''قرآن کو صرف پاک لوگ مساس کریں۔'' (مالک، دارقطنی)

٤٣١. (**ضعيف**) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فِي حَاجَةٍ، فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ فِي سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ، فَلَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، حَتَّى كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السِّكَّةِ، ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ، وَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طُهْرٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٣٣٠]

431- نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کی ایک ضرورت کے لیے گیا، جب انھوں نے اپنی ضرورت پوری فرمائی تو اس دن انھوں نے ایک حدیث سنائی، فرمایا: ایک آدمی مدینہ کی بعض جگہوں سے گزرا اور آنحضرت ﷺ سے ملا، آنحضرت ﷺ پیشاب یا پاخانہ سے واپس تشریف لا رہے تھے، اس آدمی نے حضرت ﷺ کو سلام کہا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ آدمی قریب کوچے میں چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے

اور انھیں اپنے منہ پر ملا، پھر دوسری دفعہ مار کر بازوؤں پر مسح فرمایا، پھر اس آدمی کو سلام کا جواب دیا۔ فرمایا: ''سلام کے جواب میں مجھے کوئی مانع نہ تھا، صرف میں پاک اور با وضو نہ تھا۔'' (ابو داود)

٤٣٢۔ (صحيح) وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ رضي الله عنه: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ، وَقَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٧]. وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٣٨] إِلَى قَوْلِهِ: حَتَّى تَوَضَّأَ، وَقَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ.

432- مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے، میں نے سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور معذرت کی کہ طہارت کے بغیر مجھے اللہ کا ذکر نا پسند ہے۔ (ابو داود) لیکن نسائی نے وضو تک حدیث ذکر فرمائی اور کہا جب آپ ﷺ نے وضو کر لیا تو سلام کا جواب دے دیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤٣٣۔ (ضعيف) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٤٧٩٩]

433- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ جنبی ہوتے، سو جاتے، پھر جاگتے، پھر سو جاتے۔ (احمد)

٤٣٤۔ (ضعيف) وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ، فَسَأَلَنِي فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي فَقَالَ: لَا أُمَّ لَكَ! وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْرِيَ؟ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جِلْدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ يَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤٦]

435- شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب جنابت سے غسل فرماتے، دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات دفعہ پانی ڈالتے۔ پھر استنجا فرماتے، ایک دفعہ حضرت رضی اللہ عنہما بھول گئے کہ آپ

نے کتنی دفعہ پانی ڈالا تو مجھ سے پوچھا، میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا: تیری ماں نہ رہے! تم نے کیوں نہیں جانا؟ پھر آپ رضی اللہ عنہا نماز کی طرح وضو فرماتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔ پھر فرماتے آنحضرت ﷺ اسی طرح طہارت فرمایا کرتے تھے۔ (ابو داود)

٤٣٥۔ (حسن) وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا آخِرًا؟ قَالَ: «هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٣٨٧٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٢١٩]

435- ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ ایک دن تمام بیویوں کے پاس پھرے اور ہر ایک کے پاس غسل فرمایا، میں نے عرض کی: آپ اسے آخر میں ایک ہی غسل کر لیتے۔ فرمایا: ''یہ بہت پاکیزہ، بہت پسندیدہ اور بہت ستھرا ہے۔''[1] (احمد، ابو داود)

٤٣٦۔ (صحيح) وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُورِ الْمَرْأَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٨٢] وَابْنُ مَاجَه [٣٧٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [٦٤]: وَزَادَ: أَوْ قَالَ: بِسُؤْرِهَا. وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

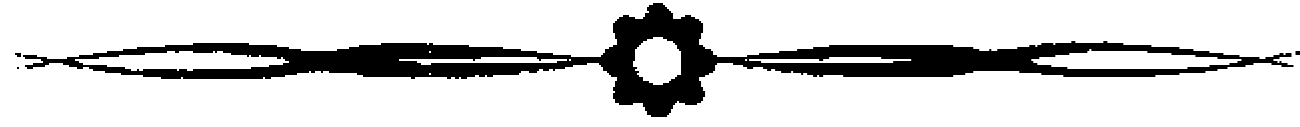
436- حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ (ابو داود، ابن ماجہ) ترمذی نے زیادہ کہا: نہ ہی اس کے جوٹھے پانی سے وضو درست ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٤٣٧۔ (صحيح) وَعَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ. زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٨١] وَالنَّسَائِيُّ [٢٣٨]، وَزَادَ أَحْمَدُ [٢٣١٣٢] فِي أَوَّلِهِ: نَهَى أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلٍ. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٣٧٤] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ.

---

[1] ہماری زندگی میں یہ پہلو عموماً پوشیدہ رہتا ہے، آنحضرت ﷺ اپنی زندگی کے اس پہلو کو عموماً بہ قدرِ ضرورت نمایاں کرتے تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس پر عمل کریں، اسی لیے اسے چھپانے کی کوشش نہیں فرمائی۔

437- حمید حمیری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ایک آدمی کو ملا، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چار سال تک رہا تھا۔ اس نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے، یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ مسدد نے زیادہ کہا کہ دونوں اکٹھا پانی لے لیں۔ ابو داود، نسائی۔ احمد نے اس کے شروع میں یہ لفظ بڑھائے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں، یا غسل خانہ میں پیشاب کریں۔ (ابن ماجہ، عبدالرحمان بن سرجس سے)



بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکام

پلیدی سے پرہیز اور اجتناب انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور اگر نجاست کہیں پائی جائے تو اس کا ازالہ بھی بالکل فطری امر ہے۔ پانی میں قدرت نے یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ گندگی کو زائل کرتا ہے، پلیدی کو دور کرتا ہے۔ انسانی زندگی میں پانی کو جس قدر دخل ہے وہ معلوم ہے، باقی چیزوں کو اس سے دوسرے مرتبہ پر ازالۂ نجاست میں دخل ہے۔ سیال چیزیں تو اور بھی بہت ہیں مگر پلیدی کو دور کرنے کے لیے پانی سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اس لیے پانی کے احکام کو شریعت میں خاص اہمیت حاصل ہے، جس کی وضاحت ذیل کی ہدایات سے ہوتی ہے:

1- بہنے والا پانی پاک ہے، اس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں۔

2- کثیر المقدار پانی کا بھی یہی حکم ہے، اس پر نجاست کوئی اثر نہیں کرتی۔

3- برتنوں میں پانی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے، تاکہ کوئی نجاست اس پر اثر انداز نہ ہو۔

4- پانی جاری ہو یا کھڑا ہو اس میں پیشاب کرنا، غسل کرنا، کسی قسم کی گندگی کا موقع پیدا کرنا شرعاً منع ہے، کیونکہ اس سے گو بالفعل پلیدی کا اثر ظاہر نہ ہو، مگر انجام اور نتیجہ ضرور ہو سکتا ہے کہ یہ پانی خراب اور پلید ہو جائے۔

5- گندگی کے مواقع کو پانی سے دور رکھنا چاہیے تاکہ غیر شعوری طور پر بھی پانی میں گرنے نہ پائے۔

6- تھوڑے اور زیادہ پانی میں شارع نے قلّتین کو حدِ فاصل قرار دیا۔ شاید کوئی برتن اس سے بڑا نہ مل سکے یا جوہڑ اس سے چھوٹا نہ ہو، اس لیے پانی کے خزانوں (کنواں، چشمہ، نالے) اور برتنوں میں قلّہ درمیانہ مقام ہے، اس لیے حدیث نے اسے حدِ فاصل قرار دیا ہے اور یہ حدیث ان شبہات کے باوجود، جو بعض علماء نے اس کے خلاف پیدا فرمائے، متن اور سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

7- حدیثِ قلّتین پر اعتراض کرنے والے اہلِ علم کو ضرورت محسوس ہوئی کہ قلیل اور کثیر میں کوئی حدِ فاصل مقرر فرمائیں۔ متاخرینِ احناف نے اس کے لیے عشر فی عشر کو حدِ فاصل مقرر فرمایا، اسی طرح تحصیلِ طہارت کے لیے بھی بعض حدیں مقرر فرمائیں، مگر سنتِ صحیح میں اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وَقَدْ أَطَالَ الْقَوْمُ فِيْ فُرُوْعِ مَوْتِ الْحَيَوَانِ فِي الْبِئْرِ وَالْعَشْرِ فِي الْعَشْرِ وَالْمَاءِ الْجَارِيْ وَلَيْسَ فِيْ كُلِّ ذَالِكَ حَدِيْثٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْبَتَّةَ."

(حجة الله البالغة، ١/ ١٤٧)

8- برتنوں کی طہارت آسان ہے، اگر نجاست گرے تو پانی گرا دیا، برتن صاف کر لیا، لیکن پانی کے خزانوں کا ڈھانپنا ممکن ہے نہ پلیدی سے بچانا، اس لیے فرمایا: اولاً تو وہ پلید نہیں ہوتے، کیونکہ پانی خود پاک ہے:

«اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَّا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى طَعْمِهٖ أَوْ رِيْحِهٖ أَوْ لَوْنِهٖ»[1]

(ترمذي)

''پانی پر نجاست اثر نہیں کرتی، لیکن جب پلیدی کی وجہ سے اس کا رنگ، بو اور مزہ بدل جائے تو پھر یقیناً پلید ہو گا۔''

9- پلید پانی کو پاک کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اسے اس قدر صاف کیا جائے کہ اس کے یہ اوصاف، یعنی رنگ، بو اور مزہ درست ہو جائے۔ بعض علماء نے خاص جانوروں کے لیے پانی کی خاص مقدار نکالنا ضروری سمجھا ہے۔ یہ شرعی تقرر نہیں، نہ اس میں کوئی مرفوع صحیح حدیث آئی ہے۔ بعض آثار منقول ہیں وہ بھی غیر صحیح، ان سے مقصود نظافت اور نزاہت ہے اور بس اور اندازے شریعت اور دین نہیں کہلا سکتے۔

مذاہبِ ائمہ:

پانی کے مسئلے میں امام مالک رحمہ اللہ پانی کو علی الاطلاق پاک سمجھتے ہیں، قلیل اور کثیر میں کوئی حدِ فاصل نہیں سمجھتے۔ کنویں اور تالاب کی طہارت اور نجاست میں ایک حکم سمجھتے ہیں۔ اگر اوصافِ ثلاثہ

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٥٢١) امام البانی رحمہ اللہ نے رشدین راوی کی وجہ سے اسے ضعیف کہا ہے۔

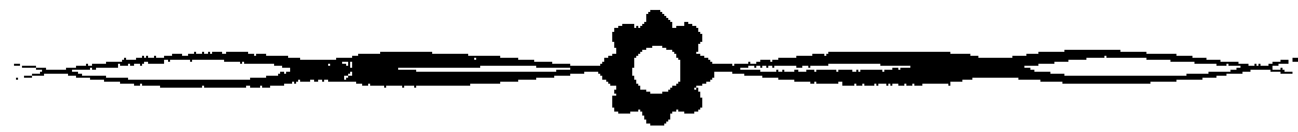
بدل جائیں تو پاکیزگی کے لیے ان اوصاف کی درستی ضروری سمجھتے ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ قلیل اورکثیر میں قلّتین کو حدِ فاصل سمجھتے ہیں۔قلّتین سے کم ہوتو نجاست کے معمولی اثر سے بھی اس پرنجاست کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔تالاب اور کنویں میں کوئی فرق نہیں۔طہارت اورنجاست کا انحصار پانی کی مقدار پر ہے۔قلّتین اوراس سے زیادہ مائے کثیر ہے، اس کی نجاست میں اوصافِ ثلاثہ کی تبدیلی اثر انداز ہو گی اورطہارت کے لیے ان اوصاف کی درستی ضروری ہے۔

ائمۂ حدیث:

مائے کثیر کی تحدید میں بعض موالک کے ہم آہنگ ہیں اوربعض شوافع کے ہم نوا۔تالاب اور کنویں میں فرق نہیں سمجھتے۔طہارت میں ڈول وغیرہ کو پسند نہیں کرتے، اگرنجاست ہو جائے تو اوصافِ ثلاثہ کی درستی ضروری سمجھتے ہیں۔حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے۔

احناف کرام:

کنویں اورتالاب میں فرق سمجھتے ہیں، کنواں معمولی نجاست سے پلید ہو جاتا ہے۔تالاب اگر عشر درعشر ہوتو اوصافِ ثلاثہ جب تک نہ بدلیں، پلیدنہیں ہوتا، اس مقدار سے کم ہوتو ادنیٰ نجاست سے پلید ہو جائے گا۔ان کے ہاں پانی کے مقدار کے بجائے پانی کے پیمانہ سے پلیدی کا تعلق ہے، اگرنجاست گرنے سے پلید ہو جائے تو خاص صورتوں میں معین مقدار سے ڈول نکالے جائیں گے، احناف کا مسلک پانی کے مسئلے میں بہت حد تک سینہ زوری پر مبنی ہے۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤٣٨۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ». وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: «لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ». قَالُوا: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٣٩، صحيح مسلم: ٢٨٢]

438- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا پانی جو چل نہیں رہا، اس میں کوئی تم میں سے پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے۔'' (بخاری، مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے: ''تم میں سے کوئی بحالتِ جنابت کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! پھر کیسے کرے؟ فرمایا: الگ پانی لے کر غسل کرے۔

٤٣٩۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٨١]

439- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

٤٤٠۔ (صحيح) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضي الله عنه قَالَ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٩٠، صحيح مسلم: ٢٣٤٥]

440- سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری خالہ مجھے آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن کے بیٹے کو درد ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، میں نے مہرِ نبوت کو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح دیکھا۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٤٤١۔ (صحيح) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٤٦٠٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٦٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [٦٧] وَالنَّسَائِيُّ [٥٢] وَالدَّارِمِيُّ [٧٩٥] وَابْنُ مَاجَه [٥١٧] وَفِي أُخْرَى لِأَبِي دَاوُدَ: «فَإِنَّهُ لَا يَنْجَسُ».

441- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ سے جنگل میں پانی اور اس سے جانوروں اور درندوں کے بار بار پینے کے متعلق پوچھا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر پانی کی مقدار دو مٹکے[1] ہو تو اس پر پلیدی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔'' (احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ) ابو داود کی ایک روایت میں آیا ہے: ''وہ پانی پلید نہیں ہوتا۔''

٤٤٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ، وَلُحُومُ الْكِلَابِ، وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١١٨١٨] وَالتِّرْمِذِيُّ [٦٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٦٦] وَالنَّسَائِيُّ [٣٢٦]

442- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ سے بئرِ بضاعۃ[2] کے متعلق پوچھا گیا

---

[1] قُلّہ مٹکے کو کہتے ہیں۔ عرب میں جو برتن استعمال ہوتے تھے، ان میں قلہ سب سے بڑا برتن تھا۔ یہ مٹکے مقامِ ہجر میں بنتے تھے۔ تخمیناً دو قلہ میں پانچ مشک پانی سما سکتا تھا، یہ اندازے عام طور پر عرفی ہوتے ہیں، تولوں اور ماشوں کا تعین اس میں نہیں ہوتا۔ فقہاء رحمہم اللہ نے پانی پاک کرنے کے لیے ڈول کا ذکر فرمایا اور یہ معلوم ہے کہ ڈول کی مقدار عرفی ہی ہو سکتی ہے، اس لیے قلتین کی مقدار پر شبہ کرنا، بحث کا معقول طریقہ نہیں۔ حدیث کی سند پر بحث کا یہ مقام نہیں ہے۔ ائمہ حدیث نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ یحییٰ بن معین نے اسے جید الاسناد کہا ہے، بیہقی نے کہا: صحیح موصول ہے۔ دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ابن مندہ نے اسے علی شرطِ مسلم کہا ہے۔ اس کی سند اور متن پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ہیں، سب مدفوع ہیں۔ (عون المعبود: ١/ ٢٤)

[2] بئرِ بضاعہ مشہور کنواں ہے۔ مدینہ منورہ میں اب بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کی طہارت یا نجاست کا تعلق پانی کی مقدار سے متعلق ہے، ظرف سے متعلق نہیں۔ بعض حضرات اس کنویں کو جاری سمجھتے =

کہ ہم اس سے وضو کر لیں اور اس کنویں میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندی چیزیں گرائی جاتی ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔'' (احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی)

٤٤٣۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٦٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٦٩] و أَبُو دَاوُد [٨٣] وَالنَّسَائِيُّ [٥٩] وَابْنُ مَاجه [٣٨٦] وَالدَّارِمِيُّ [٧٥٦]

443۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا میٹھا پانی لے لیتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہے اور اس میں مرنے والے جانور حلال ہیں۔'' (مالک، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

٤٤٤۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ: «مَا فِي إِدَاوَتِكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَبِيذٌ. قَالَ: «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٨٤]، وَزَادَ أَحْمَدُ [٣٨١٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٨٨]: فَتَوَضَّأَ مِنْهُ.

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: أَبُو زَيْدٍ مَجْهُولٌ. وَصَحَّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٤٥٠]

444۔ ابو زید رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے ان سے جنوں کی رات دریافت فرمایا: ''تمھاری چھاگل میں کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: نبیذ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور بھی پاک اور پانی بھی پاک۔'' (ابوداود) لیکن احمد اور ترمذی نے زیادہ کیا: آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی فرماتے ہیں: ابو زید مجہول ہے اور علقمہ سے صحیح طور پر ثابت

= ہیں۔ ابو داود فرماتے ہیں: "سَأَلْتُ قَيِّمَ بِيرِ بُضَاعَةَ عَنْ عُمْقِهَا؟ قَالَ: أَكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ إِلَى الْعَانَةِ، قُلْتُ: فَإِذَا نَقَصَ، قَالَ: دُونَ الْعَوْرَةِ، قَالَ أَبُو دَاوُد: قَدَّرْتُ أَنَا بِيرَ بُضَاعَةَ بِرِدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإِذَا عَرْضُهَا سِتَّةُ أَذْرُعٍ" (أبو داود: ١/ ٢٥) اس کنویں کی گہرائی قریباً کمر تک تھی اور اس کا عرض چھے ہاتھ تھا اور اس کی بنائیں کبھی تبدیل نہیں ہوتی تھیں۔

ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لیلۃ الجن میں میں حضرت کے ساتھ نہ تھا۔ (مسلم)

٤٤٥۔ (صحيح لغيره) وَعَن كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُم أَوِ الطَّوَّافَاتِ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٦١] وَأَحْمَدُ [٢٢٥٨٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٩٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٧٥] وَالنَّسَائِيُّ [٦٨] وَابْنُ مَاجه [٣٦٧] وَالدَّارِمِيُّ [٧٦٣]

445- کبشہ رضی اللہ عنہا کعب بن مالک کی بیٹی اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو میں نے انھیں وضو کے لیے پانی دیا، بلی آئی اور وہ اس سے پینے لگی، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا۔ کبشہ فرماتی ہیں: ابوقتادہ نے مجھے دیکھا، میں اسے تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ فرمایا: میرے بھائی کی بیٹی! تم تعجب کرتی ہو؟! میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: ''یہ پلید نہیں، یہ تم پر پھرنے والے جانوروں سے ہے۔'' (مالک، احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

٤٤٦۔ (صحيح لغيره) وَعَن دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أُمِّهِ، أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيسَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلَاتِهَا أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ. فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ». وَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٧٦]

446- داود بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اس کی آزاد کنندہ نے اسے ہریسہ دے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں، انھوں نے اشارے سے کہا کہ اسے رکھ دو، بلی آئی، اس نے کچھ حصہ کھا لیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو جہاں سے بلی نے کھایا تھا، وہاں سے کھانا شرع کر دیا اور فرمایا: آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: ''یہ پلید نہیں، وہ تم پر پھرنے والے جانوروں سے ہے۔'' میں نے آنحضرت ﷺ کو اس کے جوٹھے پانی

سے وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ روایت کیا اس کو ابوداود نے۔

٤٤٧۔ (**ضعیف**) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَتَوَضَّأُ بِمَا أَفْضَلَتِ الْحُمُرُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَبِمَا أَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا». رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٢٨٧]

447- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا: کیا ہم گدھے کے جوٹھے پانی سے وضو کرلیں؟ فرمایا: ''ہاں، تمام درندوں کے جوٹھے پانی سے بھی۔'' (شرح السنۃ)

٤٤٨۔ (**صحیح**) وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَمَيْمُونَةُ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٢٤٠] وَابْنُ مَاجه [٣٧٨]

448- ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک بڑے پیالے میں غسل فرمایا، جس میں آٹے کے نشان تھے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤٤٩۔ (**ضعیف**) عَن يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا، فَقَالَ عَمْرٌو: يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ! هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ! لَا تُخْبِرْنَا، فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا. رَوَاهُ مَالِكٌ [١٤] وَزَاد رَزِينٌ قَالَ: زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي قَوْلِ عُمَرَ: وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَهَا مَا أَخَذَتْ فِي بُطُونِهَا، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَنَا طَهُورٌ وَشَرَابٌ».

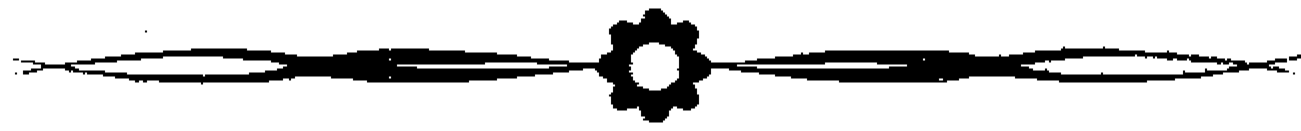
449- یحیٰ بن عبدالرحمان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند سواروں کے ساتھ سفر میں نکلے، ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہاں تک کہ یہ سب ایک حوض پر پہنچے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حوض کے مالک سے پوچھا: کیا تمھارے حوض سے درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے صاحبِ حوض! یہ مت بتانا، ہم درندوں پر وارد ہوتے ہیں اور وہ ہم پر وارد ہوتے ہیں۔ (یعنی ہم بلاتفتیش ایک دوسرے کا جوٹھا پیتے ہیں) (مالک) رزین نے زیادہ کہا کہ بعض راویوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں اضافہ کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ''وہ اپنا حصہ اپنے پیٹ میں لے گئے، جو بچ گیا وہ ہمارے لیے پاک ہے اور پینے میں کارآمد ہے۔''

٤٥٠۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا فَقَالَ: «لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بُطُونِهَا، وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُورٌ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٥١٩]

450- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حوضوں کی بابت دریافت کیا گیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے میں واقع ہیں، ان سے درندے، کتے اور گدھے پیتے ہیں۔ کیا ان سے طہارت درست ہے؟ فرمایا: ''وہ اپنا حصہ پیٹ میں لے گئے، جو بچا ہے وہ ہمارے لیے پاک ہے۔'' (ابن ماجہ)

٤٥١۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: لَا تَغْتَسِلُوا بِالْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فَإِنَّهُ يُورِثُ الْبَرَصَ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ [٨٨]

451- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دھوپ کے گرم پانی سے وضو مت کرو، وہ برص (پھل بہری) پیدا کرتا ہے[1]۔ (دارقطنی)



[1] پانی اگر آگ سے گرم ہو تو اس کے استعمال میں نہ شرعاً حرج ہے نہ طبی طور پر کوئی نقصان۔ اگر دھوپ سے گرم ہو تو کتبِ طب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا استعمال مضر ہے۔ اثر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی شرعاً نہیں، بلکہ صحت کے نقطۂ نظر سے منع فرمایا ہے، اس قسم کی عقلی اور تجربی روایات کو حکماً مرفوع بھی نہیں کہا جا سکتا۔

بَابُ تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ

پلیدی کو پاک کرنا

بعض چیزیں عادتاً پلید ہیں۔ معاشرہ ان کی نجاست پر متفق ہے، جیسے: پیشاب، پاخانہ اور خون۔ بعض چیزوں کے متعلق شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ یہ پلید ہیں، جیسے: شراب اور منی وغیرہ۔ منی میں عادتاً اس قدر تنفر پایا جاتا ہے اور اس استقذار کو شارع علیہ السلام نے بھی ملحوظ رکھا ہے، اس لیے اسے دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ ان چیزوں میں سے کپڑے یا بدن پر اگر کوئی چیز لگ جائے تو اسے دھو دینا چاہیے۔ اس کے جرم کا دور ہونا طہارت ہے، اس کی مختلف صورتیں شارع نے بیان کی ہیں۔

پیشاب و پاخانہ اس قدر دھویا جائے کہ کپڑے وغیرہ پر اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ منی کا جرم خشک اور موٹا ہو تو اسے اتار دینا چاہیے۔ بعض ائمہ اسے کافی سمجھتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اتارنے کے بعد اسے دھویا جائے۔ خون کی بھی یہی صورت ہے۔ اگر زمین کو پاک کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اس پر بہت سا پانی ڈال کر نجاست کا ازالہ کر دیا جائے۔ چمڑے یا جوتوں کو زمین پر رگڑ دینا ہی کافی ہے۔

چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، مٹی لگا کر خشک کر دیا جائے تو بھی پاک ہو جاتا ہے۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤٥٢۔ (صحیح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ » مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: « طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ».

[صحيح البخاري: ١٧٢، صحيح مسلم: ٢٧٩]

452- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تمھارے برتن میں پی لے تو اس برتن کو سات دفعہ دھونا چاہیے۔'' (بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں ہے: ''جب کتا تمھارے برتن چاٹ جائے تو وہ سات دفعہ دھونے سے پاک ہوگا، پہلی دفعہ مٹی سے دھویا جائے۔''

٤٥٣۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: « دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٢٢٠]

453- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک بدو نے مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کر دیا، لوگوں نے اسے پکڑ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔ (راوی کو شک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ''سَجلًا'' فرمایا، یا ''ذَنُوبًا'' فرمایا) کیونکہ تم آسانی کے لیے بھیجے گئے ہو، مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔'' (بخاری، مسلم)

٤٥٤۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ ـ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ مَهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « لَا تُزْرِمُوهُ، دَعُوهُ » فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: « إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ » ـ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ـ قَالَ: وَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ، فَسَنَّهُ عَلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح مسلم: ٢٨٥]

454- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم کسی وقت مسجد میں آنحضرت ﷺ کے پاس تھے، ایک

بدو آیا، اس نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے بار بار روکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، مت روکو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ''یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے مناسب جگہ نہیں، یہ اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔'' یا اور اسی قسم کے کلمات فرمائے اور جماعت سے ایک آدمی کو حکم فرمایا، وہ پانی کا ڈول لے آیا، وہ اس پر ڈال دیا۔ (بخاری، مسلم)

٤٥٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٠٧، صحيح مسلم: ٢٩١]

455۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت! جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: ''جب تمھارے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے مل دے، پھر دھو دے، پھر اس میں نماز پڑھے۔'' (بخاری، مسلم)

٤٥٦۔ (صحيح) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٣٠، صحيح مسلم: ٢٨٩]

456۔ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کی بابت دریافت کیا، جب وہ کپڑے پر لگ جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اسے آپ ﷺ کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور دھونے کے نشان کپڑے میں موجود ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

٤٥٧۔ (صحيح) وَعَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٨٨]، وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ، وَفِيهِ: ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

457۔ اسود اور ہمام رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت ﷺ

کے کپڑے سے منی کو کرید دیتی تھی۔ (مسلم) علقمہ اور اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں اور اس میں یہ لفظ ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھتے۔

٤٥٨۔ (صحیح) وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٢٣، صحيح مسلم: ٢٨٧]

458- ام قیس رضی اللہ عنہا محصن کی بیٹی اپنا چھوٹا لڑکا لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جو ابھی کھاتا نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گود میں بٹھا لیا، بچے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا اور دھونے کی ضرورت نہ سمجھی۔ (بخاری، مسلم)

٤٥٩۔ (صحیح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٦٦]

459- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "چمڑا رنگ دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔" (مسلم)

٤٦٠۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ» فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١٤٩٢، ٢٢٢١، صحيح مسلم: ٣٦٣]

460- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو ایک بکری بطور صدقہ دی گئی اور بکری مر گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے اور فرمایا: "تم اس کا چمڑا اتار کر رنگ لیتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔" لوگوں نے عرض کی: یہ تو مردار ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صرف اس کا کھانا حرام ہے۔" (بخاری، مسلم)

٤٦١۔ (صحیح) وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهِ حَتَّى صَارَ شَنًّا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٦٨٦]

461- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے حرم محترم سے مروی ہے، فرمایا: ہماری ایک بکری مرگئی، ہم نے اس کا چمڑا رنگ لیا، ہم اس میں ہمیشہ نبیذ ڈالتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہوگئی۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٤٦٢۔ (صحيح) عَن لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رضي الله عنهما فِيْ حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَقُلْتُ: اِلْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِيْ إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ، قَالَ: «إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٦٨٧٧] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٧٥] وَابْنُ مَاجَه [٥٢٢]. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ [٣٧٦] وَالنَّسَائِيِّ [٣٠٤] عَنْ أَبِيْ السَّمْحِ قَالَ: «يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِن بَوْلِ الْغُلَامِ».

462- لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی گود میں تھے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کی: آپ دوسرا کپڑا پہن کر تہبند مجھے دے دیں۔ میں اسے دھو ڈالوں۔ فرمایا: ''لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔'' (احمد، ابوداود)

٤٦٣۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَطِءَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٨٥] وَلِابْنِ مَاجَه [٥٣٢] مَعْنَاهُ.

463- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی اپنے جوتے سے گندگی کو لتاڑے تو اس کی طہارت مٹی سے ہوگی۔'' (ابوداود، ابن ماجہ بالمعنی)

٤٦٤۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ لَهَا امْرَأَةٌ: إِنِّيْ امْرَأَةٌ: أُطِيلُ ذَيْلِيْ، وَأَمْشِيْ فِيْ الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ». رَوَاهُ مَالِكٌ [٦٥] وَأَحْمَدُ [٢٦٦٨٦] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٤٣] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٨٣] وَالدَّارِمِيُّ [٧٦٩] وَقَالَا: الْمَرْأَةُ أُمُّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيم بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.

464- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے ایک عورت نے کہا: میں اپنا دامن بہت لمبا رکھتی ہوں اور گندی جگہوں میں چلنا ہوتا ہے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس کے

بعد کی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔'' (مالک، احمد، ترمذی، ابو داود، دارمی) ابو داود اور دارمی نے کہا: یہ عورت ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی ام ولد تھی۔

٤٦٥۔ (صحيح لغيره) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤١٣١] وَالنَّسَائِيُّ [٤٢٥٥]

465- مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اوران پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داود، نسائی)

٤٦٦۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٠٧٠٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٣٢] وَالنَّسَائِيُّ [٤٢٥٣] وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ [١٧٧١] وَالدَّارِمِيُّ [٢٠٦٢]: أَنْ تُفْتَرَشَ.

466- ابو الملیح بن اسامہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے درندوں کے چمڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (احمد، ابو داود، نسائی) لیکن ترمذی اور دارمی نے زیادہ فرمایا کہ ان کا فرش نہ بنایا جائے۔

٤٦٧۔ (حسن) وَعَنْ أَبِي الْمَلِيحِ: أَنَّهُ كَرِهَ ثَمَنَ جُلُودِ السِّبَاعِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٧٧٠]

467- ابو الملیح درندوں کے چمڑے کی قیمت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (ترمذی)

٤٦٨۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٧٢٩] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٢٧] وَالنَّسَائِيُّ [٤٢٤٩] وَابْنُ مَاجَه [٣٦١٣]

468- عبداللہ بن عکیم نے فرمایا: ہمارے پاس آنحضرت ﷺ کا ایک خط آیا کہ مردار کے چمڑے اور اس کے پٹھوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ (ترمذی، ابو داود، نسائی، ابن ماجہ)

٤٦٩۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ. رَوَاهُ مَالِكٌ [١٨٣١] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٢٤]

469- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ مردار کا چمڑا رنگ

کر اس سے فائدہ اٹھایا جائے[1] ۔ (مالک، ابوداود)

٤٧٠۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَّهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٦٨٣٣] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٢٦]

470- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے پاس سے قریش کے کچھ آدمی گزرے، وہ گدھے کے برابر ایک بکری کو کھینچ لے جا رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔'' لوگوں نے کہا: حضرت یہ تو مردار ہے۔ فرمایا: ''پانی اور کیکر کے سکڑے اسے پاک کر دیتے ہیں۔'' (احمد، ابوداود)

٤٧١۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَسَأَلَ الْمَاءَ. فَقَالُوا لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ: «دِبَاغُهَا طُهُورُهَا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٠٠٦٨] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١٢٥]

471- سلمہ بن محبّق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ غزوۂ تبوک میں ایک گھر والوں کے پاس آئے، اچانک وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پانی مانگا۔ لوگوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ فرمایا: ''اس کا رنگ ہی اس کی پاکیزگی ہے۔'' (احمد، ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤٧٢۔ (صحیح) عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِد مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَتْ: فَقَالَ: «أَلَيْسَ بَعْدَهَا

[1] دباغت سے پہلے مردار کا چمڑا فروخت کرنا یا استعمال کرنا منع ہے، دباغت کے بعد جائز ہے۔ اگر کوئی حیوان مر جائے اور ابھی اس کے جسم سے چمڑا نہ اتارا گیا ہو تو اسے کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے، یہ جو ممانعت ہے، وہ اس صورت میں ہے کہ خریدار کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہ چمڑا مردار کا ہے یا ذبح کیے ہوئے جانور کا۔ مردار کا چمڑا جب رنگ لیا جائے یا اسے دھوپ میں خشک کر لیا جائے تو پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اس میں خشک چیزیں رکھی جائیں۔ پانی وغیرہ کے لیے اس کی مشک نہ بنائے، لیکن یہ استحباباً ہے اور پھر یہ حدیث بھی معلول ہے۔

طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟» قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: «فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٨٤]

472- قبیلہ بنی الاشہل کی ایک عورت نے کہا: میں نے عرض کی: حضرت! ہمارا مسجد کی طرف راستہ گندا ہے، بارش کے دنوں میں ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے بعد صاف اور ستھرا راستہ نہیں؟'' فرمایا: ہاں۔ فرمایا: ''یہ اس کے عوض ہے۔'' (ابو داود)

٤٧٣- (**صحيح**) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٤٣]

473- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، گندگی لتاڑنے سے ہم وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

٤٧٤- (**صحيح**) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [١٧٤]

474- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کتے مسجد نبوی میں آتے جاتے تھے اور پانی وغیرہ نہیں چھڑکتے تھے[1]۔ (بخاری)

٤٧٥- (**ضعيف جدا**) وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ». (**ضعيف**) وَفِي رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ: «مَا أُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٤٦١]

475- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ماکول اللحم کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔'' ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''جس جانور کا گوشت کھایا جائے اس کے بول میں کوئی حرج نہیں۔'' (احمد، دارقطنی)



[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے، بشرطیکہ اس پر نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کا بیان

① وضو کا مقصد ظاہری اعضاء کی تطہیر ہے۔ جو اعضاء ننگے رہیں، ان پر میل کچیل کا امکان ہوتا ہے، ان کا دھونا ضروری ہے۔ پاؤں پر موزے اور جراب پہننے کا رواج عرب میں عام تھا۔ آج کل بھی جراب کثرت سے پہنا جاتا ہے۔ اس لیے اعضاء میں خفاء اور پوشیدگی ہو جاتی ہے اور معلوم ہے کہ اعضائے باطنہ کا دھونا شرعاً وضو میں ضروری نہیں ہے، جراب اور موزوں کے استعمال سے پاؤں باطنی اعضاء سے مشابہ ہو جاتا ہے، اس لیے اس پر مسح کی اجازت مصالحِ شریعت کے بالکل موافق ہے۔

② پہننے اور اتارنے کی تکلیف کے پیشِ نظر ۲۴ گھنٹے حضر میں، تین دن اور رات سفر میں مسح کی اجازت دی۔ بعض اہلِ علم نے جراب کے موٹے پتلے ہونے کو بھی مسح کے جواز اور عدمِ جواز میں موثر سمجھا ہے۔ اتارنے اور پہننے کی تکلیف مسح کی اجازت میں صحیح اثر انداز معلوم ہوتی ہے۔ دولابی نے "الأسماء والکنیٰ" (۱/ ۱۸۱) میں ذکر فرمایا ہے:

"حَدَّثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ رَأَيْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ أَحْدَثَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْنِ مِنْ صُوفٍ فَقُلْتُ: أَتَمْسَحُ عَلَيْهِمَا؟ فَقَالَ: إِنَّهُمَا خُفَّانِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ صُوفٍ. وَهٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ."

(ترمذي، مطبوعه مصر حاشيه أحمد شاكر)

اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صوف کی جرابوں کو موزہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

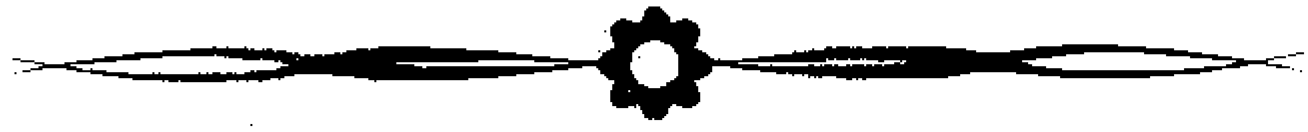
③ مسح کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جراب یا موزہ وضو کر کے پہنا جائے۔ گویا ان کی طہارت محفوظ ہے اور ظاہر گندگی پاؤں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اگر بلا وضو استعمال کیا جائے تو مسح درست نہیں ہوتا۔

④ مسح موزہ کے اوپر کیا جائے گا اور یہ مسح غسل کے قائم مقام ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر دین انسانی رائے پر مبنی ہوتا تو مسح موزوں کے نیچے مشروع ہوتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا: عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسح اوپر کی جانب کیا جائے، کیوں کہ موزہ کی نچلی جانب میل اور گندگی سے متاثر ہوسکتی ہے، لیکن حضرت نہیں چاہتے تھے کہ دین عقل پرستوں کے مباحث کی آماجگاہ بنے۔

5 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ① حضرت علی رضی اللہ عنہ، ② عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ③ براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ④ انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ⑤ ابو امامہ رضی اللہ عنہ، ⑥ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ، ⑦ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ، ⑧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ⑨ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جرابوں پر مسح فرماتے تھے۔ (ابو داود)[1] ترمذی کے بعض نسخوں میں حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ آپ نے مرض الموت میں جرابوں پر مسح فرمایا۔[2]

موزوں پر مسح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر ثابت ہے۔ ائمۂ سنت اس پر متفق ہیں۔ شیعہ اور منکرینِ سنت کے سوا اسلامی فرقوں سے اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ مصالحِ شرعیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رخصت موجود رہے۔ محلّٰی ابن حزم (۲/۷۴، ۷۵) میں یہ بحث مبسوط موجود ہے۔



[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٥٩)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٩٩) امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤٧٦۔ (صحيح) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٧٦]

476- شریح بن ہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے متعلق دریافت کیا، انھوں نے فرمایا: تین دن اور رات مسافر کے لیے اور ایک رات اور ایک دن مقیم کے لیے۔ (مسلم)

٤٧٧۔ (صحيح) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ. قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ، فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا رَجَعَ أَخَذْتُ أُهْرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: «دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ» فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَأَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهُ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٧٤]

477- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں گئے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر گئے۔ میں نمازِ فجر سے پہلے آپ ﷺ کے ساتھ لوٹا اٹھا کر گیا، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ ﷺ نے اپنا منہ اور ہاتھ دھوئے، آپ ﷺ صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے بازو ننگے کرنے کی کوشش فرمائی، لیکن جبّے کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ ﷺ نے بازو

نیچے سے نکال لیے۔ جبّہ کندھوں پر ڈال لیا اور بازو دھوئے اور سر کے اگلے حصے اور پگڑی پر مسح کیا۔ پھر میں جھکا کہ آپ ﷺ کے موزے اتاروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں رہنے دو، میں نے انھیں وضو سے پہنا ہے۔'' آپ ﷺ نے ان پر مسح کیا۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ سوار ہوا اور ہم قوم کے پاس پہنچے۔ عبدالرحمان بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انھوں نے آنحضرت ﷺ کی آمد محسوس کی تو پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ ٹھہرو، آپ ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں بھی کھڑا ہو گیا اور وہ رکعت پڑھی جو ہم سے پہلے پڑھی جا چکی تھی۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٤٧٨۔ (حسن صحیح) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الْأَثْرَمُ فِيْ سُنَنِهِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ [١٩٢] وَالدَّارَقُطْنِيُّ [٧٤٧] وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: هُوَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى.

478- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات مسح کی اجازت دی۔ جب وہ طہارت کے بعد موزے پہنے تو اسے ان پر مسح کی اجازت ہے۔ (سنن اثرم، ابن خزیمہ، دارقطنی) خطابی نے کہا: اس کی سند صحیح ہے۔ منتقی میں اسی طرح ہے۔

٤٧٩۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٩٦] وَالنَّسَائِيُّ [١٢٧]

479- صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے، اگر ہم مسافر ہوں تو تین دن اور رات تک موزے نہ اتاریں، مگر جنابت کی وجہ سے، لیکن پیشاب پاخانے اور نیند سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی، نسائی)

٤٨٠۔ (ضعيف) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَمَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٦٥] وَالتِّرْمِذِيُّ [٩٧] وَابْنُ مَاجَه [٥٥٠]

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ مَعْلُولٌ. وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ وَمُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ. وَكَذَا ضَعَّفَهُ أَبُو دَاوُد.

480- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ کو غزوۂ تبوک میں وضو کرایا۔ آپ ﷺ نے موزے کے اوپر اور نیچے دونوں طرف مسح کیا۔ (ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں نے ابو زرعہ اور محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے متعلق دریافت فرمایا۔ دونوں نے کہا: یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح ابو داود نے اسے ضعیف کہا ہے۔[1]

٤٨١۔ (ضعيف) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٩٨] وَأَبُو دَاوُدَ [١٦١]

481- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو موزوں کے اوپر مسح کرتے دیکھا۔ (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ)

٤٨٢۔ (صحيح) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ رضي الله عنه قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٨٢٠٦] وَالتِّرْمِذِيُّ [٩٩] وَأَبُو دَاوُدَ [١٥٩] وَابْنُ مَاجَه [٥٥٩]

482- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے وضو فرمایا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ (احمد، ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤٨٣۔ (ضعيف) عَنِ الْمُغِيرَةِ رضي الله عنه قَالَ: مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَسِيتَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٨١٤٥] وَأَبُو دَاوُدَ [١٥٦]

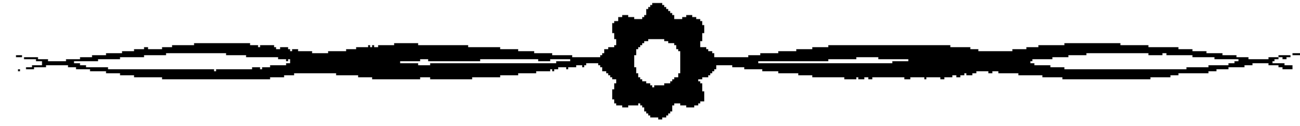
[1] امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ ابو داود فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایک راوی ثور ہیں، انھوں نے اپنے استاد رجاء سے نہیں سنا، اس لیے یہ حدیث منقطع بھی ہے۔

483- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کی: حضرت! آپ بھول گئے۔ فرمایا: ''بلکہ تم بھول گئے، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔''

(احمد، ابو داود)

٤٨٤۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٦٢] وَالدَّارِمِيُّ [٧٧٦] مَعْنَاهُ.

484- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح اوپر کرنے سے بہتر ہوتا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، موزوں کے اوپر مسح فرماتے تھے۔ (ابو داود) اور دارمی نے بالمعنی روایت کی ہے۔



بَابُ التَّيَمُّمِ

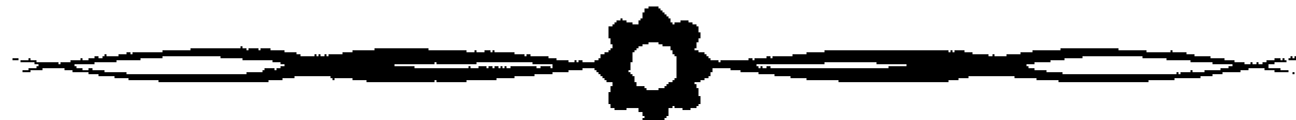
تیمّم کا بیان

دین کے کاموں میں آسانی اور سہولت عموماً ملحوظ رکھی گئی ہے۔ خصوصاً جب کوئی مسئلہ استطاعت سے باہر ہو تو اس کا بدل آسان اور سہل رکھ دیا گیا ہے، جس میں آسانی ہو۔ شریعت کے اکثر کاموں میں یہ اصول کارفرما ہے۔ قیام، رکوع، سجود، بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے اگر نہ ہو سکے تو بیٹھنے، لیٹنے یا اشارے سے یہ فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ نمازِ خوف میں بھی یہی اصول پیشِ نظر رہا ہے۔

سفر میں پانی نہ ملے یا بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال ممکن نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کی جگہ تیمّم رکھا گیا ہے۔ یہ شارع علیہ السلام کی طرف سے آسانی ہے۔

تیمّم میں اصل مقصد چونکہ سہولت ہے، اس لیے اس میں اختصار پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ تمام اعضائے وضو پر تیمّم میں مٹی کا استعمال نہیں کیا جاتا، نہ ہی غسل کی جگہ تمرغ اور لیٹنا فرض فرمایا گیا، بلکہ صرف اعضائے مخصوصہ منہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کیا گیا۔

تیمّم میں احادیث سے دو طریق معلوم ہوتے ہیں: ① ایک ضرب سے ہتھیلیوں اور منہ پر تیمّم کرنا۔ ② دو ضرب سے منہ اور دونوں بازوں پر مٹی کا استعمال کیا جائے۔ محدثین کے طریق پر سند کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ صحیح ہے اور اصولِ اختصار کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس میں اختصار زیادہ ہے، ویسے دونوں صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ پہلی صورت حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دوسری عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤٨٥۔ (صحيح) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: « فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٢٢]

485- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیں لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت عنایت کی گئی ہے: ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفیں قرار دیا گیا ہے اور تمام زمین ہمارے لیے مسجد قرار دی گئی ہے اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی کو طہور اور وضو قرار دیا گیا۔'' (مسلم)

٤٨٦۔ (صحيح) وَعَنْ عِمْرَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْتَقَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: « مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ » قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ، وَلَا مَاءَ. قَالَ: « عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٤٤، صحيح مسلم: ٦٨٢]

486- عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک آدمی الگ بیٹھا تھا، جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے فلاں! تمھیں قوم کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس نے منع کیا ہے؟'' اس نے کہا: میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ملا۔ فرمایا: ''تم مٹی کا استعمال کرو، وہ تمھارے لیے کافی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

٤٨٧۔ (صحيح) وَعَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ؟ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: « إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا » فَضَرَبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٣٨] وَلِمُسْلِمٍ [٣٦٨] نَحْوُهُ، وَفِيهِ: قَالَ: « إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ ».

487۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں جنبی ہوں، مجھے پانی نہیں ملا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں، میں اور آپ ایک سفر میں تھے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی، لیکن میں جانور کی طرح لیٹ گیا اور نماز پڑھ لی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارے لیے ایسا کرنا کافی تھا۔'' سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونکا اور پھر ان سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ (بخاری، مسلم) لیکن مسلم میں یہ لفظ ہیں: ''تمھارے لیے اسی قدر کافی تھا کہ تم اپنے ہاتھ زمین پر مارو پھر ان میں پھونکو۔ پھر انھیں منہ اور ہتھیلیوں پر مل دو۔''

٤٨٨۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ رضي الله عنه قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتَّى قَامَ إِلَى جِدَارٍ، فَحَتَّهُ بِعَصًى كَانَتْ مَعَهُ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ. وَلَمْ أَجِدْ هَذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ، وَلَكِنْ ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٣١٠]، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

488۔ ابوجہیم بن حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے، میں نے سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس کھڑے ہو گئے اور اسے اپنی لاٹھی سے کریدا۔ پھر اپنے ہاتھ دیوار پر رکھے اور اپنے منہ اور بازوؤں پر مسح کیا۔ پھر میرے سلام کا جواب دیا، یہ روایت مجھے صحیحین میں نہیں ملی اور نہ حافظ حمیدی کی کتاب میں، لیکن اسے شرح السنہ میں ذکر کیا گیا ہے اور کہا: یہ حسن ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٤٨٩۔ (صحيح لغيره) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٦٨] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٢٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٣٢]، وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٣٢٢] نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ: « عَشْرَ سِنِينَ ».

489۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاک مٹی مسلمان کا وضو

ہے، اگر چہ اسے (دس سال) تک پانی نہ ملے، جب پانی مل جائے تو اس سے بدن پر استعمال کرے، یہ بہتر ہے۔" (احمد، ترمذی، ابوداود) لیکن نسائی نے «عَشْرَ سِنِينَ» تک ذکر کیا ہے۔

٤٩٠۔ (صحيح وما تحته خط ضعيف) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ، فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ، فَاحْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أُخْبِرَ بِذَلِكَ، قَالَ: «قَتَلُوهُ، قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا؛ فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيُعَصِّبَ عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا، وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٣٦]، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٥٧٢] عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

490- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم ایک سفر میں نکلے، ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا اور اسے احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: مجھے تیمّم کی اجازت ہے؟ انھوں نے کہا: ہمارے خیال میں تمھیں تیمّم کی اجازت نہیں، تمھیں پانی مل سکتا ہے، اس نے غسل کیا (اس حادثہ سے) اس کی موت ہو گئی۔ جب ہم واپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی اطلاع دی گئی تو فرمایا: "خدا ان کو ہلاک کرے! ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، جب مسئلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ کیوں نہ لیا، نہ جاننے کا علاج دریافت کر لینا ہے۔ اسے تیمّم کافی تھا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کرتا اور باقی جسم کو دھو لیتا۔" (ابوداود) ابن ماجہ نے بواسطہ عطاء بن ابی رباح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔[1]

٤٩١۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ، فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوُضُوءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ، ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ» وَقَالَ لِلَّذِي

[1] یہ حدیث متعدد طریقوں سے مروی ہے اور وہ سب ضعیف ہیں۔ تمام طرق جمع کیے جائیں تو کسی قدر قوت اس میں ہو جاتی ہے۔

تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: «لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٣٨] وَالدَّارِمِيُّ [٧٧١]، وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٤٣٣] نَحْوَهُ، وَقَدْ رَوَى هُوَ وَأَبُو دَاوُدَ [٣٣٨] أَيْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا.

491۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو آدمی سفر میں نکلے، پس نماز کا وقت آ گیا اور ان کے پاس پانی نہیں تھا، انھوں نے پاک مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھی۔ پھر وقت میں پانی مل گیا، ایک نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھ لی اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر فرمایا۔ جس نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا اسے کہا: ''تم نے سنت پر عمل کیا اور تمھاری نماز ہو گئی۔'' جس نے وضو کر کے نماز لوٹائی تھی، فرمایا: ''تمھیں دو اجر ملیں گے۔'' (ابو داود، دارمی) لیکن نسائی اور ابو داود نے عطاء بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٤٩٢۔ (صحيح) عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [البخاري: ٣٣٧، مسلم: ٣٦٩]

492۔ ابو الجہیم بن حارث بن صِمّہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر جَمَل کی طرف سے آئے، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اور اس نے سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کی طرف متوجہ ہوئے، مٹی سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا اور اس کے سلام کا جواب دیا۔ (بخاری، مسلم)

٤٩٣۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ ثُمَّ مَسَحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَّاحِدَةً، ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلِّهَا إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ مِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٢٠]

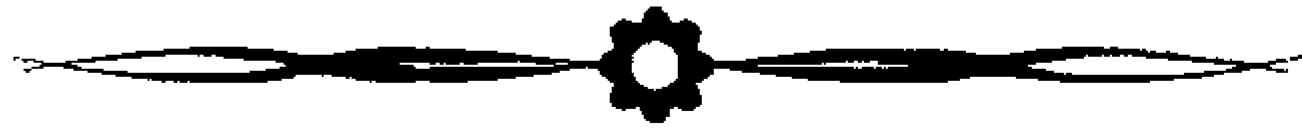
493۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انھوں نے صبح کی نماز کے لیے مٹی کا استعمال کیا۔ ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور منہ پر ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر ہاتھ زمین پر مارے اور ہاتھوں پر بغلوں اور کندھوں تک مسح فرمایا۔ (ابو داود)

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

مسنون غسل کا بیان

ٹھنڈک اور صفائی کے لیے غسل کرنا انسانی طبیعت کا تقاضا ہے، یہ ضرورت پر موقوف ہے، اس لیے شارع علیہ السلام نے اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، جب ضرورت ہو غسل کر لیا جائے۔ اس میں اس قدر ہدایت فرمائی کہ پانی احتیاط سے خرچ کیا جائے، ضرورت سے زیادہ صرف نہ ہو۔

بعض مواقع پر غسل ضروری سمجھا۔ بعض جگہ غسل مسنون اور مستحسن سمجھا۔ یہاں پر مسنون کا لفظ طریقۂ نبوی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، یہ فرض، واجب اور مستحب سب کو شامل ہے۔ باب میں غسل کی مختلف اقسام مذکور ہیں: ① جمعہ کا غسل، ② میت کے غسل کے بعد غسل، ③ غسلِ جنابت، ④ غسلِ حجامت، ⑤ غسلِ اسلام۔ ان میں جنابت کے سوا غسل کی کوئی قسم بھی فرض نہیں، اس کے علاوہ حیض اور نفاس سے پاک ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہے۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٤٩٤۔ (صحیح) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨٧٧، صحيح مسلم: ٨٤٤]

494- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم سے جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔'' (بخاری، مسلم)

٤٩٥۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨٧٩، صحيح مسلم: ٨٤٦]

495- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے۔''[1] (بخاری، مسلم)

٤٩٦۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨٩٧، صحيح مسلم: ٨٤٩]

496- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے، ایک دن سر اور جسم کو دھو ڈالے۔'' (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ... دوسری فصل

٤٩٧۔ (حسن لغیرہ) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٠١٧٧] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٥٤] وَالتِّرْمِذِيُّ [٤٩٧] وَالنَّسَائِيُّ [١٣٨٠] وَالدَّارِمِيُّ [١٥٨١]

[1] یہاں واجب کا لفظ اصطلاحی معنی میں استعمال نہیں ہوا، آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ اصطلاحات وضع ہی نہیں ہوئی تھیں۔ یہاں وجوب سے مراد ایک گونہ تاکید ہے۔

497- سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اگر صرف وضو کرے تو بہتر اور اچھا ہے، لیکن اگر غسل کرے تو غسل افضل ہے۔'' (احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی، دارمی)

٤٩٨- **(صحیح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [١٤٦٣]، وَزَادَ أَحْمَدُ [٧٧٧٠] وَالتِّرْمِذِيُّ [٩٩٣] وَأَبُو دَاوُدَ [٣١٦١]: «وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ»

498- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی میت کو غسل دے، اسے خود بھی غسل کر لینا چاہیے۔'' (ابن ماجہ، احمد، ترمذی) ابو داود نے زیادہ کیا: ''جو شخص میت کو اٹھائے اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

٤٩٩- **(ضعیف)** وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَمِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٤٨]

499- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ چار چیزوں سے غسل فرمایا کرتے تھے: ① جنابت، ② جمعہ کے دن، ③ حجامت سے، ④ اور میت کے غسل سے۔ (ابو داود)

٥٠٠- **(صحیح)** وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ رضي الله عنه: أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٦٠٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٣٥٥] وَالنَّسَائِيُّ [١٨٨]

500- قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر غسل کریں۔ (ترمذی، ابو داود، نسائی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥٠١- **(حسن)** عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ، وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ. وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ، وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ حَارٍّ، وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ، حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. فَلَمَّا

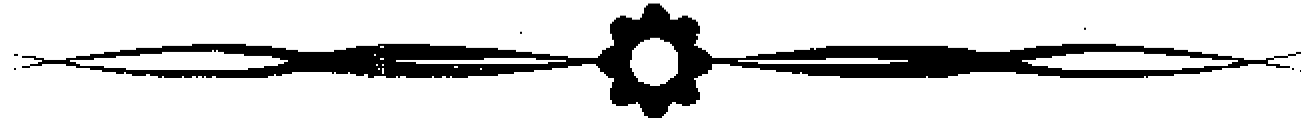
وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيَاحَ، قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا، وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ بِالْخَيْرِ، وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ، وَكُفُوا الْعَمَلَ، وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ، وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٥٣]

501- عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عراق سے کچھ آدمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور سوال کیا کہ کیا آپ جمعہ کے دن کا غسل واجب سمجھتے ہیں؟ فرمایا: نہیں، لیکن وہ بہتر ہے، اس میں پاکیزگی ہے، اگر وہ غسل نہ کرے تو اس پر یہ واجب نہیں اور میں تمھیں بتاؤں گا کہ یہ غسل کس طرح شروع ہوا۔ لوگ تنگ دست تھے اور محنت کرتے تھے۔ اون کے کپڑے پہنتے تھے اور پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے تھے اور مسجد تنگ تھی اور اس کی چھت نیچی تھی، وہ صرف ایک چھپر سا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گرمیوں میں نماز کے لیے نکلے اور صفوں میں لوگوں کو بہت پسینہ آیا۔ مسجد میں بو پھیل گئی، جس سے آپس میں ایذا پہنچی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اس دن میں ضرور غسل کرو اور جو تیل یا خوشبو اچھے سے اچھا مل سکے، اسے استعمال کرو۔'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وسعت فرما دی اور لوگ اون کے بغیر کپڑے پہننے لگے اور کام کاج میں بھی کافی سہولت ہوگئی اور مسجد بھی وسیع ہوگئی اور پسینہ جاتا رہا، جس سے ایک دوسرے کو ایذا پہنچتی تھی۔ (ابوداود)

بَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان

یہ خون ہر ماہ عورتوں کو مخصوص دنوں میں آتا ہے۔ رحم کے فضلات اس کے ساتھ نکلتے ہیں، اگر صحت اچھی ہو تو خون باقاعدہ آتا ہے، ان ایام میں نماز معاف[1] ہے۔ روزے دوسرے وقت میں قضا کرنے چاہییں۔ میاں بیوی میں مقاربت ممنوع ہے۔ اس کے سوا ملنے جلنے اور گھر میں اکٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورتوں کو تین قسم کے خون آتے ہیں: ① حیض، ② استحاضہ، ③ نفاس۔ استحاضہ بیماری سے آتا ہے اور نفاس پیدائش کے بعد۔ حیض اور نفاس کا ایک ہی حکم ہے۔ استحاضہ میں نماز، روزہ اور باہم مقاربت کی اجازت ہے، یعنی اس کا حکم طہر کا حکم ہے۔



[1] حائضہ کو نماز ایامِ حیض تک معاف ہے، سوائے خارجیوں کے، حائضہ پر ایامِ حیض کی نمازوں کی قضا کا کوئی بھی قائل نہیں اور خارجی بالاتفاق اسلام سے خارج ہیں۔ یہودی لوگ ان ایام میں عورت کو الگ کر دیتے اور نہایت رڈی حالت میں رکھتے۔ اس کی خوراک کے برتن الگ رکھتے، لیکن اسلام نے عورت پر احسان فرمایا اور بتایا کہ عورت سے مباشرت نہ کی جائے، اس کے علاوہ اس سے تعلقات رکھے جا سکتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۵۰۲۔ (صحیح) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ الْآيَة. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ» فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُودَ. فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ. فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا. فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنْ لَّمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [۳۰۲]

502- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب عورت کو حیض آتا تو یہودی نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ گھر میں اکٹھے رہتے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی بابت آنحضرت ﷺ سے دریافت فرمایا تو آیت: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ... الآية﴾ نازل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجامعت کے سوا ہر تعلق درست ہے۔'' جب یہود کو یہ اطلاع پہنچی تو انھوں نے کہا کہ یہ شخص ہماری ہر بات میں مخالفت کرتا ہے۔ اسید بن حُضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کے پاس یہود کی اس گفتگو کا ذکر کیا اور کہا کہ کیا ہم (ان ایام میں ان سے) مجامعت بھی نہ کریں۔ آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ ہم نے خیال کیا کہ حضرت ﷺ ان پر ناراض ہیں، وہ دونوں وہاں سے چلے گئے، ان کو راستے میں دودھ ہدیہ ملا، جو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے پیچھے آدمی بھیجا اور ان کو دودھ پلایا تو معلوم ہوا کہ ان پر ناراض نہیں تھے۔ (مسلم)

۵۰۳۔ (صحیح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ۲۹۹، ۳۰۱]

503- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور آنحضرت ﷺ ایک برتن میں غسل

کرتے اور ہم جنبی ہوتے اور مجھے آپ ﷺ حکم فرماتے تو میں تہبند باندھ لیتی۔ آپ ﷺ ایامِ حیض میں میرے پاس لیٹ جاتے اور اعتکاف میں مسجد سے سر باہر نکالتے اور میں اسے دھو دیتی اور میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری، مسلم)

٥٠٤۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٠٠]

505- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، میں ایامِ حیض میں پانی پی کر (برتن) آنحضرت ﷺ کو دے دیتی۔ آپ ﷺ میرے منہ کی جگہ منہ لگا کر پی لیتے اور میں اسی حالت میں ہڈی سے گوشت نوچتی اور پھر آپ ﷺ کو دے دیتی۔ آپ ﷺ وہیں سے گوشت نوچتے، جہاں سے میں نے نوچا ہوتا۔ (مسلم)

٥٠٥۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٩٧، صحيح مسلم: ٣٠١]

505- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ایامِ حیض میں آنحضرت ﷺ میری گود میں ٹیک لگا لیتے اور قرآن پڑھتے۔ (بخاری، مسلم)

٥٠٦۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٩٨]

506- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مسجد سے چٹائی دے دو، میں نے عرض کی: میں حائضہ ہوں۔ فرمایا: ''حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں۔'' (مسلم)

٥٠٧۔ (صحيح) وَعَنْ مَيْمُونَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ، بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٧٩، صحيح مسلم: ٥١٣]

507- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنحضرت ﷺ ایک چادر میں نماز ادا فرماتے، جس کا کچھ حصہ آپ ﷺ نے لیا ہوتا اور کچھ حصہ مجھ پر ہوتا اور میں ایامِ حیض میں ہوتی۔ (صحیح بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥٠٨۔ (صحيح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٣٥] وَابْنُ مَاجه [٦٣٩] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٦٢] وَفِي رِوَايَتِهِمَا: «فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ»، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

508- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو عورت کے پاس ایامِ حیض میں آئے، یا دبر میں بدفعلی کرے، یا کاہن کے پاس جائے، اس نے اس دین کا انکار کر لیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) لیکن ان دونوں میں یہ لفظ زیادہ ہیں: ”اور وہ کاہن کی تصدیق کرے تو اس نے کفر کیا۔“ ترمذی فرماتے ہیں: ہمیں یہ حدیث صرف حکیم الاثرم کے واسطے سے پہنچی، وہ ابو تمیمہ سے روایت فرماتے ہیں اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

٥٠٩۔ (ضعيف) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: «مَا فَوْقَ الْإِزَارِ، وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ». رَوَاهُ رَزِينٌ وَقَالَ مُحْيِي السُّنَّةِ: إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ. [سنن أبي داود: ٢١٣]

509- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: حیض کے ایام میں میرے لیے میری بیوی سے کیا چیز حلال ہے؟ فرمایا: ”تہبند سے اوپر اور اس سے بچنا بہتر ہے۔“ (رزین، محی السنہ فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح نہیں)

٥١٠۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٣٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٦٦] وَالنَّسَائِيُّ [٢٨٩] وَالدَّارِمِيُّ [١١٥١] وَابْنُ مَاجه [٦٤٠]

510- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی حیض کی حالت میں ہم بستری کرے تو اسے نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے۔“ (ترمذی، ابوداود، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

٥١١۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ

فَدِينَارٌ، وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٣٧]

511- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: ''اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کرے گا، اگر زرد ہو تو نصف دینار۔'' (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥١٢- (**صحيح لغيره**) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا، ثُمَّ شَأْنُكَ بِأَعْلَاهَا». رَوَاهُ مَالِكٌ [١٨٤] وَالدَّارِمِيُّ [١١٤٨] مُرْسَلًا.

512- زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ حیض کی حالت میں میری بیوی سے کیا کچھ حلال ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا تہبند مضبوط باندھ دو۔ پھر اوپر کے حصے میں آپ کو اختیار ہے۔'' (مالک) دارمی نے مرسل روایت کیا ہے۔

٥١٣- (**منكر**) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَم نَقْرَبْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهُرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٧١]

513- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حائضہ ہوتی تو میں بستر سے چٹائی پر اتر جاتی اور جب تک ہم پاک نہ ہو جاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ جاتیں۔ (ابوداود)

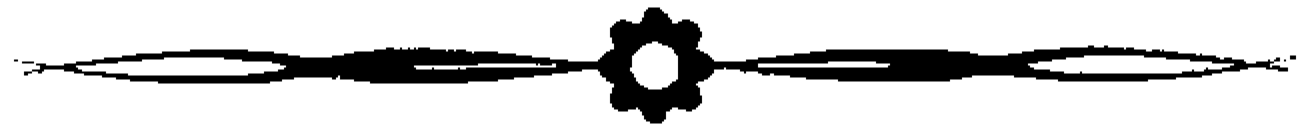


بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان

یہ خون رحم کی رگوں سے جاری ہوتا ہے۔ غیر طبعی خون ہے۔ بیماری کی وجہ سے جاری ہو جاتا ہے، اس میں نماز روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں، اس میں ہر نماز کے لیے غسل کیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ ہر دو نماز کے لیے غسل کیا جائے تو مناسب ہے، آنحضرت ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور نمازِ فجر کے لیے الگ غسل کر لیا جائے، ورنہ عام تندرستوں کی طرح اگر نہ بھی غسل کیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔

مستحاضہ کو اگر ایامِ حیض معلوم ہوں تو اس عادت کے مطابق نماز وغیرہ امور میں ایامِ حیض کا استثنا ہو جانا چاہیے، اگر عادت نہ معلوم ہو تو خون کے رنگ سے بھی ایامِ حیض کا علم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بھی کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ہر ماہ تخمیناً پانچ یا چھے دن مستحاضہ نماز وغیرہ ترک کر دے، یہ اندازہ ایامِ حیض کے لیے مفروضے کے طور پر ہو گا۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٥١٤۔ (صحیح) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٢٨، ٣٠٦، صحيح مسلم: ٣٣٣]

514- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: فاطمہ ابو حُبیش کی بیٹی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خونِ استحاضہ آتا ہے، سو میں اس سے پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں، جب تمھارے ایامِ حیض آجائیں تو نماز چھوڑ دو، جب وہ نکل جائیں تو خون صاف کر کے نماز شروع کرو۔'' (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥١٥۔ (حسن) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي، فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٨٦] وَالنَّسَائِيُّ [٢١٥]

515- عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فاطمہ بنت ابی حبیش سے بیان فرماتے ہیں کہ انھیں استحاضہ آتا تھا، اسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے، جب یہ آنے لگے تو نماز سے رک جاؤ، جب دوسرا خون آنے لگے تو وضو کرو، نماز پڑھو، کیونکہ یہ رگ کا خون ہے۔'' (ابوداود، نسائی)

٥١٦۔ (صحیح) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ

الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْيَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ». رَوَاهُ مَالِكٌ [١٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٧٤] وَالدَّارِمِيُّ [٨٠٧] وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٢٠٨] مَعْنَاهُ.

516- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایک عورت کو (استحاضے) کا خون آتا تھا، اس کے متعلق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن ایام میں اسے حیض آتا تھا، ان کا خیال رکھو، اس اندازے کے مطابق مہینے میں نماز چھوڑ دے، جب یہ ایام گزر جائیں تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے۔ پھر نماز پڑھے۔'' (مالک، ابوداود، دارمی) نسائی نے اس کے معنی کا ذکر کیا ہے۔

٥١٧۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ـ قَالَ يَحْيَى ابْنُ مَعِينٍ: جَدُّ عَدِيٍّ اسْمُهُ دِينَارٌ ـ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: «تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّي». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٢٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٩٧]

517- عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ عدی کے دادا سے روایت فرماتے ہیں، یحییٰ بن معین نے فرمایا: ان کے دادا کا نام دینار تھا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا کہ ایامِ حیض میں نماز ترک کر دے۔ پھر وہ غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی، ابوداود)

٥١٨۔ (حسن) وَعَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ. قَالَ: «أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ». قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَتَلَجَّمِي» قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَاتَّخِذِي ثَوْبًا» قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ، أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ مِنَ الْآخَرِ، وَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ» فَقَالَ لَهَا:

«إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ؛ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي فَإِنَّ ذَلِكِ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، وَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِينَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِينَ الْعَصْرَ، فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ، فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَى ذَلِكِ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَهَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٧٤٧٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٢٧٨] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٢٨]

518- حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، مجھے بہت استحاضہ ہوتا تھا، میں آنحضرت ﷺ کے پاس اس کی اطلاع اور اس کے متعلق پوچھنے کے لیے آئی، میں نے انھیں اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا۔ میں نے عرض کی: حضرت! مجھے بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے، میرے لیے کیا حکم ہے؟ مجھے اس تکلیف نے نماز اور روزے سے روک دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں روئی کے استعمال کا مشورہ دیتا ہوں، اس سے خون جذب ہو جائے گا۔'' میں نے عرض کی: وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ فرمایا: ''لگام کی طرح لنگوٹ باندھ دو۔'' اس نے کہا: وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ فرمایا: ''پھر کپڑا باندھ دو۔'' اس نے کہا: وہ اس سے بھی زیادہ ہے، وہ فوارے کی طرح زور سے نکلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں دو باتیں بتاتا ہوں، ہر ایک بات دوسری سے کفایت کرے گی اور اگر تم دونوں کام کر سکو تو تمھاری مرضی۔'' فرمایا: ''یہ ایک شیطانی حرکت ہے،[1] تم چھے سات دن تو اللہ کے علم میں حیض شمار کر لو، یہاں تک کہ تمھیں اپنی طہارت اور صفائی کا یقین ہو جائے تو ۲۳ یا ۲۴ دن رات نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ تمھارے لیے کافی ہے، اسی طرح ہر ماہ عورتوں کی طرح اپنے حیض اور طہارت کا

[1] ''رَكْضَةٌ'' دولتی کو کہتے ہیں۔ اس بیماری میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔ عبادت سے روکتا ہے۔ ان خیالات سے دل پر جو اثر پڑتا ہے، شبہات پیدا ہوتے ہیں، اسے رکضہ فرمایا۔ ''فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ'' کا یہ مطلب ہے کہ اندازہ درحقیقت تو اللہ کو معلوم ہے، ہم نے اس علم کا یہ اندازہ کر لیا۔

اندازہ کرو اور اگر ہو سکے تو ظہر کو مؤخر کرو اور عصر کو پہلے کرو۔ دونوں نمازوں کے لیے غسل کر کے دو نمازیں جمع کرو اور مغرب کو مؤخر کرو اور عشاء کو جلدی کرو، پھر غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کرو، اگر ایسا کر سکو تو کرو اور فجر کی نماز کے لیے الگ غسل کرو اور اگر روزہ کی طاقت ہو تو وہ بھی رکھ لو۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں سے مجھے زیادہ پسند ہے۔'' (احمد، ابو داود، ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥١٩۔ (**صحيح**) عَنْ أَسمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ اُسْتُحِيضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ. لِتَجْلِسْ فِي مِرْكَنٍ، فَإِذَا رَأَتْ صُفَارَةً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَّاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا، وَتَوَضَّأْ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٢٩٦] وَقَالَ: رَوَى مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

519۔ اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو اتنی مدت سے استحاضہ آ رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ تو شیطان کی شرارت ہے، اسے ایک لگن میں بیٹھنا چاہیے، جب پانی زرد ہو جائے تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل اور اس کے درمیان ہر نماز کے لیے وضو کرے۔'' (ابو داود) مجاہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں: جب اسے غسل سے تکلیف ہوئی تو اسے حکم فرمایا کہ دو نمازیں جمع کرے۔ (ابو داود)



كِتَابُ الصَّلاةِ

نماز کا بیان

نماز اسلام کا رکن ہے، عبادات میں اس کا مقام بہت بلند ہے، اس کا اثر قلب پر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی تعبدی حیثیت بہت نمایاں ہے اور اصلاحِ نفس میں اس کا فائدہ ظاہر ہے، اسی لیے شارع علیہ السلام نے اس کی فضیلت، اوقات، شروط، ارکان، آداب اور نوافل وغیرہ امور کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ توجہ کا یہ مقام باقی عبادات کو حاصل نہیں ہوا، اسے دین کے شعائر اور نمایاں علامات میں شمار کیا گیا۔

نماز کا تقریباً یہی طریق یہود اور نصاریٰ اور آلِ اسماعیل میں موجود اور مروج تھا۔ اوقات اور آداب کی یہ صورت بھی تقریباً ان میں موجود تھی اور ان میں اکثر اسے عبادت کے طور پر جانتے اور سمجھتے تھے۔ شارع علیہ السلام نے ان کی رسوم و عادات کو احکام میں ملحوظ رکھا اور قریباً وہی اوقات مقرر فرمائے، جو ان میں مشہور اور متعارف تھے اور ان کے جمہور ان پر متفق تھے۔۔ البتہ ان سے بعض موزے اور جوتوں سمیت نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ غالباً یہ رواج ان میں اس لیے پھیلا کہ موسیٰ علیہ السلام کو وادیِ طویٰ میں جوتے اتارنے کا حکم فرمایا گیا۔ (حالانکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ جوتے پاک نہیں تھے)۔

اس قسم کی تحریفات اور غلو آمیز بدعات میں ان کی مخالفت فرمائی تاکہ مسلمان ان سے ممتاز اور الگ رہیں۔ مجوس آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت آفتاب کی پرستش کرتے، ان اوقات کو بالکلیہ ترک کر دیا گیا۔ ان اوقات میں نماز کی اجازت ہی نہیں فرمائی گئی تاکہ مسلمان ان سے الگ رہیں۔

نماز کی فرضیت کے لیے بلوغت کا بھی انتظار نہیں فرمایا گیا، بلکہ سات سال کی عمر میں جوں ہی شعور کی پہلی قسط انسان کو عطا ہوئی، فطرت نے بلوغت کی طرف پہلا قدم اٹھایا، اسے نماز کی تلقین فرمائی تاکہ یہیں سے قوتِ ملکی سے ربط پیدا ہو اور ابدی سعادت سے حصہ ملے۔ دس سال کے بعد یہ شعور اور نمایاں ہوا تو نماز کی تلقین نے تاکید اور تادیب کی صورت اختیار کر لی، یہ صرف نماز کی خصوصیت ہے۔ باقی تمام عبادات کامل بلوغت سنِ رشد کے بعد ہی فرض ہوتی ہیں۔ اسی عمر میں انسان نفع اور

نقصان سوچنے کے قابل ہوتا ہے۔ دوست اور دشمن میں بقدرِ ضرورت تمیز کر سکتا ہے، اس کے عام حالات میں تمیز کر سکتا ہے، اس لیے عام حالات میں پندرہ سال کی عمر معین فرمائی گئی ہے۔ احتلام اور زیرِ ناف کے بال اگنا اس کی مشہور اور عام علامات ہیں۔

نماز چونکہ خالق اور مخلوق میں ربط کا بہترین ذریعہ ہے۔ حیوانی اور شہوانی پستیوں سے نکلنے کا پاکیزہ وسیلہ ہے۔ اس لیے بلوغِ اوّل کے ساتھ اس کا حکم فرما دیا گیا۔ مؤاخذہ اور تادیب کے لحاظ سے اسے باقی امور کے ساتھ بلوغِ کامل پر معلق فرما دیا گیا، مؤاخذہ اور اس کی تاکید دس سال سے شروع فرمائی گئی، کیونکہ یہ عمر دونوں بلوغ میں ایک برزخ کی حیثیت رکھتی ہے۔

پاکیزگی اور طہارت کے لحاظ سے اسے نہر سے تشبیہ دی گئی ہے، جو کسی مکان کے سامنے ہو اور صاحبِ مکان اس سے پانچ دفعہ اور روزانہ غسل کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[1]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان آئندہ رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں، اگر انسان کبائر سے پرہیز کرے۔''[2] نماز اگر خشوع سے صحیح طور پر ادا کی جائے تو طبعاً رجحان نیکی اور تقویٰ کی طرف ہو جاتا ہے، اسی حقیقت کے پیشِ نظر قرآنِ عزیز نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [العنكبوت: ٤٥]

''نماز بے حیائی اور خلافِ دستور کاموں سے روکتی ہے۔''

نماز کی اسی خصوصیت کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نماز کا ترک انسان اور کفر میں حدِ فاصل ہے۔''[3] یہ اسلام کا ایک ایسا نشان ہے، جب یہ مفقود ہو جائے تو اسلام کا فقدان اس کا منطقی نتیجہ ہے۔ نماز تسلیم و انقیاد کا صحیح نشان ہے، جب یہ نہ پائی جائے تو اسلام اور انقیاد کا وجود باقی نہیں رہے گا۔

نماز ایسی عبادت ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے مکمل ہدایات دی ہیں۔ ائمۂ حدیث نے اس کے احکام کو مختلف ابواب اور فصول میں ذکر فرمایا۔ اس کی کوئی جز قیاسی نہیں، نہ ہی اس میں کم و بیش

---

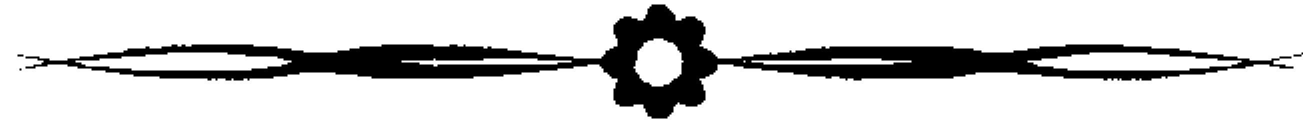
[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٦٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٣)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٢)

کرنے کا حق حاصل ہے۔ اوقات، اذکار کے الفاظ اور مقامات سب طے شدہ ہیں۔ رکعات و ارکان، آداب و شرائط اور منہیات کوئی چیز ایسی نہیں جسے آنے والوں کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہو، کوئی قوتِ حاکمہ اس میں مداخلت نہیں کرسکتی، نہ ہی آج تک تیرہ سو سال میں ائمہ سنت کو اس میں تبدیلی کا خیال پیدا ہوا۔

اس دورِ جہل میں جب کہ یورپین تعلیمات نے ایمان اور اعتقاد کو متزلزل کر دیا ہے۔ اعمالِ صالحہ سے طبائع روز بروز غیر مانوس ہو رہی ہیں۔ بعض جہلاء نے حدیث کی حجیت کا انکار کیا اور نماز میں ترمیم شروع کی تاکہ اسے قرآن سے کشید کرسکیں، مگر اس پچاس سال میں وہ اس طرح ناکام ہوئے، جس کی نظیر شاید ہی پائی جا سکے۔ صرف قرآن سے نماز کی اتنی صورتیں تخریج کی گئیں کہ ان کا باہمی اختلاف شرم ناک صورت اختیار کرنے لگا۔ طریقِ استدلال اس قدر بدنما ہے کہ اس پر علم اور عقل سرنگوں ہے۔ حدیث سے یہ حضرات اس لیے بھاگے تھے کہ اس کے اختلافات میں لاعلمی کی وجہ سے تطبیق نہیں دے سکتے تھے۔ قرآن نے انھیں اس قدر ننگا کیا کہ اب دہریت کے سوا ان حضرات کے لیے کوئی موزوں مقام نہیں، جہاں ان کی آوارگی کو سکون مل سکے۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ [الشعراء: ۲۲۷]



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۵۲۰۔ (صحیح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٣٣]

520۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں، اگر کبائر سے پرہیز کی جائے۔'' (مسلم)

۵۲۱۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ. قَالَ: «فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٢٨، صحيح مسلم: ٦٦٧]

521۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو، جس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، کیا اس کے بدن میں میل رہ سکے گی؟'' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اس کے بدن میں میل نہیں رہ سکتی۔ فرمایا: ''پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۵۲۲۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِي هٰذَا؟ قَالَ: «لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ». وَفِي رِوَايَةٍ: «لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٦٨٧، صحيح مسلم: ٢٧٦٣]

522۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا، آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر اس کی اطلاع دی۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

مِّنَ الَّيۡلِ ۚ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ﴾ [هود: ١١٤] ''دن کے دونوں اطراف میں نمازیں پڑھو اور رات کے کچھ حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔'' اس آدمی نے کہا: حضرت! یہ میرے لیے خاص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت کے لیے ہے۔'' اور ایک روایت میں فرمایا: ''میری امت سے جو اس پر عمل کرے۔'' (بخاری، مسلم)

٥٢٣۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ: وَلم يَسْأَلْهُ عَنهُ. وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ. قَالَ: « أَلَيسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟ » قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: « فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ حَدَّكَ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٨٢٣، صحيح مسلم: ٢٧٦٤]

523۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حد کو پہنچ چکا ہوں، آپ اسے مجھ پر قائم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ دریافت نہ فرمایا اور نماز کا وقت آ گیا اور اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھی، جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے، وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا: حضرت! میں حد کو پہنچ چکا ہوں، آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کو قائم کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کی؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تجھے معاف کیا یا تیری حد معاف فرما دی۔'' (بخاری، مسلم)

٥٢٤۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ: « اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا » قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: « بِرُّ الْوَالِدَيْنِ » قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: « اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ » قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٢٧، صحيح مسلم: ٨٥]

524۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کو کون سے عمل زیادہ پسند ہیں؟ فرمایا: ''بر وقت نماز۔'' میں نے عرض کی: پھر کون سا؟ فرمایا: ''ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔'' میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' آپ ﷺ

نے مجھے یہ باتیں بتائیں، اگر میں آپ ﷺ سے زیادہ دریافت کرتا تو مجھے زیادہ بتاتے۔[1] (بخاری، مسلم)

٥٢٥۔ (صحیح) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٨٢]

525۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(مسلمان) آدمی اور کفر میں فرق صرف نماز ہے۔ (ترکِ نماز سے کفر لازم ہوگا)۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥٢٦۔ (صحیح لغیرہ) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى؛ مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٧٠٤] وَأَبُو دَاوُدَ [١٤٢٠] وَرَوَى مَالِكٌ [٤٠٠] وَالنَّسَائِيُّ [٤٦١] نَحْوَهُ.

526۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اللہ نے فرض فرمائیں۔ جو وضو اچھا کرے اور وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع اور خشوع پوری طرح کرے، اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اسے معاف فرما دے، جو ایسا نہ کرے، اللہ کا اس سے وعدہ نہیں۔ چاہے اسے معاف فرما دے،[2] چاہے اسے عذاب فرما دے۔'' (احمد، ابوداود، مالک، نسائی)

٥٢٧۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «صَلُّوا

---

[1] اعمال کی فضیلت میں مختلف احادیث آئی ہیں۔ بعض میں کسی کو افضل فرمایا، بعض میں کسی اور کو۔ در اصل یہ اختلافِ سوال اور اوقات کے اختلاف کی وجہ سے ہے، جس طرح سائل نے سوال کیا، یا جس وقت جو عمل افضل تھا، آنحضرت ﷺ نے ذکر فرمایا، مثلاً: عبادات میں نماز افضل ہے۔ ابتدائے اسلام میں جہاد افضل تھا اور اب بھی بعض حالات کو بعض پر فضیلت ہو سکتی ہے، ان وجوہ سے ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔

[2] اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بے نماز حقیقی کافر نہیں، کیونکہ ترکِ نماز کے باوجود اسے مغفرت کی امید دلائی ہے، ایسے موقع پر کفر کا لفظ تغلیظاً آیا ہے یا بمعنی کفرانِ نعمت۔ تفصیل حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب الصلاۃ میں ملے گی۔

خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٦١] وَالتِّرْمِذِيُّ [٦١٦]

527- ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی پانچ نمازیں پڑھو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مال کی زکات دو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' (احمد، ترمذی)

٥٢٨. (صحيح لغيره) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِين، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٩٥]، وَكَذَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٥٠٥] عَنْهُ، وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ.

528- عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے سات سال کے ہوں تو ان کو نماز کا حکم دو، جب دس سال کے ہوں تو انھیں اس پر سزا دو اور انھیں (اس وقت) بستروں میں الگ کرو۔'' (ابو داود، شرح السنة) لیکن مصابیح میں یہ سبرہ بن معبد سے مروی ہے۔

٥٢٩. (صحيح) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٩٣٧] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٦٢١] وَالنَّسَائِيُّ [٤٦٣] وَابْنُ مَاجه [١٠٧٩]

529- بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم اور ہمارے مخالفین (اہلِ کفر) میں عہد نماز کا ہے، جس نے اسے ترک کیا، اس نے کفر کیا۔'' (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥٣٠. (صحيح) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ، وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هَذَا، فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَكَ اللَّهُ لَو سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ. قَالَ: وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ شَيْئًا. فَقَامَ الرَّجُلُ، فَانْطَلَقَ، فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ

رَجُلًا فَدَعَاهُ، وَتَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! هَذَا لَهُ خَاصَّةً؟ قَالَ: «بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣/ ٢١١٥ـ ٢١١٦، رقم: ٣٩]

530- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے کہا: میں مدینہ کے ایک کنارے میں ایک عورت سے ملا ہوں۔ مجامعت کے علاوہ میں نے اس سے سب کچھ کیا ہے۔ میں یہ موجود ہوں۔ آپ جو چاہیں فیصلہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ پر پردہ ڈالا تھا، کاش تم بھی پردہ رکھتے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور وہ آدمی چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ [هود: ١١٤] ''نماز قائم کرو، دن کے دو طرفوں اور رات کے بعض حصے میں، نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔'' اور قوم سے ایک آدمی نے کہا: حضرت! یہ اس آدمی کی خصوصیت ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ فرمایا: ''یہ سب لوگوں کے لیے ہے۔'' (مسلم)

٥٣١۔ (حسن لغیرہ) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، فَأَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ: فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ: فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ!» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ، كَمَا تَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٥٦]

531- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے گر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ کر ہلائیں اور ان کے پتے گرنے لگے۔ فرمایا: ''اے ابو ذر!'' میں نے عرض کی: حضرت! میں حاضرِ خدمت ہوں۔ فرمایا: ''مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کا ارادہ صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے، اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں، جیسے اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔'' (احمد)

٥٣٢۔ (صحیح) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَنْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيهِمَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٦٩١]

532- زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے اور اس میں بھولے نہیں، اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔“ (احمد)

٥٣٣۔ **(ضعیف)** وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: «مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُورٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٦٥٧٦] وَالدَّارِمِيُّ [٢٧٦٣] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٢٥٦٥]

533- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”جو اس پر نگہداشت کرے، وہ اس کے لیے نور اور دلیل ہوگی اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص اس کی نگہداشت نہ کرے، نہ اس کے لیے روشنی ہوگی، نہ دلیل، نہ ذریعۂ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“ (احمد، دارمی، شعب الایمان بیہقی)

٥٣٤۔ **(صحیح)** وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦٢٤]

534- عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسی عمل کے ترک کو نماز کے سوا کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (ترمذی)

٥٣٥۔ **(حسن لغیرہ)** وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ: فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٣٤١٤]

535- ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اگرچہ تمھیں قتل کیا جائے یا جلایا جائے اور فرضی نماز کو جان بوجھ کر کبھی نہ ترک کرنا، جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے اٹھ گیا اور شراب مت پینا کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (ابن ماجہ)

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

نماز کے اوقات کا بیان

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾ [النساء: ۱۰۳]

''اہلِ ایمان پر نماز مخصوص اوقات میں فرض ہے۔''

معلوم ہے کہ نماز کی پوری حقیقت میں عبادت اور عجز مضمر ہے۔ قیام، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ، اذکار، قراءت ہر چیز تعبد سے معمور ہے۔ اس سے مَلکی صفات میں نشوونما ہوتی ہے۔ روحانی راحتیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ انسان ملائے اعلیٰ سے قریب ہوتا ہے، حظیرۃ القدس سے اس کی مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

ایسی عبادت کا جس قدر التزام اور کثرت ہو اسی قدر قلب پر اثر زیادہ ہوگا، ہمیشگی اور باقاعدگی سے دل کے کوائف زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ مشہور ہے کہ عادات طبیعتِ ثانیہ کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔

اس زندگی میں یہ تو ممکن نہیں کہ اسبابِ معاش سے قطع تعلق کر کے پورا وقت عبادت میں صرف کرے، انسان مجبور ہے کہ ماحول کے مطابق معاش کے لیے کوشش کرے، وقت دے، شارع نے بھی ترغیب دی کہ کسبِ معاش کے لیے اسباب و ذرائع کا استعمال کر لیا جائے۔

اس لیے حکمت اور دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ عبادت اور کسبِ معاش کے اسباب میں وقت اس طرح تقسیم ہو کہ اللہ کے ساتھ تعلق بھی ٹوٹنے نہ پائے اور ضرورتِ زندگی میں انسان اپنے اقرباء اور ملت پر بوجھ نہ بنے، اسلام نے اوقاتِ نماز کی تقسیم میں یہی حکمت پیشِ نظر رکھی ہے۔

صبح کی نماز سے سورج کے زوال تک لمبا عرصہ طلبِ معاش اور کاروبار کے لیے دیا۔ رات کے سکون کے بعد اعضاء میں آمادگی، مزاج میں انتعاش موجود ہوتا ہے۔ قویٰ میں نشاط اور انگیز موجود ہوتی ہے۔ چار پانچ گھڑیاں مسلسل کام کر کے ضروریات کے متعلق ایک حد تک مطمئن ہو جاتا ہے۔

سورج جب نصف النہار سے جھکا اس کی تمازت میں ذرا کمی ہوئی۔ دیر تک کام کرنے کی وجہ سے طبیعت کسی قدر مائل بہ سکون ہوتی ہے، اس وقت پہلی نماز کا وقت رکھ دیا، اس سے آرام، سکون اور عبادت تینوں مقصد حاصل ہوں گے۔ سورج کے زوال کے بعد رات کے اندھیرے تک تھوڑے تھوڑے وقفوں سے عصر، مغرب اور عشا کے اوقات متعین فرمائے، جس سے حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا تسلسل بھی قائم رہتا ہے اور زندگی کی ضروریات وکسبِ معاش کے لیے وقت بھی مل جاتا ہے۔ ان اوقات میں رحمت کا نزول اور ملائکہ کی آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انسانی اعمال بھی اگر پیش ہو جائیں تو قبولیت کی امید بہت زیادہ ہوسکتی ہے۔

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴾ [بنی اسرائیل: ۷۸]

اس آیت میں تین اوقات کا صراحتاً ذکر آیا۔ سورج کا زوال، رات کا اندھیرا اور فجر۔ ابتدائے اسلام میں یہی تین اوقات تھے جو نماز کے لیے پسند کیے گئے۔ پھر پہلے دونوں وقت دو حصوں میں بانٹ دیے گئے۔ ظہر اور عصر ایک وقت میں اور مغرب اور عشاء اور فجر دونوں سے الگ ہوگئی۔ احادیث میں تو ان پانچ نمازوں کی صراحت ہے۔ قرآنِ عزیز میں صراحت تو نہیں مگر اس کے لیے کچھ اشارات ملتے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نمازیں پانچ ہیں: ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ اس میں صلوات کا لفظ جمع ہے اور پانچویں کو وسط فرمایا ہے۔ تین سے ایک نکل جائے تو جمع سے تعبیر میں مجاز ہی لینا پڑے گا اور وسطیٰ ایسے وقت آئے گی، جسے فرض کرنا مقتضائے حکمت کے خلاف ہے۔ ہر رات کے نصف گزرنے پر وسطیٰ آئے گی، اسے فرض کرنا، وقت کے لحاظ سے لا یطاق تکلیف ہوگی۔ اس وقت نماز فرض کرنا حکمتِ دینی کے مخالف ہے۔ قرآنِ عزیز میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کے نام اوقات کی تعیین کے بغیر آئے ہیں، قرآن کے اسلوبِ بیان کے مطابق اجمالاً تین اور پانچ اوقات دونوں کا ذکر آیا ہے۔

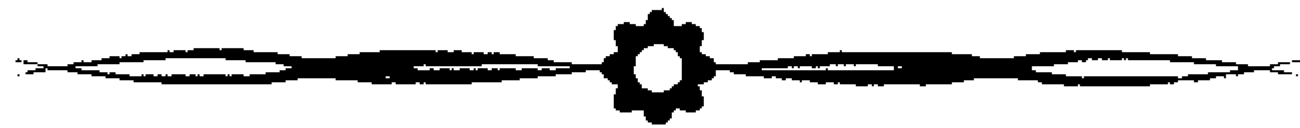
ضرورت کے وقت نماز جمع کی جا سکتی ہے، گو بعض ائمہ نے اس میں اختلاف فرمایا ہے، مگر صحیح یہی ہے کہ جمع درست ہے، لیکن کسی عذر سے ہونی چاہیے، بلا عذر اوقات کی تبدیلی بھلی نہیں معلوم ہوتی۔ اس میں سابقہ تین اوقات کی حکمت پائی جاتی ہے۔ ظہر وعصر جمع ہوسکتی ہیں۔ مغرب اور عشاء

جمع ہوسکتی ہے۔ عصر ومغرب یا عشاء فجر کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں، اس لیے کہ ان اوقات میں تناسب نہیں اور دو نمازیں جمع کرنا بلا وجہ درست نہیں، ورنہ اوقات کی تعیین کا کچھ فائدہ نہیں رہے گا۔

ہر نماز کے لیے وسیع وقت رکھا گیا تا کہ عذر کی وجہ سے نماز ضایع نہ ہو، بلکہ کسی قدر تاخیر سے پڑھ لے اور جماعت بھی ہو سکے، لوگ مسجد وغیرہ میں آ کر نماز ادا کر سکیں۔ آں حضرت ﷺ نے ابتدائے وقت کو افضل فرمایا، اوسط کو رحمت اور آخر وقت کو ادائے فرض کے لیے کافی سمجھا۔ یہ وسعت انسانی طبیعت کے لحاظ سے بھی معتبر ہوگی، ضرورتاً آخر وقت بھی ادا کے لیے جائز تصور کیا جا سکتا ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ آنحضرت ﷺ خود ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں دو دفعہ سے زیادہ آخر وقت میں نماز نہیں پڑھی اور وہ بھی صرف بیانِ جواز کے لیے، ورنہ آپ ﷺ دوسروں کو بھی ہمیشہ ابتدائے وقت میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہے۔ ایک آدمی نے سوال کیا: سب سے بہتر کون سا عمل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اول وقت کی نماز ادا کرنا'' اور آخر وقت کی بھی مومن کے لیے ایک حد ہے، ورنہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق آدمی بیٹھا رہتا ہے، جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اٹھ کر چار ٹکریں مار لیتا ہے، یہ منافق کی نماز ہے۔

اس کے علاوہ تنگ وقت میں جلدی جلدی نماز پڑھنے میں خشوع وخضوع تو نہیں پیدا ہوسکتا جو کہ نماز کی جان اور روح ہے۔ گویا تنگ وقت کی نماز عملی طور پر بے کار ہوتی ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے مؤاخذہ سے بچ گیا۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٥٣٦۔ (صحیح) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦١٢]

536- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت سورج کے زوال سے (اس وقت تک ہوگا) جب ایک آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے اور عصر کی نماز کا وقت نہ ہو اور عصر کا (آخری وقت) جب تک سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک سرخی غائب نہ ہو جائے اور عشاء کا وقت رات کے درمیانی نصف تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے، جب آفتاب نکلنا شروع ہو جائے تو ٹھہر جائے، نماز سے رک جائے، کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں میں طلوع ہوتا ہے۔''[1] (مسلم)

٥٣٧۔ (صحیح) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ

[1] سورج بعض علاقوں میں سیدھا سر کے اوپر سے گزرتا ہے اور بعض علاقوں میں خم کھا کر گزرتا ہے اور موسم کے لحاظ سے بھی اس کی رفتار میں یہ فرق ظاہر ہوتا ہے۔ گرمی میں وہ سر کے قریب سے گزرتا ہے اور سردیوں میں ایک طرف زیادہ خم کھا کر گزرتا ہے۔ ان دونوں موسموں میں سایہ کا حساب الگ الگ ہوتا ہے۔ جن ممالک سے سورج خم کے بغیر گزرتا ہے، وہاں دوپہر کے وقت جب سورج سر پر ہو تو ہر چیز کا سایہ اس کے قدموں میں ہوتا ہے، ظاہر نہیں ہوتا، اسی طرح گرمی کے موسم میں چونکہ سورج سر کے قریب ہوتا ہے، اس لیے سایہ کم ہوتا ہے، کیونکہ سورج کی رفتار میں خم اور انحراف کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سایہ عین دوپہر کے وقت بھی ہوتا ہے، سردیوں میں جیسے جیسے خم بڑھتا ہے، سایہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسے سایۂ اصلی کہا جاتا ہے۔ زوال کے بعد اس میں اور اضافہ ہوتا ہے، اس لیے مثل کا حساب کرنے کے وقت یہ سایہ منہا کر دیا جائے گا۔ اسے علاحدہ کرنے کے بعد جو سایہ ہوگا، مثل یا دو مثل اسی سے شمار ہوگا۔ آنحضرت ﷺ ظہر کا وقت زوال سے شروع فرماتے اور ایک مثل تک پڑھتے۔

وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ: «صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ» يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ، فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَبْرِدْ بِالظُّهْرِ، فَأَبْرَدَ بِهَا -فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا- وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦١٣]

537- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کی بابت دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے ساتھ دو دن نمازیں پڑھو۔'' جب سورج ڈھل گیا تو بلال کو حکم دیا، اس نے اذان کہی، پھر ظہر کے لیے اقامت کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اس نے عصر کی اقامت کہی اور ابھی سورج اونچا سفید اور صاف تھا۔ پھر اسے حکم فرمایا اس نے مغرب کی اقامت کہی، جب سورج غائب ہو گیا، پھر اسے حکم فرمایا، اس نے عشاء کے لیے اقامت کہی جب شفق غائب ہو گئی، پھر اسے حکم فرمایا، اس نے فجر کی اقامت کہی جب فجر ظاہر ہوئی، جب دوسرا دن ہوا تو بلال کو حکم فرمایا کہ ظہر میں دیر کرے، اس نے اس میں اچھی طرح دیر کی اور عصر اس وقت پڑھی جب سورج اونچا تھا، لیکن پہلے سے کافی مؤخر کیا اور مغرب کی نماز سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز تہائی رات گزرنے سے پہلے ادا فرمائی اور فجر کی نماز پڑھی اور اسے بہت روشنی میں پڑھا۔ پھر فرمایا: نمازوں کے وقت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی نے کہا: حضرت! میں ہوں۔ فرمایا: ''تمھاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے، جو تم نے دیکھا۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٥٣٨۔ (حسن لغيره) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ

أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٩٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٤٩]

538- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبرائیل نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی، جب سورج ایک تسمہ کے برابر ڈھلا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اور جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تو مجھے عصر کی نماز پڑھائی اور افطار کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی اور عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے پر پڑھائی اور صبح کی نماز جب روزہ دار پر کھانا حرام ہو۔ دوسرے دن مجھے ظہر اس وقت پڑھائی جب سایہ پورا مثل ہو گیا، اور اس دن عصر اس وقت پڑھائی جب سایہ دو مثل ہو گیا، اور مغرب اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز تہائی رات گئے تک پڑھائی اور فجر کی نماز صبح کھلنے کے بعد پڑھائی۔ پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے نبیوں کے وقت ہیں اور وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔'' (ابو داود، ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥٣٩- (**صحيح**) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اِعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ» يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٢١، صحيح مسلم: ٦١٠، ١٦٧]

539- ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کسی قدر نماز کو مؤخر کیا۔ حضرت عروہ نے ان سے کہا کہ یقیناً جبرائیل اترے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز

پڑھائی۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: تم کیا کہہ رہے ہو، ہوش کرو! عروہ نے کہا: میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا: وہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: ''جبرائیل اترے اور مجھے امامت کرائی اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی۔'' پانچ دفعہ انگلیوں پر گنا۔ (بخاری، مسلم)

٥٤٠۔ (ضعیف) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: إِنَّ أَهَمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ، ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ مُغِيبِ الشَّمْسِ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ، وَالصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٩]

540- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا: میرے نزدیک تمھارے سب کاموں سے نماز زیادہ اہم ہے، جس نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضایع کیا وہ باقی کاموں کو ضایع کرنے میں زیادہ دلیر ہوگا۔ پھر لکھا: ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب سایہ ایک ہاتھ کے برابر ہو یہاں تک کہ تم سے ہر ایک کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب سورج اونچا سفید اور صاف ہو، سوار دو فرسنگ (٦ میل) یا تین فرسنگ (٩ میل) غروب سے پہلے جا سکے اور مغرب جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء جب سرخی غائب ہو، تہائی رات تک۔ جو سوئے (خدا کرے) اس کی آنکھیں نہ سوسکیں۔ (تین بار فرمایا) اور صبح جب ستاروں کا جمگھٹا ہو۔ (مالک)

٥٤١۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٠٠] وَالنَّسَائِيُّ [٥٠٣]

541- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گرمیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ ظہر کا اندازہ تین قدم سے پانچ قدم تک تھا اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک۔ (ابوداود، نسائی) (یعنی سایۂ اصلی کے علاوہ)

بَابُ تَعْجِیْلِ الصَّلَاۃِ

نماز سویرے پڑھنا

نماز اسلام کے ارکان میں سے ہے۔ نماز کے اوقات میں وسعت رکھی گئی ہے۔ اس کی ابتداء ہے اور انتہاء بھی۔ پہلے، آخر اور درمیانی وقت میں نماز درست ہے، نیک کاموں میں تاخیر اور دیر پسندیدہ فعل نہیں، اس باب کا مطلب یہ ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے۔ عصر کی نماز میں دیر کو آنحضرت ﷺ نے خاص طور پر ناپسند فرمایا ہے۔ صبح کی نماز آپ ﷺ اندھیرے میں پڑھتے، لیکن صبح کھل چکی ہوتی۔ ظہر کی نماز گرمیوں میں کسی قدر دیر سے، خصوصاً جہاں سایہ وغیرہ کا انتظام نہ ہوتا، یا سفر کی صورت ہوتی، اسی کو ابراد سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ عشاء کی نماز میں تاخیر پسند فرماتے۔ بلاضرورت عشاء کے بعد گفتگو کو ناپسند فرماتے تاکہ عشاء کے بعد سو جائے اور صبح کی نماز میں صحیح وقت پر شریک ہو سکے۔

نماز ضائع ہو جانے کی صورت میں بعض لوگوں نے ایک حیلہ تراشا ہے، وہ نماز کے بدل میں کچھ غلہ بطورِ صدقہ دیتے ہیں، یا قرآنِ مجید اور کچھ نقدی آپس میں ایک دوسرے کو ہبہ کرتے ہیں، آخر میں یہ ہبہ امام مسجد کو مل جاتا ہے، یہ حیلہ بالکل غلط ہے۔ میت کو اس سے فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ مال ضائع ہو جاتا ہے اور شریعت کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا)



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٥٤٢۔ (صحيح) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٤١، ٧٧١، صحيح مسلم: ٦٤٧]

542- سیار بن سلامہ فرماتے ہیں: میں اور میرے والد ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے، میرے والد نے کہا: آنحضرت ﷺ فرضی نماز کیسے ادا فرماتے تھے؟ فرمایا: دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو، اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر پڑھنے کے بعد ہم اپنے گھر واپس آتے (اور مکان) مدینہ کی دوسری جانب ہوتا اور ابھی سورج صاف ہوتا۔ (دھوپ کا رنگ نہ بدلتا) اور مغرب کے متعلق انھوں نے جو کچھ فرمایا مجھے بھول گیا اور عشاء کی نماز جسے تم عتمہ[1] کہتے ہو، اسے دیر سے پڑھنا پسند فرماتے تھے اور اس سے پہلے سونا ناپسند فرماتے اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ سمجھتے، اور صبح کی نماز سے جب واپس آتے تو آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا، اور صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیت تک کے درمیان پڑھتے اور ایک روایت میں ہے: عشاء کی نماز تین تہائی رات تک دیر کی پروا نہ کرتے اور اس سے پیشتر سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

٥٤٣۔ (صحيح) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ، وَإِذَا

[1] ''عتمہ'' اول رات کے اندھیرے میں اونٹنیوں کے دودھ نکالنے کو کہتے ہیں۔ عشاء کو اسی لیے ''عتمہ'' کہا گیا ہے۔

قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٦٥، صحيح مسلم: ٦٤٦]

543- محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے آنحضرت ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا: ظہر ڈھلی دوپہر کے وقت ادا فرماتے اور عصر جب سورج پوری تابانی میں ہوتا اور مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز اگر لوگ زیادہ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے، اگر کم ہوتے تو تاخیر فرماتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔ (بخاری، مسلم)

٥٤٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ. [صحيح البخاري: ٥٤٢، صحيح مسلم: ٦٢٠]

544- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تو گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرتے۔ (بخاری، مسلم) اور یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

٥٤٥۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ». [صحيح البخاري: ٥٣٣، ٥٣٦، صحيح مسلم: ٦١٥] وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: «بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ، أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: «فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُومِهَا، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيرِهَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٣٧، ٣٢٦٠، صحيح مسلم: ٦١٧]

545- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔'' اور صحیح بخاری میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اور آگ نے اللہ کے پاس شکایت کی کہ اے اللہ! میرے بعض حصوں نے بعض کو کھا لیا۔ اللہ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی: ایک سردی میں۔ دوسرا گرمی میں۔ گرمی اور سردی کی شدت اسی وجہ سے ہے۔ (بخاری، مسلم) صحیح بخاری میں ہے: ''تم جس قدر زیادہ گرمی یا سردی محسوس کرتے ہو سو اسی کی گرمی اور سردی کی وجہ سے ہے۔''

٥٤٦۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٥٠، صحيح مسلم: ٦٢١]

546- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور سورج ابھی صاف اونچا ہوتا اور جانے والا مدینہ کی ملحقہ بستیوں میں پہنچ جاتا اور سورج ابھی اونچا ہوتا اور بعض عوالی (ملحقہ بستیاں) مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہوتیں۔ (بخاری، مسلم)

٥٤٧۔ (صحیح) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ: يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٢٢]

547- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ منافق کی نماز ہے، بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے سینگوں میں چلا جائے، کھڑے ہو کر کوے کی طرح چار چونچیں لگاتا ہے، اس میں اللہ کا ذکر تک نہیں ہوتا۔'' (مسلم)

٥٤٨۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٥٢، صحيح مسلم: ٦٢٦]

548- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہوگئی، یوں سمجھو کہ اس کا گھر بار ہر سب لٹ گیا۔'' (بخاری، مسلم)

٥٤٩۔ (صحیح) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٥٥٢، ٥٩٤]

549- بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عصر کی نماز ترک کر دی، اس کے اعمال برباد ہو گئے۔'' (بخاری)

٥٥٠۔ (صحیح) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٥٩، صحيح مسلم: ٦٣٧]

550- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرتے، پھر ہم واپس جاتے تو اپنا تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتے۔ (بخاری، مسلم)

٥٥١۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨٦٤]

551- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا: عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے سے لے کر پہلی رات کی تہائی کے درمیان تک پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

٥٥٢۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٨٦٧، صحيح مسلم: ٦٤٥]

552- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے، عورتیں کپڑا لپیٹ کر واپس ہوتیں، اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاسکتیں۔ (بخاری، مسلم)

٥٥٣۔ (صحيح) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى. قُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٥٧٦]

553- قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت جب سحری کے کھانے سے فارغ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا فرق تھا؟ فرمایا: اس قدر کہ انسان پچاس آیتیں پڑھ سکے۔ (بخاری)

٥٥٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ أَوْ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٢٣٨]

554- ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارا کیا حال ہوگا، جب تم پر ایسے امیر ہوں گے جو نماز ضائع کریں گے یا اسے اپنے وقت سے مؤخر کر دیں گے؟'' میں نے عرض کی: جناب مجھے کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: ''تم نماز اپنے وقت پر پڑھو اور اگر تم ان کے ساتھ نماز پا لو تو پڑھ لو یہ تمھارے لیے نفلی نماز ہوگی۔''[1] (مسلم)

٥٥٥- (**صحیح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ. وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٧٩، صحيح مسلم: ٦٠٨]

555- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح کی ایک رکعت پا لی اس نے صبح کی نماز پا لی اور جو عصر کی ایک رکعت آفتاب کے غروب سے پہلے پا لے اس نے عصر کی نماز پا لی۔'' (بخاری، مسلم)

٥٥٦- (**صحیح**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٥٥٦]

556- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی ایک رکعت عصر کی آفتاب کے غروب سے پہلے پا لے تو باقی نماز پوری کر لے اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت آفتاب کے طلوع سے پہلے پا لے تو باقی نماز پوری کر لے۔''[2] (بخاری)

٥٥٧- (**صحیح**) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً

---

[1] اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نماز میں وقت کی پابندی جماعت کی پابندی سے افضل ہے، جماعت کے لیے نماز کا وقت خراب نہیں کرنا چاہیے اور پہلی نماز فرضی ہوگی اور دوسری نفلی۔ نیز اس صورت میں وقت اور جماعت دونوں کا اجر مل جائے گا۔

[2] 555 اور 556 نمبر کی حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز وقت میں شروع ہو جائے اس کے بعد آفتاب نکل آئے یا غروب ہو جائے تو اس کا نماز پر اثر نہیں پڑے گا، صبح بھی ہو جائے گی اور عصر بھی۔ احناف کا خیال ہے کہ عصر کی نماز تو ہو جائے گی، لیکن صبح کی نماز نہیں ہوگی، کیوں کہ صبح کا آخری وقت کمزور ہے، یہ چوں کہ محض قیاس ہے۔ اس لیے یہ حدیث، احناف کے خلاف حجت ہے۔

أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا ». وَفِي رِوَايَةٍ: « لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٩٧، صحيح مسلم: ٦٨٤]

557- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے تو اسی وقت ادا کرے۔'' ایک روایت میں ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں[1]۔ (بخاری، مسلم)

٥٥٨. (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٨١]

558- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سو جانے میں کوئی گناہ نہیں، بیداری میں نماز ضائع کرنا گناہ ہے، جب تم میں سے کوئی بھول جائے یا سو جائے، جب یاد آئے نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾ [طٰهٰ: ١٤]'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥٥٩. (**ضعيف**) عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: « يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٧١]

559- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! تین کام ہیں، ان میں دیر مت کرنا: نماز کا جب وقت ہو جائے اور جنازہ جب تیار ہو جائے، جوان عورت کے لیے جب ہمسر خاوند مل جائے۔'' (ترمذی)

٥٦٠. (**موضوع**) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « اَلْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللَّهِ، وَالْوَقْتُ الْآخِرُ عَفْوُ اللَّهِ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٧٢]

---

[1] نماز اگرچہ کبھی بھول یا کسی عذر سے ضائع ہو جائے تو جب یاد آئے ادا کر لینا چاہیے، اس کا اجر وقتی نماز کی طرح ہوگا، اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں، بعض میت کی طرف سے فی نماز کچھ غلہ دیتے ہیں۔ بعض قرآن اس کے سر پر پھیرتے ہیں اور کچھ پیسے اس کے ساتھ دیتے ہیں، اسے اسقاط کہتے ہیں، یعنی اس حیلہ سے نماز اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی، یہ بالکل بے معنی ہے، یہ حدیث صراحتاً اس کے خلاف ہے۔

560۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کے اول وقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے، آخری وقت معافی کا سبب ہے۔'' (ترمذی)

٥٦١۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أُمِّ فَرْوَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «اَلصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٧١٠٤] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٧٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٢٦] وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَا يُرْوَى الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

561۔ ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''نماز اول وقت میں۔'' (احمد، ترمذی، ابوداود) امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر عمری سے مروی ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک قوی نہیں۔

٥٦٢۔ (حسن لغيره) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٧٤]

562۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ کے سوا نماز کبھی آخر وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے ان کو قبض فرما لیا۔ (ترمذی)

٥٦٣۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤١٧] وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ.

563۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی یا فرمایا: فطرت پر قائم رہے گی، جب تک مغرب کی نماز کو اس قدر دیر سے نہ پڑھیں گے کہ ستارے کثرت سے نکل آئیں۔'' (ابوداود) اور امام دارمی نے اسے عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٥٦٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٧٤١٢] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٦٧] وَابْنُ مَاجَه [٦٩١]

564۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں امت پر مشکل

نہ جانتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ عشاء کی نماز کو تہائی یا نصف رات تک تاخیر کریں۔'' (ابن ماجہ)

٥٦٥۔ (صحيح) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَعْتِمُوا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٢١]

565۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عشاء کی نماز دیر سے پڑھو، تم کو اس کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے اور کسی امت نے تم سے پہلے یہ نماز (اس وقت) نہیں پڑھی۔'' (ابو داود)

٥٦٦۔ (صحيح) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ؛ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤١٩] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٤٧]

566۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نمازِ عشاء کا وقت تم سب سے بہتر جانتا ہوں، آنحضرت ﷺ چاند کی تیسری تاریخ کو غروبِ قمر کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ (ابو داود، دارمی)

٥٦٧۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٥٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٢٤] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٥٣]، وَلَيْسَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ [٥٤٨]: «فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ».

567۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''فجر کو کھلنے دو، اس میں بہت زیادہ اجر[1] ہے۔'' (ترمذی، ابو داود، دارمی) لیکن نسائی میں ''فإنه أعظم للأجر'' نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥٦٨۔ (صحيح) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ

[1] اسفار کے معنی یہ ہیں کہ صبح کی سپیدی کھل جائے اور کوئی شبہ نہ رہے اور یہ غلس کے خلاف نہیں، اسفار کے باوجود غلس ہوسکتا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت نماز پڑھتے ہیں، جب مشرق کی طرف زردی پھیل جائے، یہ اصفار بالصاد کا مفہوم ہے، اسفار بالسین کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ صبح صاف ہو جائے، اس میں شبہ نہ رہے، زردی کے وقت نماز بالکل مکروہ ہے۔

اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجُزُورُ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ، ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٢٤٨٥، صحيح مسلم: ٦٢٥]

568- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے، پھر اونٹ ذبح کر کے اس کے دس حصے کیے جاتے۔ پھر پکایا جاتا اور سورج غروب ہونے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھا لیتے۔ (بخاری، مسلم)

٥٦٩۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ. فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَدْرِي: أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ، فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: «إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ، وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ» ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٣٩]

569- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم ایک رات نمازِ عشاء کے لیے آنحضرت ﷺ کے انتظار میں ٹھہرے رہے، آپ ﷺ تہائی رات گزرے یا اس سے کچھ دیر بعد تشریف لائے، یہ معلوم نہیں کہ گھر میں کوئی مشغلہ تھا یا کوئی اور کام۔ آپ ﷺ جب تشریف لائے تو فرمایا: ”تم اس نماز کے لیے انتظار کر رہے ہو، دوسرے مذہب کے لوگوں سے کوئی اس وقت اس کا انتظار نہیں کر رہا، اگر امت پر یہ وقت بھاری نہ ہوتا تو میں ان کو اس وقت میں نماز پڑھاتا۔“ پھر مؤذن کو حکم دیا، اس نے اقامت کہی اور نماز پڑھی۔

٥٧٠۔ (صحيح) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَاتِكُمْ شَيْئًا، وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٤٣]

570- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ساری نمازیں تمھاری طرح پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز تم سے ذرا دیر میں ادا فرماتے اور نماز ہلکی پڑھتے۔ (مسلم)

٥٧١۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ»

فَأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ، وَسَقَمُ السَّقِيمِ، لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٢٢] وَالنَّسَائِيُّ [٥٣٨]

571- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تشریف لائے یہاں تک کہ نصف شب گزر گئی۔ فرمایا: ''اپنی جگہ بیٹھے رہو۔'' ہم اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ چکے اور اپنے بستروں میں چلے گئے اور تم نے جس قدر انتظار کیا، تم نماز میں رہے، اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔'' (ابوداود، نسائی)

٥٧٢- (**صحيح**) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٦٤٧٨] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٦١]

572- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ظہر سویرے پڑھتے اور تم حضرت سے عصر سویرے پڑھتے ہو۔ (احمد، ترمذی)

٥٧٣- (**صحيح**) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٤٩٩]

573- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گرمی کے موسم میں حضرت نماز (ظہر) دیر سے پڑھتے اور سردی کے موسم میں سویرے پڑھتے۔ (نسائی)

٥٧٤- (**صحيح لغيره**) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا». فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: «نَعَمْ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٣٣]

574- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''میرے بعد تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے جنھیں کام کاج وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھے گا، یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جائے گا، تم نماز (صحیح) وقت پر پڑھ لو۔'' ایک شخص نے کہا: ان کے ساتھ بھی پڑھ

لوں؟ فرمایا: ''ہاں۔''[1] (ابوداود)

٥٧٥۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ، فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوُا الْقِبْلَةَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٣٤]

575- قبیصہ بن وقاص ﷛ روایت کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے، جو نماز دیر سے پڑھیں گے، یہ تمھارے لیے مفید ہے اور ان پر اس کا بوجھ ہے، پس جب تک قبلہ رو نماز پڑھیں، ان کے ساتھ نماز پڑھو۔'' (ابوداود)

٥٧٦۔ (صحیح) وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ ﷛ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ، وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ. فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ، وَإِذَا أَسَاؤُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٦٣]

576- عبیداللہ بن عدی بن خیار محاصرہ کے دنوں میں حضرت عثمان ﷛ کے پاس گئے، فرمایا: آپ عامۃ المسلمین کے امام ہیں اور آپ پر جو مصیبت ہے وہ معلوم ہے اور ہمیں فتنہ پرور امام نماز پڑھاتے ہیں اور ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ فرمایا: نماز لوگوں کے اعمال سے بہتر عمل ہے، جب لوگ اچھا کام کریں تو اچھے میں ان کے شریک ہو جاؤ اور جب برائی کریں تو برائی سے الگ رہو۔ (بخاری)



[1] آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی صحیح نکلی۔ خلفائے بنوامیہ کی عادت تھی کہ وہ نمازوں میں دیر کرتے تھے۔ صحابہ کرام ﷡ کو یہ عادت ناپسند تھی، وہ نماز اول وقت پڑھ لیتے، اگر موقع ملتا تو امراء کے ساتھ بھی ادا کر لیتے۔ دوسری نماز نفل سمجھ لیتے۔ اب تک بنوامیہ کی سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ اکثر احناف نماز خراب کر دیتے ہیں، عصر تو عموماً ایسے وقت میں پڑھی جاتی ہے جسے حضرت ﷺ نے منافقوں کی نماز فرمایا ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ الصَّلَاةِ

نماز کی فضیلت

قرآنِ عزیز نے اعمالِ خیر کو بہت اہمیت دی ہے، علمائے حق نے اعمال کو ایمان کا جزو سمجھا ہے۔ نماز کا مرتبہ حسنات میں سب سے بڑا ہے۔

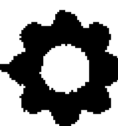
﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ﴾ [هود: ١١٤] ''نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

نماز در اصل عبادات کا مجموعہ ہے۔ تلاوت، ذکر، دعا، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ یہ مختلف قسم کی عبادات نماز میں جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ عبادت تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں مروج تھی، اس میں جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی اور نظافت رکھ دی گئی ہے۔ کپڑے اور جگہ کی طہارت اس میں ضروری ہے، اس قدر نظافتوں کا اثر یقیناً روح کو نظیف اور پاک کر سکتا ہے۔ نمازِ کامل اسلام کا بڑا اہم شعار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ»[1]

''کفر اور انسان میں نماز کا فرق ہے۔''

مومن بے نماز نہیں ہو سکتا، کافر کو اس کی پروا نہیں ہوتی، اتنی عظیم الشان عبادت جو مختلف قسم کی عبادات کا مجموعہ ہو، ہر قسم کی پاکیزگی جس میں ملحوظ رکھی گئی ہو، جس میں شعائر و علامات جمع کر دیے گئے ہوں، جب اسے ترک کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ اسلام ناپید ہو، پاکیزگی مفقود ہو، خیر و برکت ختم ہو جائے، یہی کفر کا بنیادی اثر ہے۔



[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٨٢)

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٥٧٧۔ (صحيح) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا» يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٣٤]

577۔ عُمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ”جو شخص آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز پڑھے، وہ کبھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“ یعنی فجر[1] اور عصر کی نماز۔ (مسلم)

٥٧٨۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «من صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٧٤، صحيح مسلم: ٦٣٥]

578۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں ادا کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (بخاری، مسلم)

٥٧٩۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٥٥، صحيح مسلم: ٦٣٢]

579۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز کے وقت جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جو تم میں رات رہے، وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے، حالانکہ اسے ان سے خود زیادہ علم ہے، تم نے

[1] حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز شغل کی وجہ سے اور صبح کی نماز نیند اور آرام کی وجہ سے زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے، جو شخص ان کو بروقت ادا کر سکتا ہے، وہ باقی نمازیں بھی ضائع نہیں کرے گا، اس لیے آں حضرت ﷺ نے جنت کی بشارت دی، اس کا یہ مطلب نہیں کہ دو ادا کرے تو باقی معاف ہو جاتی ہیں۔

میرے بندوں کو کیسے چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا ہے اور جب ہم گئے تھے، اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۵۸۰۔ (صحیح) وَعَنْ جُنْدُبٍ الْقَسرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٥٧]. وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ "الْقُشَيْرِيِّ" بَدَلَ "الْقَسرِيِّ".

580۔ جندب قسری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو صبح کی نماز پڑھے، وہ اللہ کے ذمے میں ہے، سو اللہ اپنے ذمے کی بابت کوئی چیز طلب نہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے ذمے کے لیے طلب کرے گا، پھر اسے منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔'' (مسلم) مصابیح کے بعض نسخوں میں ''قسری'' کے بجائے ''قشیری'' ہے۔

۵۸۱۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِيْ النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيْ التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيْ الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَو حَبْوًا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦١٥، صحيح مسلم: ٤٣٧]

581۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کس قدر اجر ہے، پھر وہ اسے قرعہ اندازی کے سوا نہ پا سکیں تو وہ قرعہ اندازی کریں گے اور اگر جان لیں کہ ظہر کی نماز سویرے پڑھنے میں کتنا اجر ہے تو اس کے لیے وہ دوڑیں اور اگر وہ جانیں کہ عشاء کی نماز اور صبح میں کس قدر اجر ہے تو ان کے لیے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔'' (بخاری، مسلم)

۵۸۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٥٧، صحيح مسلم: ٦٥١]

582۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''منافقین پر عشاء اور

صبح سے کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں اور اگر وہ ان کے ثواب کو جان لیں تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئیں۔" (بخاری، مسلم)

٥٨٣۔ (صحیح) وَعَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٥٦]

583- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے، اسے نصف شب قیام کا ثواب ملے گا اور جو شخص صبح کی نماز با جماعت ادا کرے، گویا اس نے تمام رات قیام کیا۔" (مسلم)

٥٨٤۔ (صحیح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبَ». قَالَ: «وَتَقُولُ الْأَعْرَابُ: هِيَ الْعِشَاءُ» وَقَالَ: "لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللَّهِ الْعِشَاءُ، فَإِنَّهَا تَعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [صحيح البخاري: ٥٦٣، صحيح مسلم: ٦٤٤]

584- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "بدوی[1] مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آ جائیں، کیونکہ وہ اسے عشاء کہتے ہیں اور عشاء کی نماز کے نام میں بھی وہ تم پر غالب نہ آ جائیں، اس کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء ہے، اسے اونٹوں کا دودھ نکالنے کے وقت تک دیر سے پڑھتے ہیں۔" (بدو اسے اس لیے عتمہ کہتے ہیں)۔ (مسلم)

٥٨٥۔ (صحیح) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى: صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٤٥٣٣، ٤١١١، ٦٣٩٦، صحيح مسلم: ٦٢٧]

585- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے خندق کے دن فرمایا: "کفار نے ہمیں وسطیٰ، یعنی عصر کی نماز سے روک دیا، خدا ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔" (بخاری، مسلم)

---

[1] حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بول چال ہمیشہ فصیح زبان میں ہونی چاہیے، گنواروں کی زبان بولنا فصاحت کے منافی ہے، اس لیے اس سے پرہیز کے لیے فرمایا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٥٨٦۔ (صحيح) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنهما قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٨١]

586۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔'' (ترمذی)

٥٨٧۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ قَالَ: «تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣١٣٥]

587۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ [بني إسرائيل: ٧٨] فرمایا: اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔'' (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٥٨٨۔ (ضعيف) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ رضي الله عنهما قَالَا: الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٤٦٠] عَنْ زَيْدٍ، وَالتِّرْمِذِيُّ [١٨٢] عَنْهُمَا تَعْلِيقًا.

588۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ سے ظہر کی نماز مراد ہے[1]۔ (مالک نے زید سے اور ترمذی نے دونوں سے تعلیقاً روایت کیا ہے)۔

٥٨٩۔ (صحيح) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا، فَنَزَلَتْ: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ وَقَالَ: إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٥٩٥] وَأَبُو دَاوُدَ [٤١١]

---

[1] یہ صحابی کا اثر ہے اور اس سے پہلے 585 میں مرفوعاً آنحضرت ﷺ سے مذکور ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے، اس میں حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں، حسن کے سمرہ سے سماع میں اختلاف ہے، علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یہ سماع ثابت اور صحیح ہے، اسی لیے صحیح حدیث کو ترجیح ہوگی۔

589- زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سویرے پڑھا کرتے تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کوئی نماز اس سے سخت نہ تھی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ [البقرۃ: ٢٣٨] ''ساری نمازوں پر حفاظت کرو، خاص کر درمیانی نماز پر اور زید بن ثابت نے کہا: اس سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد بھی۔[1] (احمد، ابوداود)

٥٩٠۔ (ضعيف) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما كَانَا يَقُولَانِ: الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ. رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ [٤٦١]، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٨٢] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ تَعْلِيقاً.

590- امام مالک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بابت معلوم ہوا کہ وہ صلاۃ الوسطیٰ سے صبح کی نماز مراد لیتے تھے۔ (موطا، ترمذی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً روایت کیا)۔

٥٩١۔ (ضعيف جدًّا) وَعَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: «مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ، وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجه [٢٢٥٣]

591- سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے لیے گیا، وہ ایمان کا جھنڈا اٹھا کر گیا اور جو بازار کی طرف گیا، وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر گیا۔'' (ابن ماجہ)

---

[1] 588 اور 589 یہ بھی زید بن ثابت کا اثر ہے۔ مرفوع حدیث نہیں۔

بَابُ الْأَذَانِ

اذان کا بیان

نماز صحیح قول کے مطابق سنہ ۱۲/ نبوی میں معراج کی رات کو فرض ہوئی۔ اس کے بعد سنہ ۱۳/ نبوی میں آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ مکہ معظمہ میں جماعت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مخالفت زیادہ تھی۔ حرم میں آنحضرت ﷺ آزادی سے نماز نہیں ادا کر سکتے تھے۔ نماز کی فرضیت کے بعد جبریل کی امامت کا ذکر تو آتا ہے، لیکن بیت اللہ میں باقاعدہ جماعت کا ذکر نہیں ملتا، اس لیے ظاہر ہے کہ اس وقت اذان کی ضرورت ہی نہیں تھی

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ضرورت محسوس ہوئی کہ نماز اکٹھی پڑھی جائے۔ یہاں آتے ہی مسجد کی تعمیر فرمائی تھی۔ مخالفت کے باوجود جماعت اور نماز میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، اس لیے یہاں اجتماع میں رکاوٹ نہ تھی، جگہ موجود تھی۔ وقت پر جمع ہونے کے لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی اطلاع کی صورت سوچی جائے۔

اس ضمن میں تین تجویزیں پیش ہوئیں: مجوس کی طرح آگ جلائی جائے، یہود کی طرح سینگ بجایا جائے اور عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے۔ اس میں قباحت یہ تھی کہ یہ دوسری غیر مسلم قوموں کی نقالی تھی، جو ایک زندہ قوم کے لیے موت کے مترادف ہے۔ آنحضرت ﷺ اور خلفاء رحمۃ اللہ علیہم ہمیشہ دوسری قوموں کی نقالی سے بچتے۔ فوجوں کو جو ہدایات بھیجی جاتی تھیں، ان میں بھی یہ اصول پیشِ نظر رہتا، اس لیے یہ سب چیزیں ناپسند کر دی گئیں اور مجلس کسی فیصلے کے بغیر ہی ختم ہو گئی۔

اس اثناء میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا، جس میں ایک شخص اذان اور اقامت کہہ رہا ہے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔ اس قسم کے خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ نے بھی دیکھے۔ ابن ہشام کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے

کہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی بھی اذان بتائی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے منظور فرمایا۔ عبداللہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھا دیں۔

اسلام کے مزاج کے لحاظ سے یہ کلمات مناسب تھے۔ اللہ تعالیٰ کی برتری کا ذکر، وحدانیت اور رسالت پر موکد شہادت، اس کے بعد صلاۃ اور اس کے نتیجے میں فلاح اور کامیابی کے لیے چار آوازیں دے کر اللہ کی توحید اور برتری پر اذان ختم کر دی گئی۔ گویا اسلام کے مقاصد کی تبلیغ اس میں پوری طرح آ گئی تھی۔

اس لیے اذان کو اسلام کے شعائر سے شمار فرمایا۔ دار الحرب اور دار الاسلام میں یہی مابہ الامتیاز ہے، اگر نمازِ صبح میں کسی بستی سے اذان کی آواز نہ آتی تو اسلامی لشکر ایسی بستیوں پر حملہ کر دیتے، اسے لوٹ لیتے۔

حضرت بلال دوہری اذان کہتے۔ شہادتین کو چار دفعہ دہراتے، ایک دفعہ ذرا ہلکی آواز دوسری دفعہ اونچی آواز اور اقامت میں شہادتین ایک ایک دفعہ کہتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:

”وَلِلْأَذَانِ طُرُقٌ أَصَحُّهَا طَرِيقَةُ بِلَالٍ فَكَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً“ (حجة الله: ۱/ ۱۰۲)

اذان میں حضرت بلال کا طریقہ صحیح تھا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اذان دو دو دفعہ ہوتی اور اقامت ایک ایک دفعہ ہوتی۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دونوں یکساں کہتے۔ شرعاً دونوں امر جائز ہیں۔ مصالحِ شرعیہ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان زیادہ موافق ہے۔ گو اذان سے مقصد بظاہر اطلاع اور اعلان ہی ہے، لیکن اس کا مطلب اللہ کا خوف اور اس کی طرف آنا ہے۔

اسی لیے شیطان اس سے بھاگتا ہے، اسے طبعاً اس مقدس اعلان سے نفرت ہے۔ اذان کا مزاج ابلیسی مزاج کے خلاف ہے، جب اذان سنتا ہے تو اس کی پیٹھ سے ہیبت کی وجہ سے غیر مانوس آوازیں نکلتی ہیں۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۵۹۲۔ (صحيح) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ، فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَذَكَرْتُهُ لِأَيُّوبَ. فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٠٣، صحيح مسلم: ٣٧٨]

592۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے آگ اور ناقوس اور یہود، نصاریٰ (کی اذان) کا ذکر کیا، پس بلال کو حکم کیا گیا کہ اذان شفعہ دو دو دفعہ کہیں اور اقامت وتر کہیں۔ اسماعیل کہتے ہیں: میں نے اس کا ذکر ایوب سے کیا، انھوں نے فرمایا: "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" دو دفعہ کہتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۵۹۳۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ: «قُلِ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ تَعُودُ فَتَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٧٩]

593۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود مجھے اذان بتائی۔ فرمایا: "کہو "الله أكبر" (۴ دفعہ) "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (دو دفعہ) "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" (۲ دفعہ) پھر "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (دو دفعہ) اور "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" (دو دفعہ) یعنی پھر دوبارہ یہ کلماتِ شہادتیں دو دو دفعہ کہیں۔ "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" "نماز کے لیے آؤ" (۲ دفعہ) "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" "کامیابی کے لیے آؤ" (دو دفعہ)۔ "اَللَّهُ أَكْبَرُ" (دو دفعہ)۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔" (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٥٩٤۔ (حسن) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٥١٠] وَالنَّسَائِيُّ [٦٢٨] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٢٠]

594۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اذان آنحضرت ﷺ کے وقت دو دو دفعہ تھی اور اقامت ایک ایک دفعہ، لیکن ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“، ”نماز تیار ہے۔“ دو دفعہ فرمایا۔ (ابوداود، نسائی، دارمی)

٥٩٥۔ (حسن صحيح) وَعَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٥٣٨١] وَالتِّرْمِذِيُّ [١٩٢] وَأَبُو دَاوُدَ [٥٠٢] وَالنَّسَائِيُّ [٦٣٠] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٣٣] وَابْنُ مَاجه [٧٠٩]

595۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے انھیں اذان کے انیس (١٩) کلمات سکھائے اور اقامت کے سترہ کلمات۔ (احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

٥٩٦۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ، قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ. قَالَ: «تَقُولُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ. ثُمَّ تَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٠٠]

596۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: حضرت! مجھے آپ اذان کا طریق سکھائیں۔ فرمایا: آپ ﷺ نے میری پیشانی پر پیار دیا، فرمایا: ”اَللّٰهُ أَكْبَرُ“ (۴ دفعہ) اونچی آواز سے کہو۔ پھر ”أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ“ ”میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ (۲ دفعہ)۔

"أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" "میں گواہ ہوں کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔" ہلکی آواز سے۔ پھر "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" (دو دفعہ) "میں گواہ ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه" "میں گواہ ہوں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" اونچی آواز سے۔ پھر (۲ دفعہ) "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" "نماز کی طرف آؤ" (۲ دفعہ)، "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" "کامیابی کی طرف آؤ" (۲ دفعہ)، اگر صبح کی نماز ہو تو "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" "نماز نیند سے بہتر ہے۔" (۲ دفعہ) "اللّٰهُ أَكْبَرُ" (۲ دفعہ) "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" (ایک دفعہ) (ابوداود)

۵۹۷۔ (ضعیف) وَعَنْ بِلَالٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تُثَوِّبَنَّ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۱۹۸] وَابْنُ مَاجَه [۷۱۵]، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: أَبُو إِسْرَائِيلَ الرَّاوِيْ لَيْسَ هُوَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ.

597۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کسی نماز میں فجر کے سوا تثویب مت کہو۔" (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی فرماتے ہیں: اس حدیث میں ابو اسرائیل راوی اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

۵۹۸۔ (ضعیف) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: «إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ، وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ، وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [۱۹۵]. وَقَالَ: لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَهُوَ إِسْنَادٌ مَجْهُوْلٌ.

598۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور اقامت جلدی کہو اور اذان اور اقامت میں اتنا فرق ضرور رکھو کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے اور پینے والا پی جائے اور قضائے حاجت کے لیے جانے والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے اور جب تک مجھے دیکھ نہ لو، نماز کے لیے قیام مت کرو۔" (امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف عبدالمنعم کے طریق سے مروی ہے، اس کی سند مجہول ہے)۔

۵۹۹۔ (ضعیف) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ

اللَّهِ ﷺ: أَنْ أَذِّنْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَأَذَّنْتُ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُّقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِن أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٩٩] وَأَبُو دَاوُدَ [٥١٤] وَابْنُ مَاجَه [٧١٧]

599- زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ فجر کی نماز کے لیے اذان کہو۔ میں نے اذان کہی اور حضرت بلال نے تکبیر کا ارادہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”قبیلہ صداء کے آدمی نے اذان کہی تھی اور جو اذان کہے اقامت بھی وہی کہے گا۔“ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٦٠٠. (**صحيح**) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ لِلصَّلَاةِ، وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَي وَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٧٩، صحيح مسلم: ٨٣٥]

600- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسلمان جب مدینہ منورہ میں آئے تو وہ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا انتظار کرتے اور منادی کوئی نہیں کرتا تھا، ایک روز اس معاملے میں سب نے گفتگو کی۔ بعض نے رائے دی کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا جائے۔ بعض نے کہا: یہود کی طرح سینگ بجایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی آدمی کو بھیج دو کہ وہ اذان کہہ دے تو آنحضرت ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ اٹھ کر نماز کے لیے اذان کہہ دو۔ (بخاری، مسلم)

٦٠١. (**حسن صحيح**) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ؛ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: تَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، إِلَى آخِرِهِ، وَكَذَا الْإِقَامَةُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ. فَقَالَ: «إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقُمْ مَعَ

بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ، فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ » فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ. قَالَ: فَسَمِعَ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ وَيَقُولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « فَلِلَّهِ الْحَمْدُ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٩٩] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٢٤] وَابْنُ مَاجَه [٨٠٦] إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ الْإِقَامَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ [١٨٩]: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَكِنَّهُ لَمْ يُصَرِّحْ قِصَّةَ النَّاقُوسِ.

601- عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب آنحضرت ﷺ نے باجماعت نماز کے لیے ناقوس کا حکم فرمایا تو مجھے خواب میں ایک آدمی ملا جو ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے کہا: اللہ کے بندے! ناقوس بیچتے ہو؟ اس نے کہا: تم اسے لے کر کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ساتھ نماز کے لیے لوگوں کو بلائیں گے۔ اس نے کہا: میں تم کو اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اذان کہو۔ اللہ اکبر آخر تک اور اقامت بھی اسی طرح۔ میں صبح کے وقت آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اپنے خواب کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ یہ خواب صحیح ہے، تم اٹھو اور بلال کو بتاؤ، وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہے، اس کی آواز تم سے اونچی ہے۔'' میں کھڑے ہو کر بلال کو بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا، وہ گھر میں تھے، وہ اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے نکلے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے بھی ایسے ہی دیکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے حمد ہے۔'' (ابو داود، دارمی، ابن ماجہ) ابن ماجہ نے اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے، لیکن اس نے ناقوس کا ذکر نہیں فرمایا۔

٦٠٢۔ (ضعیف) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٢٦٤]

602- ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا، آنحضرت ﷺ جس شخص کے پاس سے گزرتے اسے آواز دیتے، یا اس کو اپنے پاؤں کے ساتھ ہلاتے۔ (ابو داود)

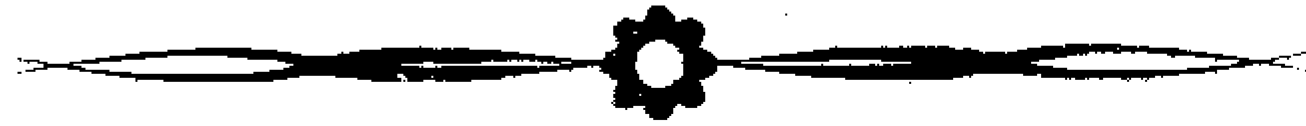
٦٠٣۔ (ضعیف) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ يُؤْذِنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ

فَوَجَدَهُ نَائِمًا، فَقَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ [۲۳۲].

603- امام مالک رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ مؤذن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس صبح کی نماز کے لیے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سو رہے تھے، مؤذن نے کہا: "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ." "نماز نیند سے بہتر ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم کیا کہ اسے صبح کی نماز میں کہو۔ (موطا)

٦٠٤۔ (**ضعيف**) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَجْعَلَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّه أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [۷۱۰]

604- عبدالرحمان بن سعد بن عمار بن سعد، جو آنحضرت ﷺ کے موذن تھے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کیا۔ آنحضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی انگلیاں (اذان کے وقت) کانوں میں داخل کرے۔ فرمایا: "اس سے تمھاری اذان اونچی ہو جائے گی۔" (ابن ماجہ)

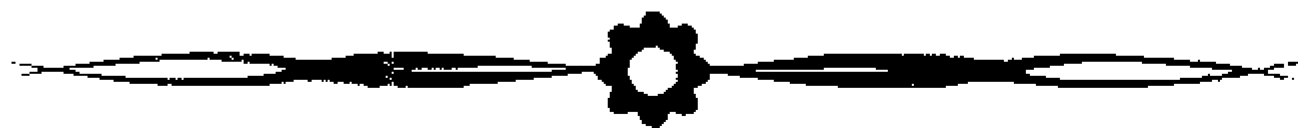


بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَإِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کی فضیلت اور مؤذن کے جواب کا طریقہ

نماز اسلام کا رکن ہے اور نیک عمل۔ اذان اس نیک کام کے لیے دعوت ہے اور دعوت بھی ایسی جس میں اسلام کے بنیادی اصولوں کا اعلان ہے۔ توحید، نبوت اور صفات کی منادی ہے، اس میں فضیلت ہونی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی، یہ خوبصورتی کی طرف اشارہ ہے۔ بقدرِ مناسب گردن کی لمبائی خوبصورتی کی دلیل ہے۔ ایک گڈریا جب اکیلا جنگل میں اذان دے کر نماز ادا کرتا ہے تو اس کا آسمان پر تذکرہ فرمایا جاتا ہے کہ اس نے یہ کام میرے خوف سے کیا، میں نے اسے جنت میں مقام عنایت فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے۔ بعض میں ہے کہ شیطان کی پیٹھ سے بدبودار ہوائیں نکلتی ہیں، مقصد یہ ہے کہ شیطان توحید کی آواز اور مسلمانوں کی اجتماعی عبادت سے گھبراتا ہے، اسی گھبراہٹ اور اضطراب سے یہ ہوائیں نکلتی ہیں اور یہ حقیقتاً ممکن ہے، کیونکہ پیدائشی طور پر جن کھاتے پیتے ہیں، ان کی پیٹھ سے ہوائیں نکلنا ممکن ہے، اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٦٠٥. (صحيح) عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨٧]

605- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

٦٠٦. (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ؛ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٠٨، صحيح مسلم: ٣٨٩]

606- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور اس کی پیٹھ سے آواز نکلتی ہے، جب تک اذان سنتا رہے، جب اذان ختم ہو جائے تو آ جاتا ہے، جب اقامت کہی جائے تو پھر بھاگ جاتا ہے، جب اقامت ہو چکے تو آ جاتا ہے اور انسان کے دل میں خطرات (وسوسے) ڈالتا ہے۔ کہتا ہے: یہ یاد کرو، جو اسے یاد نہ تھا، یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی۔'' (بخاری، مسلم)

٦٠٧. (صحيح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦٠٩]

607- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''موذن کی آواز کوئی جن یا انسان یا کوئی دوسری چیز نہیں سنتی مگر اس کے لیے قیامت کے دن شہادت دے گی۔'' (بخاری)

٦٠٨. (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى

عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨٤]

608- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو، جیسے موذن کہتا ہے، پھر مجھ پر صلاۃ بھیجو، کیونکہ جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ صلاۃ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلاۃ بھیجے گا۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو، یہ جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں سے صرف ایک ہی آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے، وہ میں ہی ہوں۔ جو شخص میرے لیے وسیلے کی دعا کرے اس کے لیے شفاعت حلال ہو چکی۔'' (مسلم)

٦٠٩۔ (صحيح) وَعَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مِنْ قَلْبِهِ؛ دَخَلَ الْجَنَّةَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨٥]

609- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤذن ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہے اور تم بھی ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہو۔ جب وہ ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہے اور تم بھی ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہو۔ پھر وہ ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہے اور تم بھی ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہو۔ اور مؤذن جب ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ'' کہے اور تم سے سننے والا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِا للّٰهِ'' کہے۔ ''نہ نیکی کی ہمت ہے نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے مگر اللہ کی توفیق سے''۔ پھر مؤذن ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کہے۔ تم سے سننے والا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِا للّٰهِ'' کہے۔ پھر اذان کہنے والا ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہے۔ سننے والا بھی یہی کہے، پھر دلی عقیدت سے مؤذن ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه.'' کہے۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

٦١٠۔ **(صحيح)** وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ؛ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَة ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٦١٤]

610- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اذان سنے اور یہ دعا پڑھے: ''اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَة، آتِ مُحَمَّدً الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْدً الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ.'' ''اے اللہ! اس کامل آواز اور قائم ہونے والی نماز کے رب! دیجیے حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور انھیں مقامِ محمود میں بھیجیے، جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو میری شفاعت اس کے لیے واجب ہوگی۔'' (بخاری)

٦١١۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عَلَى الْفِطْرَةِ » ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خَرَجْتَ مِنَ النَّار » فَنَظَرُوا فَإِذا هُوَ رَاعِي مِعْزًى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨٢]

611- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ طلوعِ فجر کے وقت حملہ کرتے تھے، اذان کی طرف کان لگاتے، اگر اذان کی آواز سنتے تو حملہ سے رک جاتے، ورنہ (بستی) پر حملہ کر دیتے، ایک دفعہ حضرت ﷺ نے سنا، ایک آدمی ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ فطرت پر ہے۔'' پھر فرمایا: ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم آگ سے نکل گئے۔'' لوگوں نے دیکھا تو وہ بکریوں کا ایک گڈریا تھا۔ (مسلم)

٦١٢۔ **(صحيح)** وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا؛ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٣٨٦]

612- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی موذن کی

آواز سنے اور یہ دعا پڑھے: "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا." "میں اس پر گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا، آنحضرت ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر خوش ہوں اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں، اس سے اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" (مسلم)

٦١٣۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ» ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

[صحيح البخاري: ٦٢٧، صحيح مسلم: ٨٣٨]

613- عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دو اذانوں (اذان اور تکبیر) کے درمیان نماز ہے، دو اذانوں میں نماز ہے، تیسری دفعہ فرمایا جو شخص چاہے۔" (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٦١٤۔ (صحيح لغيره) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ؛ اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٧١٦٩] وَأَبُو دَاوُدَ [٥١٧] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢٠٧] وَالشَّافِعِيُّ [١٧٥] وَفِي أُخْرَى لَهُ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ.

614- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے۔ اے اللہ! اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو معاف فرما۔"[1] (احمد، ابو داود، ترمذی، شافعی) شافعی کی دوسری روایت میں وہی الفاظ ہیں جو مصابیح میں ہیں۔

٦١٥۔ (ضعيف جدًا) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٠٦] وَابْنُ مَاجه [٧٢٧]

[1] امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی صحت، اس کے فرائض و نوافل اور سنن کی حفاظت امام کے ذمے ہے اور بر وقت اذان کہنا یہ امانت مؤذن کے سپرد ہے، عمداً غلطی سے ان کو پرہیز کرنا چاہیے اور اگر انسانی فطرت کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اس کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔

615- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ثواب کی نیت سے سات سال اذان کہے، اس کے لیے آگ سے نجات لکھی جاتی ہے۔“ (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ)

٦١٦۔ (صحيح) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِلْجَبَلِ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا، يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [١٢٠٣] وَالنَّسَائِيُّ [٦٦٦]

616- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیرا رب گڈریے سے خوش ہوتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان دیتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے اس بندے کو دیکھو، اذان دیتا ہے، نماز پڑھتا ہے، مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔“ (ابو داود، نسائی)

٦١٧۔ (ضعيف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ، وَرَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٩٨٦] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

617- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین آدمی قیامت کے دن کستوری کے ڈھیروں پر ہوں گے: ① غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی، ② جو آدمی کسی قوم کی امامت کرائے اور وہ خوش ہوں، ③ اور جو صبح، شام پانچ نمازوں کے لیے اذان کہے۔“ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

٦١٨۔ (حسن صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٦٤٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٥١٥] وَابْنُ مَاجَه [٧٢٤]، وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٦٤٦] إِلَى قَوْلِهِ: «كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ». وَقَالَ: «وَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ صَلَّى».

618- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ''مؤذن کے لیے اس کی آواز کے موافق بخشش کی جاتی ہے اور ہر خشک اور تر چیز اس کے لیے شہادت دیتی ہے اور نماز کے لیے حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نمازوں کا اجر لکھا جاتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان اس نے جو گناہ کیے ہوں، معاف کیے جاتے ہیں۔'' (احمد، ابو داود، ابن ماجہ) نسائی نے ''كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ'' تک روایت کیا ہے اور فرمایا: ''موذن کو نمازیوں کے برابر اجر ملتا ہے۔''

٦١٩۔ (صحيح) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِجْعَلْنِي إِمَامَ قومِي فَقَالَ: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٦٢٧٠] وَأَبُو دَاوُدَ [٥٣١] وَالنَّسَائِيُّ [٦٧٢]

619- عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرما دیں۔ فرمایا: ''تم ان کے امام ہو اور ان میں کمزور کے مطابق اقتداء کرو اور ایسا موذن مقرر کرو جو اذان پر اجرت نہ لے۔'' (احمد، ابو داود، نسائی)

٦٢٠۔ (ضعيف) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَن أَقُولَ عِنْد أَذَانِ الْمَغْرِبِ: اللّٰهُمَّ إِن هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرُ لِي. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٣٠] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ [٣٨٤]

620- ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھوں: «اللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرُ لِي» ''اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے کا وقت ہے اور تیرے دن کی واپسی کا وقت اور تیرے لیے پکارنے والوں کی آوازیں، سو مجھے معاف کر دے۔'' (ابو داود، دعوات کبیر بیہقی)

٦٢١۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَوْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا» وَقَالَ فِي سَائِرِ الْإِقَامَة: كَنَحْوِ حَدِيثِ عُمَرَ فِي الْأَذَانِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٢٨]

621- ابو امامہ رضی اللہ عنہ یا بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے، فرمایا: بلال نے اقامت شروع کی، جب ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' ''بے شک نماز تیار ہے۔'' کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَقَامَهَا اللّٰهُ

وَأَدَامَهَا» ''اللہ اسے قائم اور دائم رکھے'' اور باقی اقامت میں اذان کی طرح فرماتے رہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے۔ (ابوداود)

٦٢٢۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٢١] وَالتِّرْمِذِيُّ [٢١٢]

622- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔'' (ابوداود، ترمذی)

٦٢٣۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا» وَفِي رِوَايَةٍ: «وَتَحْتَ الْمَطَرِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٥٤٠] وَالدَّارِمِيُّ [١٣٣٣] إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: «وَتَحْتَ الْمَطَرِ».

623- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا کم رد کی جاتیں ہیں: اذان کے وقت دعا اور لڑائی کے وقت جب دونوں لشکر مل رہے ہوں۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اور بارش کے نیچے۔'' (ابوداود، دارمی) لیکن دارمی نے ''تَحْتَ الْمَطَرِ'' کا ذکر نہیں کیا۔

٦٢٤۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُلْ كَمَا يَقُولُونَ، فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٢٤]

624- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے بڑھ جاتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا: ''تم بھی ویسے کہو جیسے وہ کہتے ہیں، جب ختم کرو تو سوال کرو تمھیں دیا جائے گا۔'' (ابوداود)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٦٢٥۔ (صحیح) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ». قَالَ الرَّاوِي: وَالرَّوْحَاءُ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ: عَلَى سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِيلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٨٥٢]

625- جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: ''شیطان جب اذان سنتا ہے تو روحاء تک بھاگ جاتا ہے۔ راوی نے کہا: روحا مدینے سے ۳۶ میل پر ہے۔ (مسلم)

٦٢٦۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ، إِذْ أَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ، حَتَّى إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَلَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَقَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِك. رَوَاهُ أَحْمَدُ [١٦٨٣١]

626- علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کے مؤذن نے اذان کہی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی کہتے رہے، جس طرح موذن نے کہا، یہاں تک کہ اس نے ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاة'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاح'' کہا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه'' کہا۔ اس کے بعد اسی طرح کہا جس طرح مؤذن نے کہا تھا، پھر فرمایا: میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (احمد)

٦٢٧۔ (حسن) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي، فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ مِثْلَ هَذَا يَقِينًا دَخَلَ الْجَنَّةَ». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٦٧٤]

627- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، بلال اذان کے لیے کھڑے ہوئے، جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس کی طرح یقین سے کہے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (نسائی)

٦٢٨۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ: «وَأَنَا وَأَنَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٥٦٢]

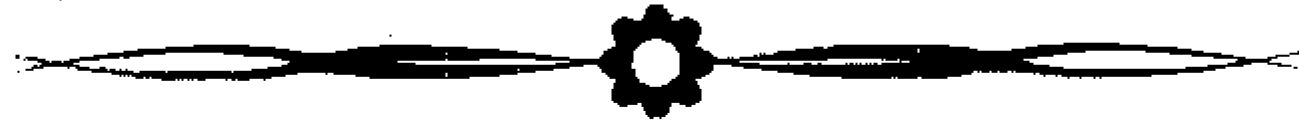
628- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کو سنتے کہ شہادت کے کلمات کہہ رہا ہے۔ فرماتے: «أَنَا، أَنَا» ''یعنی میں بھی شہادت دیتا ہوں۔'' (ابوداود)

٦٢٩۔ (**صحيح لغيره**) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٧٢٨]

629- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بارہ سال اذان دے، اس کے لیے جنت واجب ہے اور اس کی اذان کے سبب اس کے لیے روزانہ ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت کے سبب تیس نیکیاں۔'' (ابن ماجہ)

٦٣٠۔ (**ضعيف**) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَاءِ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ [٣٨٦]

630- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مغرب کی اذان کے وقت ہمیں دعا کا حکم دیا جاتا۔ (دعوات کبیر بیہقی)



بَابٌ فِيهِ فَصْلَانِ

اذان کے متعلق باب

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

٦٣١۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» قَالَ: وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ: أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦١٧، ٦٢٠، صحيح مسلم: ١٠٩٢]

631- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات کو اذان کہتا ہے، تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ عبداللہ بن ام مکتوم اذان کہے۔'' اور عبداللہ بن ام مکتوم نابینا تھے، جب تک انھیں لوگ نہ بتاتے کہ صبح ہوگئی، وہ اذان نہیں کہتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

٦٣٢۔ (صحيح) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ، وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ، وَلَكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِي الْأُفُقِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٠٩٤]، وَلَفْظُهُ لِلتِّرْمِذِيِّ [٧٠٦]

632- سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''سحری کے کھانے سے تمھیں نہ تو بلال کی آواز سے رکنا چاہیے اور نہ ہی صبح کاذب کی وجہ سے، بلکہ اس فجر (صبح صادق) کی وجہ سے جو کناروں میں پھیل جاتی ہے۔'' (مسلم) لفظ ترمذی کے ہیں۔

٦٣٣۔ (صحيح) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي فَقَالَ: «إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

[صحيح البخاري: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٢٨٤٨، صحيح مسلم: ٦٧٤]

633- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور میرا چچا زاد بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم سفر کرو تو اذان اور اقامت کہو، تم سے بڑا اور معمر آدمی امامت کرائے۔“ (بخاری، مسلم)

٦٣٤۔ **(صحيح)** وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيُؤَمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٣١، صحيح مسلم: ٦٧٤]

634- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا: ”اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے، جب نماز میں حاضر ہو تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور تم میں سے بڑا آدمی امامت کرائے۔“ (بخاری، مسلم)

٦٣٥۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، سَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرَى عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: «اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ». فَصَلَّى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ. فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: «أَيْ بِلَالُ» فَقَالَ بِلَالٌ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ، قَالَ: «اِقْتَادُوا» فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِي﴾» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٨٠]

635- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کی لڑائی سے واپس آئے تو تمام رات چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منزل پر اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”آج رات تم پہرہ دو۔“ بلال جہاں تک ہو سکا نماز پڑھتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ اپنے کجاوے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا منہ فجر کی طرف تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند غالب آ گئی اور وہ کجاوے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بیدار ہوئے، نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جاگے اور گھبرائے اور فرمایا: ''اے بلال!'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی اس چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ پر گرفت کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چلو۔'' لوگوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑی دور تک چلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اقامت کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی، جب نماز ہو چکی تو فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے اسے جب یاد آئے تو پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾ ''میری یاد کے لیے نماز قائم کرو''۔ (مسلم)

٦٣٦۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٣٧، صحيح مسلم: ٦٠٤]

636- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز تیار ہو جائے تو مت کھڑے رہو، یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو کہ میں آ گیا ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

٦٣٧۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: « فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ » وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي. [صحيح البخاري: ٩٠٨، صحيح مسلم: ٦٠٢]

637- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر مت آؤ۔ آرام سے چل کر آؤ اور تسکین اور اطمینان کی پابندی کرو، جس قدر نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔'' (بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں ہے: ''تم جب نماز کا انتظار کرتے ہو تو تم نماز ہی میں ہو۔'' اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٦٣٨۔ (ضعيف) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رضي الله عنه قَالَ: عَرَّسَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةً

بِطَرِيقِ مَكَّةَ، وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ، فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوا حَتَّى اسْتَيْقَظُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ فَقَدْ فَزِعُوا، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي، وَقَالَ: «إِنَّ هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ». فَرَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي، ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّئُوا، وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ لِلصَّلَاةِ أَوْ يُقِيمَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ رَأَى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا، فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا» ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَالًا، فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. رَوَاهُ مَالِكٌ [٢٦] مُرْسَلًا.

638- زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ کی راہ میں ایک رات اترے اور بلال کے سپرد کیا کہ انھیں نماز کے لیے بیدار کرے، بلال اور سب ساتھی سو گئے، جب بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا، لوگ گھبرائے ہوئے جاگے، آنحضرت ﷺ نے سب کو سوار ہونے کا حکم دیا کہ اس میدان سے نکل جائیں، کیوں کہ اس وادی میں شیطان ہے، لوگ سوار ہو کر اس وادی سے نکل گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے انھیں اترنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وضو کر لیں اور بلال کو حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان یا اقامت کہیں۔ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ لوٹے اور لوگوں میں گھبراہٹ محسوس فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ نے ہماری روحوں کو قبض فرمایا اور اگر وہ چاہتا تو کسی دوسرے وقت انھیں رد فرماتا، جب کوئی تم میں سے سو جائے یا اسے نماز بھول جائے، پھر بیدار ہو تو اسی طرح اسے ادا کرے، جس طرح وقت میں ادا کرتا تھا۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: ''بلال نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان ان کے پاس آیا، انھیں لٹا دیا، پھر اسے تھپکی دیتا رہا، جس طرح بچے کو تھپکی دے کر سلایا جاتا

ہے یہاں تک کہ وہ سو گیا۔'' پھر حضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، بلال نے اسی طرح خبر دی، جس طرح آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہ ہوں، آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (مالک نے مرسل روایت فرمایا)۔

٦٣٩۔ (ضعیف) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ: صِيَامُهُمْ وَصَلَاتُهُمْ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٧١٢]

639- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دو خصلتیں موذنوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہیں: مسلمانوں کی نماز اور ان کے روزے۔'' (ابن ماجہ)



بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مسجدیں اور نماز کی جگہیں

مسجد اسلام کے نشانات سے ہے۔ آنحضرت ﷺ جب سرحدی علاقوں کا دورہ فرماتے یا سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوجی دستے روانہ فرماتے تو جس گاؤں سے اذان کی آواز آتی یا مسجد موجود ہوتی، اس پر یورش نہیں فرماتے تھے۔ حضرت ﷺ فرماتے تھے: ''جہاں تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو کسی کو قتل مت کرو۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا دل مسجد کے ساتھ وابستہ ہو اس کے لیے جنت کی شہادت دو۔'' نیز فرمایا: ''جو شخص مسجد بنائے، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔''[1] نیز فرمایا: ''جو شخص صبح وشام مسجد میں جائے، اللہ تعالیٰ صبح وشام اس کی مہمانی فرماتے ہیں۔''[2]

عبادت اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، جو جگہ عبادت کے لیے مقرر کی جائے، وہ یقیناً افضل ہوگی، وہ بھی قربِ الٰہی کا ذریعہ ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے مساجد کو جنت کے باغوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرمایا: ''جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو اس میں چرو۔'' چرنے کا مطلب عبادت ہے، یعنی جب مسجد میں آؤ تو اللہ کا ذکر کرو۔

مسجد میں شور کرنا اور بلاضرورت دنیا کی باتیں کرنا ممنوع ہے۔ سودا سلف کی باتیں اور گندے گندے شعر پڑھنا منع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ»[3]

''یہ مساجد اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہیں۔''

ایک حدیث میں ہے۔ جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعت نوافل ادا کرنے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٣٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٣٣)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٣١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٦٩)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٨٥)

چاہییں،[1] یہ نوافل تحیّۃ المسجد ہیں۔ اس سے مسجد کا احترام بھی ظاہر ہوتا ہے اور عبادت اور ذکرِ الٰہی کی طرف رغبت بھی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ساری زمین مسجد ہے۔ ہر جگہ نماز درست ہے، لیکن ① جہاں گندگی ڈالی جائے، ② قبرستان، ③ ذبح خانہ، ④ راستہ کے درمیان، ⑤ حمام میں، ⑥ اور جہاں اونٹ بیٹھے ہوں، ⑦ اور بیت اللہ کی چھت پر اور عذاب کی سرزمین جہاں کوئی عذابِ الٰہی سے تباہ ہو جائے، نماز درست نہیں۔''[2] اس کی وجہ ظاہر ہے۔ بعض مقامات گندے ہوتے ہیں، نماز پاک جگہ پر ہونی چاہیے۔ بعض جگہ خیالات منتشر ہونے کا کھٹکا ہوتا ہے۔ بعض شرک کے مواقع ہیں۔ مثلاً اگر قبرستان میں قبریں موجود ہوں تو قبر پرستی سے مشابہت ہوگی، جو اسلام میں اسی طرح ممنوع ہے جیسے بت پرستی۔ اگر قبروں کا نشان موجود نہ ہو تو نماز درست ہے، کیونکہ وہ مقبرہ نہیں۔ بیت اللہ کی چھت پر نماز بیت اللہ کے احترام کے منافی ہے۔ عذاب کی سرزمین اللہ کے غضب کا مقام ہے۔

تین مسجدیں:

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''تین مسجدوں کے سوا زیارت گاہ کے طور پر اور کہیں سفر نہ کیا جائے۔''[2] سیر وسیاحت درست ہے۔ تجارت، جہاد اور ہجرت کے لیے سفر درست ہے، لیکن اجر وثواب کے ارادے سے ان مساجد کے علاوہ نہ کسی قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہیے، نہ کسی پہاڑ اور درخت کی زیارت کے لیے۔ یہ سفر حج کے مشابہ ہے۔ یہ صرف تین مسجدوں کے لیے اجازت دی گئی ہے: مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ۔ مسجدِ حرام آلِ اسماعیل کی مرکزی عبادت گاہ ہے۔ مسجدِ نبوی کو آنحضرت ﷺ کی وجہ سے مرکزیت اور شرف حاصل ہوا۔ مسجدِ اقصیٰ انبیائے بنی اسرائیل کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی جگہ ایسی نہیں جسے ان مساجد کے برابر شرف اور مرکزیت حاصل ہو۔ اس لیے ان کے علاوہ تعبّدی سفر کو روک دیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کفر جاہلیت کے زمانے میں زیارت گاہوں پر برکت حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور اس میں بہت سی خرابیاں ہیں اور احکامِ الٰہیہ کی تحریف۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے اس لیے روک دیا کہ دین کے

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٤٦) سنن ابن ماجه (٧٤٦) امام البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١١٩٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٢٧)

شعائر میں خبط اور خلط واقع نہ ہو جائے اور یہی طریقے اللہ کے سوا غیر کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قبر اور کسی بزرگ کی عبادت گاہ اور طور پہاڑ وغیرہ سب انہی میں داخل ہیں۔ اھ (حجة الله البالغة: ١/ ١٥٣) یہ فضیلت ان مسجدوں کے لیے خاص ہے، کیونکہ جو حیثیت ان مساجد کو حاصل ہے باقی مساجد کو حاصل نہیں۔

آدابِ مساجد: مسجد کو پاک رکھنا چاہیے، نہ اس میں گندگی ڈالی جائے نہ کوڑا کرکٹ، بلکہ اسے صاف کرتے رہنا چاہیے۔ مسجد میں بدبو دار چیزیں نہ رکھی جائیں۔ بدبو دار چیز استعمال کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ پیاز، لہسن اور مولی وغیرہ جن کے استعمال سے منہ سے بدبو آتی ہے، مسجد کے آداب کے منافی ہیں۔ حقہ کی بو ان سب چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے حقہ استعمال کرنے کے بعد جب تک بدبو دور نہ ہو جائے مسجد میں آنا منع ہے۔

مسجد کی آبادی عمارت کی خوبصورتی سے نہیں، مسجد کی آبادی نمازیوں کی کثرت اور مسجد کو ستھرا رکھنے سے ہوتی ہے، زیادہ ٹیپ ٹاپ پر زور دینا اور نماز سے گریز کرنا اچھا فعل نہیں۔



اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...پہلی فصل

٦٤٠۔ (صحيح) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيهِ كُلِّهَا، وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ: «هَذِهِ الْقِبْلَةُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٩٨] وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ [١٣٢٩] عَنْهُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

640- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب آنحضرت ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کناروں میں دعا فرمائی اور نماز نہیں پڑھی، جب باہر نکلے تو دو رکعت نماز قبلے کے سامنے پڑھی اور فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔'' (بخاری) مسلم نے بواسطہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

٦٤١۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ، فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيهَا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ: مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلَّى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٥٠٥، صحيح مسلم: ١٣٢٩]

641- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا اور اندر ٹھہرے، جب باہر نکلے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آں حضرت ﷺ نے کیا کیا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے ایک ستون بائیں جانب کیا اور دو عمود دائیں جانب کیے اور تین ستون پیٹھ کی طرف۔ ان ایام میں بیت اللہ کے چھے ستون تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔[1] (بخاری، مسلم)

[1] حدیث نمبر 640 اور 641 میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس میں ترجیح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہے، کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ اندر گئے، ان کو واقعہ کا صحیح علم ہے۔ دوم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ اندر نہیں گئے، ان کا خیال سماعی ہے۔ سوم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ بند کرنے کے بعد اندر اندھیرا ہو گیا۔ اسامہ کسی دوسرے کونے میں دعا کرنے لگ گئے۔ بلال خادم تھے، ان کو حضرت کے ساتھ رہنا تھا، ان کو توجہ لازمی تھی، اس لیے ان کی روایت کو ترجیح ہو گی۔

٦٤٢۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
[صحيح البخاري: ١١٩٠، صحيح مسلم: ١٣٩٤]

642- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز ہزار نماز سے بہتر ہے باقی مساجد میں سے، مسجدِ حرام کے سوا۔'' (بخاری، مسلم)

٦٤٣۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١١٩٧، صحيح مسلم: ٨٢٧]

643- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین مساجد کے سوا زیارت کے لیے سفر نہ کیا جائے: مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد۔'' (بخاری، مسلم)

٦٤٤۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١١٩٦، صحيح مسلم: ١٣٩١]

644- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے، میرا منبر حوض پر ہوگا۔'' (بخاری، مسلم)

٦٤٥۔ **(صحيح)** وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ١١٩٣، صحيح مسلم: ١٣٩٩]

645- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ قباء میں تشریف لاتے، کبھی پیدل، کبھی سوار ہو کر اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ (بخاری، مسلم)

٦٤٦۔ **(صحيح)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٧١]

646- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شہروں میں سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں اور

بازار بہت زیادہ ناپسند۔'' (مسلم)

٦٤٧۔ (صحیح) وَعَنْ عُثْمَانَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٥٠، صحيح مسلم: ٥٣٣]

647- حضرت عثمان ﷛ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

٦٤٨۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٦٢، صحيح مسلم: ٦٦٩]

648- حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح اور شام مسجد میں جائے، ہر صبح اور شام اللہ اس کی مہمانی کا سامان جنت میں تیار فرماتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

٦٤٩۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي، ثُمَّ يَنَامُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٥١، صحيح مسلم: ٦٦٢]

649- ابو موسیٰ ﷛ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جتنی دور مسافت سے انسان مسجد میں آئے، اسی قدر زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے اور جو آدمی نماز کا انتظار کرے اور امام کے ساتھ پڑھے، اس کا اجر اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اکیلے پڑھ کر سو جائے۔'' (بخاری، مسلم)

٦٥٠۔ (صحیح) وَعَن جَابِرٍ ﷛ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: «بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ». قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ. فَقَالَ: «يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٦٦٥]

650- حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں: مسجد کے قریب کچھ گھر خالی ہو گئے، قبیلہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب تبدیل ہو جائیں، آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے

فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرات مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں۔'' ان لوگوں نے کہا: خیال تو یہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ تمھارے قدم لکھے جائیں گے، اپنے گھروں میں قیام کیا کرو، تمھارے قدم شمار ہوں گے، (تمھیں تمھارے چلنے کا اجر ملے گا)۔'' (مسلم)

٦٥١۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٨٠٦، صحيح مسلم: ١٠٣١]

651- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا، جب کہ اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا: ① انصاف پسند بادشاہ، ② اور جوان آدمی جسے اللہ کی عبادت کا خیال رہے، ③ جس آدمی کا دل مسجد سے وابستہ رہے، جب نکلے پھر واپس آجائے، ④ دو آدمی جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں، اسی پر جمع ہوتے اور اسی پر الگ ہوتے ہیں، ⑤ اور جس آدمی نے اللہ کو خلوت میں یاد کیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، ⑥ اور جس آدمی کو کسی خوبصورت اور خاندانی عورت نے برائی کے لیے بلایا اور اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اللہ کا ڈر ہے، ⑦ اور جس نے پوشیدہ صدقہ کیا، بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں، دائیں نے کیا خرچ کیا۔'' (بخاری، مسلم)

٦٥٢۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ ضِعْفًا؛ وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ؛ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ». وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ

الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ». وَزَادَ فِي دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ. مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٦٤٧، ٢١١٩، صحيح مسلم: ٦٤٩]

652- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باجماعت نماز کا اجر گھر کی نماز اور بازار کی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہوتا ہے اور یہ اس طرح کہ جب انسان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں صرف نماز کی نیت سے جائے، وہ جو قدم اٹھائے گا، اس کے عوض اس کا درجہ بلند ہوگا اور گناہ معاف ہوگا اور جب نماز پڑھے تو جب تک نماز کی جگہ میں بیٹھا ہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اے اللہ! اس پر رحمت کر، اس کو معاف فرما دے اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے ہو تو تم نماز ہی میں ہوتے ہو۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب مسجد میں آئے تو نماز ہی اسے روکے ہوئے ہو۔'' اور فرشتوں کی دعا میں یہ لفظ زیادہ فرمائے: ''اے اللہ! اسے معاف فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما، جب تک کسی کو دکھ نہ دے اور بے وضو نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

٦٥٣- (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٧١٣]

653- ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: «اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ» ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب نکلے تو یہ دعا پڑھے: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.» ''اے اللہ! میں تیرا فضل چاہتا ہوں۔'' (مسلم)

٦٥٤- (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٤٤، صحيح مسلم: ٧١٤]

654- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔'' (بخاری، مسلم)

٦٥٥- (**صحيح**) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا يَقْدَمُ مِنْ

سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٠٨٨، صحيح مسلم: ٧١٦]

655- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے ہمیشہ دن کو چاشت کے وقت واپس آتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور بیٹھ جاتے۔ (بخاری، مسلم)

٦٥٦ـ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٦٨]

656- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی کو سنو کہ وہ کوئی گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو اسے کہو: خدا تمھیں یہ چیز واپس نہ دے، مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔"[1] (مسلم)

٦٥٧ـ (صحيح) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٨٥٤ـ ٨٥٥ صحيح مسلم: ٥٦٤]

657- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ان بدبو دار سبزیوں کو استعمال کرے، وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے، جس چیز سے انسانوں کو تکلیف پہنچے، فرشتے بھی اس سے ایذا محسوس کرتے ہیں۔" (بخاری، مسلم)

٦٥٨ـ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤١٥، صحيح مسلم: ٥٥٢]

658- انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، اگر ایسا ہو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دے۔" (بخاری، مسلم)

---

[1] اگر چیز کسی دوسری جگہ گم ہوئی تو اس کی تلاش کے لیے مسجد میں ہنگامہ کرنا منع ہے، یہ بے ضرورت گفتگو ہے، مساجد کا ادب اس کے منافی ہے، اگر چیز مسجد ہی میں گم ہوئی ہو یا ممکن ہو کہ مسجد میں تذکرہ کرنے سے چیز مل جائے گی تو ایسی صورت میں مسجد میں یہ تذکرہ ممنوع نہیں۔

٦٥٩۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِءِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٥٤]

659- ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر امت کے اچھے اور برے عمل پیش کیے گئے، دکھ دینے والی چیز راستہ سے ہٹا دینا میں نے اس کے اچھے عملوں میں دیکھا اور اس کے برے اعمال میں یہ بھی تھا کہ مسجد میں تھوک کر دفن نہ کیا جائے۔'' (مسلم)

٦٦٠۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا» وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ: «تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَىٰ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٠٧، ٤١٦، صحيح مسلم: ٥٤٨، ٥٥٠]

660- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں کھڑا ہو تو منہ کے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ وہ جب تک نماز میں ہو اللہ سے باتیں کرتا ہے اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے، کیونکہ دائیں طرف فرشتے ہوتے ہیں، بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک کر دفن کر دے۔'' ابوسعید کی روایت میں ہے: ''بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔'' (بخاری، مسلم)

٦٦١۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٣٥، ٤٣٦، صحيح مسلم: ٥٣١]

661- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے، ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔''[1] (بخاری، مسلم)

---

[1] مسجدیں بنانے کا یہ مطلب ہے کہ قبر کی طرف سجدہ کیا جائے، یہ حرام اور شرک ہے۔ بعض جگہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ مسجد اس طرح بنائی گئی ہے کہ قبر سامنے ہے۔ مسجد کے دروازے کھلیں تو قبر سامنے ہو یہ بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض حنابلہ تو قبرستان کی مسجد میں نماز ہی درست نہیں سمجھتے۔

٦٦٢۔ (صحيح) وَعَن جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [٥٣٢]

662- حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقین جانو کہ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے، تم قبروں کو مسجدیں مت بنانا، میں تمھیں اس سے روکتا ہوں۔'' (مسلم)

٦٦٣۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٤٣٢، صحيح مسلم: ٧٧٧]

663- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انھیں قبریں مت بناؤ۔'' (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي... دوسری فصل

٦٦٤۔ (صحيح لغيره) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٤٤]

664- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔'' (ترمذی)

٦٦٥۔ (صحيح) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيعَةً لَّنَا، فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَبَّهُ فِي إِدَاوَةٍ. وَأَمَرَنَا فَقَالَ: «اُخْرُجُوا فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوا بِيعَتَكُمْ، وَانْضَحُوا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ، وَاتَّخِذُوهَا مَسْجِدًا» قُلْنَا: إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيدٌ، وَالْحَرَّ شَدِيدٌ، وَالْمَاءَ يُنْشَفُ، فَقَالَ: «مُدُّوهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا طِيبًا». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [٧٠١]

665- طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک وفد کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

گئے، ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے۔ ہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ اپنے وضو سے بچا ہوا پانی دے دیں۔ آپ ﷺ نے پانی منگایا اور وضو کیا اور کلی کی۔ پھر اسے ہمارے برتن میں ڈال دیا اور ہمیں جانے کی اجازت دی اور فرمایا: ''جب اپنے وطن میں پہنچو تو گرجا توڑ دو اور اس کی زمین پر یہ پانی بہا دو اور اسے مسجد بنا لو۔'' ہم نے عرض کی: ہمارا شہر بہت دور ہے اور موسم سخت گرم ہے، پانی خشک ہو جائے گا۔ فرمایا: ''اس میں اور پانی ملا لینا، پانی کی طہارت میں اس سے اضافہ ہو گا۔'' (نسائی)

٦٦٦۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّورِ، وَأَنْ يُنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٥٥] وَالتِّرْمِذِيُّ [٥٩٤۔ ٥٩٦] وَابْنُ مَاجَه [٧٥٨]

666۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور فرمایا: ''انھیں پاک اور صاف رکھو۔'' (ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ)

٦٦٧۔ (صحيح) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٤٨]

667۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مسجدیں چونے گچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا گیا۔'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تم یہود اور نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو خوبصورت بناؤ گے۔ (ابو داود)

٦٦٨۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٤٩] وَالنَّسَائِيُّ [٦٨٩] وَالدَّارِمِيُّ [١٤٤٨] وَابْنُ مَاجَه [٧٣٩]

668۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ قیامت کے نشانات سے ہے کہ لوگ مسجدوں کی تعمیر میں فخر کریں گے۔'' (ابو داود، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

٦٦٩۔ (ضعيف) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عُرِضَتْ عَلَيَّ

أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٩١٦] وَأَبُو دَاوُدَ [٤٦١]

669- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ پر میری امت کے اجر پیش کیے گئے یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالنا ان میں موجود تھا اور امت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کیے گئے، ان میں سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ انسان قرآن کی کوئی آیت یاد کر کے بھول جائے۔“ (ترمذی، ابوداود)

٦٧٠- (صحیح) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٢٣] وَأَبُو دَاوُدَ [٥٦١]. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٧٨٠] عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنَسٍ.

670- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت دو۔“ (ترمذی، ابوداود) اور ابن ماجہ نے سہل بن سعد اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔

٦٧١- (ضعیف) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿**إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ**﴾». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٢٦١٧، ٣٠٩٣] وَابْنُ مَاجَه [٨٠٢] وَالدَّارِمِيُّ [١٢٥٩]

671- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد پہنچنے کی بہت فکر رکھتا ہے تو شہادت دو کہ یہ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مسجد کی آبادی کی فکر صرف مومن ہی کرتے ہیں، جن کا آخرت پر ایمان ہے۔“ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

٦٧٢- (ضعیف) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ رضي الله عنه قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لَنَا فِي الِاخْتِصَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَى وَلَا اخْتَصَى، إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِي الصِّيَامُ». فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ. فَقَالَ: «إِنْ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ». فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِيْ التَّرَهُّبِ. فَقَالَ: «إِنَّ تَرَهُّبَ أُمَّتِيْ الْجُلُوسُ فِيْ الْمَسَاجِدِ انْتِظَارَ الصَّلَاةِ». رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ [٤٨٤]

672- عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت طلب فرمائی۔[1] آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو خصّی کرے یا خود خصی ہو، وہ ہم سے نہیں۔ میری امت میں روزے رکھنے سے خصی ہونے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔'' میں نے عرض کی: مجھے سیاحت کی اجازت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا میری امت کے لیے سیاحت ہے۔'' میں نے عرض کی: مجھے راہب بننے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرنا میری امت کی رہبانیت ہے۔'' (شرح السنۃ)

٦٧٣۔ (صحيح لغيره وما تحته خط فضعيف) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ، قَالَ: فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيَ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ [٢٣٢٠] مُرْسَلًا، وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٢٣٥] نَحْوَهُ عَنْهُ.

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَزَادَ فِيهِ: قَالَ: «يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِيْ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فِيْ الْكَفَّارَاتِ، وَالْكَفَّارَاتُ: الْمُكْثُ فِيْ الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِيْ الْمَكَارِهِ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: إِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ

[1] خصی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوت مردمی کو بالکل فنا کر دے، اس کی اجازت نہیں۔ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ انسان قانون کے مطابق چلنے کی عادت سیکھے، فطری قوت کو فنا کر دینا کوئی خوبی نہیں، ضبط اور قانونِ الٰہی کی پابندی خوبی ہے۔

نِيَامٌ». وَلَفْظُ هَذَا الْحَدِيثِ كَمَا فِي الْمَصَابِيحِ لَمْ أَجِدْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَّا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ [٩٢٤]

673- عبدالرحمان بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے (خواب) میں اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا۔ پس فرمایا: اوپر کی جماعتیں (فرشتے) کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: اور آپ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ مجھے اپنی چھاتی میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، جو کچھ آسمان اور زمین میں تھا، میں نے جان لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ [الأنعام: ٧٥] اسی طرح دکھائی ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہت آسمان اور زمین کی تاکہ اسے یقین آ جائے۔'' (دارمی مرسل) لیکن ترمذی نے اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور زیادہ کہا: ''اللہ نے فرمایا: اے محمد! تم جانتے ہو اوپر کی جماعت کس بات میں جھگڑ رہی ہے؟ میں نے کہا: ہاں کفارات میں (ایسے اعمال جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں) اور کفارات (کیا ہیں؟) مسجدوں میں نماز کے لیے ٹھہرنا اور جماعت کے لیے چل کر جانا اور تکلیف کے وقت پوری طرح وضو کرنا اور جو ایسا کرے اس کی زندگی بھی بہتر ہے اور موت بھی بہتر اور گناہوں سے اسی طرح پاک ہوتا ہے جیسے آج اسے ماں نے جنا اور فرمایا: اے محمد! جب تم نماز ادا کرو تو یہ دعا پڑھو: «اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، فَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ.» ''اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اچھے کام کرنے کا اور برے کاموں کے ترک کرنے کا اور مسکینوں سے محبت کا اور جب تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر اپنی طرف قبض فرما لے۔'' اور درجات یہ ہیں سلام کو عام کرنا اور کھانا کھلانا اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز ادا کرنا۔'' اور حدیث کے یہ لفظ عبدالرحمان سے شرح السنۃ کے سوا مجھے کسی کتاب میں نہیں ملے۔

٦٧٤۔ (صحيح) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَهُوَ

ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٢٤٩٤]

674- ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کے متعلق اللہ ضامن ہے: ① جو آدمی اللہ کی راہ میں غزوے کے لیے نکلے، اللہ ضامن ہے کہ اسے موت کے بعد جنت میں داخل فرمائے یا ثواب اور غنیمت سمیت اپنے گھر واپس کرے۔ ② اور جو آدمی مسجد کی طرف جائے، اللہ اس کا ضامن ہے۔ ③ جو شخص اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہو، اللہ اس کی سلامتی کا ضامن ہے۔''[1] (ابو داود)

٦٧٥۔ (حسن) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يُنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢٣٠٤] وَأَبُو دَاوُدَ [٥٥٨]

675- ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرضی نماز کے لیے نکلے اس کو اس قدر اجر ہے جیسے احرام سے حج کے لیے جاتا ہے، جو شخص چاشت کے لیے گھر سے نکلے، اس کے سوا اسے کوئی مطلب نہ ہو، اسے عمرہ کرنے کا اجر ملے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز جب کہ دونوں کے درمیان لغو باتیں نہ کرے، یہ عمل علیین میں لکھا جاتا ہے۔'' (احمد، ابو داود)

٦٧٦۔ (ضعيف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: «اَلْمَسَاجِدُ». قِيلَ: وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٥٠٩]

676- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم جنت کے باغوں میں گزرو تو ان میں چرو۔'' پوچھا گیا: جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: ''مسجدیں۔'' پوچھا گیا: چرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ''«سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَر.» ''اللہ پاک ہے،

[1] اللہ کی ضمانت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین آدمیوں کی نجات اور جزا اپنے ذمے لے لی ہے۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔'' (ترمذی)

٦٧٧۔ (حسن) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٧٢]

677۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس کام کے لیے کوئی شخص مسجد میں آئے۔ (آخرت میں) اسے وہی کچھ ملے گا۔'' (ابوداود)

٦٧٨۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ» وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣١٤] وَأَحْمَدُ [٢٦٤١٦] وَابْنُ مَاجَه [٧٧١]، وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَتْ: إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَكَذَا إِذَا خَرَجَ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ» بَدَلَ: «صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ». وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى.

678۔ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تو درود شریف وسلام پڑھتے اور فرماتے: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.» ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے نکلتے تو صلاۃ اور سلام کہتے اور فرماتے: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ.» ''اے اللہ! میرے گناہ معاف کر اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔'' (ترمذی، احمد، ابن ماجہ) اور ان دونوں میں یہ لفظ ہیں کہ جب مسجد میں داخل ہوتے یا نکلتے تو فرماتے: «بِسْمِ اللّٰهِ والسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ» ''میں اللہ کے نام کی برکت سے (مسجد میں آیا ہوں) اور اللہ کے رسول ﷺ پر سلام ہو۔'' «صَلَّى علٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ» کی جگہ۔ ترمذی فرماتے ہیں: اس کی سند متصل نہیں، فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ کبریٰ کا زمانہ نہیں پایا۔

٦٧٩۔ (حسن) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضي الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَنِ الْبَيْعِ وَالِاشْتِرَاءِ فِيهِ، وَأَنْ يَتَحَلَّقَ

النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [١٠٧٩] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٢٢]

679- عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا اور اس میں خرید وفروخت کرنے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے۔ (ابوداود، ترمذی)

٦٨٠- (صحيح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «إِذَا رَأَيْتُم مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ. وَإِذَا رَأَيْتُم مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً فَقُولُوا: لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [١٣٢١] وَالدَّارِمِيُّ [١٤٤١]

680- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا دیکھو تو اسے کہو اللہ تیری تجارت میں فائدہ نہ کرے اور جب دیکھو کہ مسجد میں کوئی گمشدہ چیز تلاش کر رہا ہے تو اسے کہہ دو کہ خدا کرے تجھے نہ ملے۔'' (ترمذی)

٦٨١- (حسن) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٤٩٠] فِي سُنَنِهِ، وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُولِ فِيهِ [١٢٦١] عَنْ حَكِيمٍ، وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرٍ.

681- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے اور شعر پڑھنے اور حدیں قائم کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداود) جامع الاصول میں حکیم بن حزام سے اور مصابیح میں جابر سے۔

٦٨٢- (صحيح لغيره) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ، يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ، وَقَالَ: «مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا». وَقَالَ: «إِن كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٣٨٢٧]

682- معاویہ بن قرۃ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں (پیاز اور تھوم) سے منع فرمایا اور فرمایا: ''جو ان دونوں کو کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے اور اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو پکا کر ان کی بدبو کو مار دیا جائے۔'' (ابوداود)

٦٨٣- (صحيح) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «الْأَرْضُ كُلُّهَا

مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٩٢] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣١٧] وَالدَّارِمِيُّ [١٤٣٠]

683- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبرستان اور حمام کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔'' (ابو داود، ترمذی، دارمی)

٦٨٤۔ **(ضعيف)** وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٤٦] وَابْنُ مَاجه [٧٤٦]

684- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا: ① لید پھینکنے کی جگہ، ② ذبح خانہ، ③ قبرستان، ④ شاہراہ کے درمیان، ⑤ حمام، ⑥ اونٹ بیٹھنے کی جگہ، ⑦ بیت اللہ کی چھت پر۔ (ترمذي، ابن ماجه)

٦٨٥۔ **(صحيح لغيره)** وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٤٨]

685- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز مت پڑھو۔'' (ترمذی)

٦٨٦۔ **(ضعيف بهذا السياق)** وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٣٢٣٦] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٢٠] وَالنَّسَائِيُّ [٢٠٤٣]

686- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں اور ان لوگوں پر جو ان پر مسجدیں بنائیں اور چراغ جلائیں۔ (ابو داود، ترمذی)

٦٨٧۔ **(ضعيف)** وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ حِبْرًا مِنَ الْيَهُودِ سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَيُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ: «أَسْكُتُ حَتَّى يَجِيءَ جِبْرِيلُ» فَسَكَتَ وَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ أَسْأَلُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى». ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ: «يَا مُحَمَّدُ إِنِّي دَنَوْتُ مِنَ اللَّهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ». قَالَ: «وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرِيلُ؟» قَالَ: «كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ

مِنْ نُورٍ». فَقَالَ: «شَرُّ الْبِقَاعِ أَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا» رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ [١٥٩٩] عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

687- ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک یہودی عالم نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا: کونسی جگہ بہتر ہے؟ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور فرمایا: ''جب تک جبرائیل نہ آ جائے میں خاموش رہوں گا۔'' وہ خاموش ہو گیا۔ جبرائیل آ گئے، آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام نے کہا: مجھے سائل سے زیادہ علم نہیں، لیکن میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کروں گا۔'' جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''آج میں اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا جس قدر آگے کبھی نہیں ہوا۔'' حضرت ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام کیسے ہوا؟'' فرمایا: ''میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر پردے تھے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بدترین جگہ بازار ہے اور بہترین جگہ مسجد ہے۔'' (ابن حبان)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

٦٨٨۔ (صحیح) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعِ غَيْرِهِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [٢٢٧] وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [١٦٩٨]

688- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ''جو میری اس مسجد میں آئے اور اس کا مقصد علم سیکھنے اور سکھانے کے سوا کچھ نہ ہو۔ اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے اور جو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے آئے، وہ اس آدمی کی طرح ہے، جو دوسرے کے سامان کو تاک رہا ہو۔''[1] (ابن ماجہ، شعب الایمان بیہقی)

---

[1] خیر سے مراد علم اور تزکیۂ نفس ہے، مساجد کی تعمیر کا اصل مقصد یہی ہے۔ مساجد کو علم اور عملِ خیر کا مرکز ہونا چاہیے، تاکہ وہیں سے رشد و ہدایت کی سوتیں پھوٹیں۔ دوسرے کے سامان کو دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کو جب مساجد میں خیر طلب کرنے والے اپنا اجر پائیں گے تو ایسے لوگ جو مساجد میں خیر کی طلب کے لیے نہیں آتے، ان کو دیکھیں گے اور اپنی محرومی پر افسوس کریں گے، ان کے دل میں اپنی محرومی اور دوسروں کی کامیابی کے متعلق دوگونہ حسرت ہوگی۔

٦٨٩۔ (ضعيف) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ. فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ [٢٧٠١]

689- حسن رحمہ اللہ سے مرسل مروی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا، مسجد میں ان کی گفتگو دنیا ہی کے کاموں میں ہوگی۔ تم ان کے پاس مت بیٹھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔'' (شعب الایمان بیہقی)

٦٩٠۔ (صحيح) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ: اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ. قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٤٥٨]

690- سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں سو رہا تھا، ایک آدمی نے کنکر مارا۔ میں نے جب دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ ان دو آدمیوں کو لے آؤ۔ میں ان کو آپ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ یا تم کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا: اگر تمھارا قیام مدینہ میں ہوتا تو میں تمھیں ضرور سزا دیتا، تم آنحضرت ﷺ کی مسجد میں شور کر رہے ہو۔ (بخاری)

٦٩١۔ (ضعيف) وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ: بَنَى عُمَرُ رَحَبَةً فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ، وَقَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ فَلْيَخْرُجْ إِلَى هٰذِهِ الرَّحَبَةِ. رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ [٦٠٢]

691- امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک کونے میں ایک میدان بنایا، جسے ''بُطَيْحَاء'' کہتے تھے۔ فرمایا: جو شخص شور کرنا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے یا اونچی آواز کرنا چاہے، وہ اس میدان کے اندر چلا جائے۔ (موطا)

٦٩٢۔ (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ

عَلَيْهِ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: « إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ » ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ: « أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [۳۹۷]

692- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف تھوک دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرا، اس ناگواری کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر دیکھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ فرمایا: ”جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو تو اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہو اور اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے، سو تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف نہ تھوکے، لیکن بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔“ پھر چادر کے ایک کونے میں تھوک کر اسے آپس میں مل دیا اور فرمایا: ”یا پھر اس طرح کر دے۔“ (بخاری)

٦٩٣۔ (صحيح) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِقَوْمِهِ حِينَ فَرَغَ: « لَا يُصَلِّي لَكُمْ ». فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « نَعَمْ » وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: « إِنَّكَ آذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٨١]

693- سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی ایک قوم کا امام تھا، اس نے قبلے کی طرف تھوکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے کہا: ”آیندہ یہ امامت نہ کرائے۔“ اس کے بعد اس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا، ان لوگوں نے اسے روکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اطلاع دی، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا (اور صحابی نے کہا) میرا خیال ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے۔“ (ابوداود)

٦٩٤۔ (صحيح لغيره وما تحته خط فضعيف) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَبَسَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى

عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ، فَقَالَ لَنَا: «عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ» ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ: «أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ: إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي، فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَهَا ثَلَاثًا» قَالَ: «فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ! قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ حِينَ الْكَرِيهَاتِ، قَالَ: ثُمَّ فِيمَ؟ قُلْتُ: فِي الدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. ثُمَّ قَالَ: سَلْ»، قَالَ: قُلْتُ: «اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ». فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا». رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢٢١٠٩] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٢٣٥] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

694- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ ایک دن صبح کی نماز سے رک گئے یہاں تک کہ طلوعِ آفتاب کے آثار نظر آنے لگے، آپ ﷺ جلدی سے نکلے، اقامت کہی گئی، آپ ﷺ نے مختصر سی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا: ''اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھے رہو۔'' پھر ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: ''میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج صبح کی نماز سے کیوں رک گیا، میں رات کو اٹھا، میں نے وضو کیا، میں نے نماز پڑھی جس قدر مقدر تھی، پھر میں نماز میں سو گیا، یہاں تک کہ میرا جسم بوجھل ہو گیا۔ اچانک حق تعالیٰ وہاں بہترین صورت میں موجود تھے۔ اللہ نے

فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: اوپر کے لوگ کیا گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں، تین دفعہ یہی فرمایا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی، میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ پھر فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: فرشتے کس معاملے میں گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: کفّارات میں (جو عمل گناہ کو مٹا دیتے ہیں) حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: مسجدوں کی طرف پیدل جانا اور نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور تکلیف کے وقتوں میں پوری طرح وضو کرنا۔ فرمایا۔ پھر فرمایا: کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی: درجات میں۔ فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: ① کھانا کھلانا، ② اور نرمی سے گفتگو کرنا، ③ اور رات کو نماز پڑھنا، جب لوگ سو رہے ہوں۔ فرمایا: حق تعالیٰ سے آپ کچھ مانگ لیں۔ میں نے عرض کی: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، وَّأَسْئَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلٰى حُبِّكَ.» ”اے اللہ! میں توفیق چاہتا ہوں آپ سے نیک کام کرنے کی، برے کاموں سے بچنے کی، مسکینوں سے محبت کی اور آپ مجھے بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں اور جب آپ کسی کو آزمانا چاہیں تو مجھے آزمائش کے بغیر موت دے دیں۔ اے اللہ! میں تیری محبت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کریں اور ایسے اعمال سے محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دیں۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”یہ صحیح ہے۔ اسے یاد کرو اور پڑھا کرو۔“ (احمد، ترمذی) اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

٦٩٥۔ (صحيح) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» قَالَ: «فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٤٦٦]

695- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے: ''« أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» ''میں اللہ کی عظمت سے پناہ لیتا ہوں اور اس کی ذات کی کرامت سے پناہ چاہتا ہوں اس کی قدیم سلطنت سے پناہ لیتا ہوں، شیطانِ مردود سے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب یہ دعا کہے تو شیطان کہتا ہے، دن کا باقی حصہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔'' (ابو داود)

٦٩٦۔ (صحيح) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اَللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا [٤١٦]

696- عطا بن یسار فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ لوگ اسے پوجیں، ان لوگوں پر اللہ کا بہت غضب ہوا، جن لوگوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔'' (مالک مرسل)

٦٩٧۔ (ضعيف) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي الْحِيطَانِ. قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهِ: يَعْنِي الْبَسَاتِينَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [٣٣٤] وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، وَقَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ.

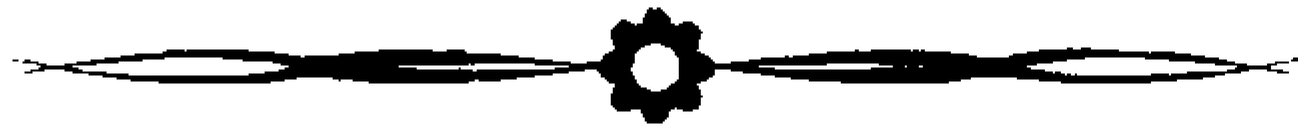
697- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغوں میں نماز پسند فرماتے تھے، بعض راویوں نے فرمایا: حیطان کا مطلب بستان ہے۔ (احمد، ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے، صرف حسن بن ابو جعفر سے مروی ہے، ان کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

٦٩٨۔ (منكر) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه [١٤١٣]

698- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھر میں نماز کا اجر ایک نماز کا تھا اور جمعہ کی مسجد میں نماز کا اجر پچیس نماز کا اجر ہوگا اور جامع مسجد میں نماز کا اجر پانچ صد نماز کا اجر ہوگا اور مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبوی میں پچاس ہزار نماز کا اجر ہوگا اور مسجدِ حرام میں ایک لاکھ نماز کا اجر ملے گا۔'' (ابن ماجہ)

٦٩٩۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ؟ قَالَ: «اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى». قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ عَامًا، ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٢٤٣، صحيح مسلم: ١١٦٢]

699- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے کون سی مسجد رکھی گئی؟ فرمایا: ''مسجدِ حرام۔'' میں نے دریافت کیا: پھر کون سی؟ فرمایا: ''مسجدِ اقصیٰ۔'' میں نے پوچھا: ان دونوں میں کس قدر فرق ہے؟ فرمایا: ''چالیس سال۔ پھر زمین تمھارے لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے، نماز پڑھ لو۔''[1] (بخاری، مسلم)



[1] حرمِ مکہ کی بنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی اور مسجد اقصیٰ کی بنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے۔ ان دونوں بزرگوں میں ہزار سال سے زیادہ کا فرق ہے۔ اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی بنا رکھی اور اس کے بعد بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی بنا رکھی۔ گویا ابتدائی بنا دونوں کی حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی۔ ان دونوں میں چالیس سال کا فرق ہے۔ فتح الباری و دیگر شروحِ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

بَابُ السَّتْرِ

نماز میں ستر (پردہ پوشی) کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے، یہ لباس پہنتا ہے، باقی مخلوق میں لباس رائج نہیں۔ حیوانات میں ایک طبعی سی صورت بنا دی گئی ہے۔ اس سے زیادہ کی ان کو ضرورت نہیں ہوتی۔ لباس میں انسان کے لیے دو مقصد رکھے گئے ہیں: ① زینت۔ ② پردہ۔ پردہ کرنا نماز میں فرض ہے، نماز کے لیے شرط ممکن ہوتے بھی اگر ستر نہ ڈھانپا جائے تو نماز فاسد ہوگی۔ لباس میں ایک گونہ طہارت بھی ہے، نماز کی عظمت اور احترام بھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا ادب بھی لباس میں ملحوظ ہے۔ یہ مسئلہ جس قدر شرعی ہے، اسی قدر عقلی بھی ہے۔ کوئی عقلمند آدمی ننگا ہونا پسند نہیں کرتا، بلکہ حسبِ ضرورت، حسبِ حالات اچھے لباس کی خواہش کرتا ہے اور کوشش بھی۔ اس سے یہ امر شرعاً اور عقلاً ظاہر ہے کہ عبادت کے وقت اچھا لباس ہونا چاہیے، جس سے آبرومندی اور عزتِ نفس ظاہر ہو۔ صرف وہ عبادات مستثنیٰ ہوں گی، جن میں بعض مصالح کی بنا پر لباس کی بعض اوضاع معین فرما دی گئی ہیں، مثلاً: احرام۔

استطاعت:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو کندھوں پر ضرور کپڑا ہونا چاہیے۔''[1] ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمام لوگوں کو دو کپڑے میسر آ سکتے ہیں؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نماز میں لباس کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَوَسِّعُوا''[2]

''جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم اس وسعت سے فائدہ اٹھاؤ۔''

آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ لباس کے معاملے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٥٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥١٦)

[2] صحيح ابن حبان (٦/ ٧٥)

میں توفیق اور ''وسعت'' کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ امام بخاری نے تعلیقاً ذکر فرمایا:

« كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: كُلْ مَا شِئْتَ، وَالْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: إِسْرَافٌ وَمَخِيلَةٌ » (۲/ ۸۶۰)

''کھاؤ، پیو، پہنو، صدقہ کرو، جب تک اسراف اور تکبر نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر کا بھی یہی مطلب ہے۔''

آنحضرت ﷺ کا لباس:

آنحضرت ﷺ کے لباس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت کے لباس میں جبہ، قباء، صوف کا جبہ، قمیض، ازار اور حلہ برنسی، برد نجرانی، حبرہ، شملہ، نمرہ، خمیصہ، کساء، انجانیہ، سراویل (پاجامہ)، عمامہ (پگڑی)، قلنسوہ (ٹوپی) وغیرہ یہ لباس ہیں جو آنحضرت ﷺ اور حضرت ﷺ کے رفقاء نے عموماً جناب کے سامنے پہنے۔ ان میں بعض ارزاں ہیں اور بعض کافی قیمتی۔ ایک خاص حد تک لباس میں ریشم کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔ عورتوں کے لباس میں خوبصورتی کے لحاظ سے اور بھی وسعت فرمائی۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ لباس کے معاملے میں کچھ پابندیاں نہیں فرمائی کہ کیسا لباس پہنے، لیکن یہ درست ہے کہ اچھا لباس میسر ہونے کی صورت میں ننگ دھڑنگ ہونا پسندیدہ فعل نہیں، بلکہ اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ نماز، غیر نماز کی حالت میں کچھ فرق نہیں۔ بعض لوگوں کی عجیب حالت ہے۔ عام حالات میں اچھا لباس پہنتے ہیں، مگر نماز کے وقت ننگے سر کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ عجیب مضحکہ خیز پوزیشن ہے۔ بعض جاہل تو اسے سنت سمجھتے ہیں، حالانکہ زیادہ سے زیادہ جواز کہا جا سکتا ہے۔ فضیلت اسی میں ہے کہ نماز میں اچھی وضع اختیار کی جائے، آنحضرت ﷺ کے لباس کی عمومی صورت سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ عام انسانوں میں لباس کے متعلق فطری جذبات کا یہی تقاضا ہے، ایک سنجیدہ اور صحیح الدماغ آدمی اس تفریق کو کبھی پسند نہیں کرے گا۔

کم از کم لباس:

نماز کے متعلق کم از کم لباس کے متعلق اس حد تک اتفاق ہے کہ ستر کا ڈھانپنا ضروری ہے، اس کے علاوہ کچھ حصہ بدن کا ننگا ہو، نماز ہو جائے گی۔ ستر کے بعد کندھے ڈھانپنا سب سے زیادہ

ضروری ہے۔ «لَا یُصَلِّیَنَّ أَحَدُکُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ» (بخاری ومسلم)[1] ''کوئی آدمی ایک کپڑے میں ننگے کندھوں سے نماز نہ پڑھے۔''

ستر کی حد:

اس امر میں اختلاف ہے کہ ستر کی حد کیا ہے۔ احناف رحمہم اللہ اسے ناف تک فرماتے ہیں۔ شوافع موٹی ران سے ناف تک ستر سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ صرف قبل و دبر کو ستر سمجھتے ہیں۔ جمہور اہلِ علم کا یہی خیال ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیثِ انس، جس کا مضمون یہ ہے کہ ران ستر نہیں، ''أَسْنَدُ وَحَدِیْثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ، حَتّٰی نَخْرُجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ'' (صحیح البخاري: ۱/ ۵۳) حضرت انس کی روایت سند کے لحاظ سے مضبوط ہے اور جرہد کی روایت جس میں ران کا ستر ہونا معلوم ہوتا ہے، اس میں احتیاط ہے۔ صحابہ کے اختلاف میں یہ ایک تطبیق کی صورت ہے اور شوکانی فرماتے ہیں: ''وَالْحَقُّ أَنَّ الْفَخِذَ مِنَ الْعَوْرَةِ.'' ''صحیح یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔'' (نیل الأوطار: ۲/ ۴۹)

اس اختلاف کے باوجود اس پر اتفاق ہے کہ ستر (اس کی جو بھی حد کسی کے نزدیک ہو) ڈھانپنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہو گی، اس کے سوا کوئی عضو ننگا ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔ ستر کے بعد کندھوں کا مرتبہ ہے، یہ کم از کم حد ہے، جسے ڈھانپنا نماز میں ضروری ہے۔

اگر لباس میسر آ سکے تو پھر ایک کپڑا پہن کر پڑھنا یا دو کپڑوں میں ادا کرنا بہتر اور افضل ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں؟'' پھر کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا: جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت سے کام لو۔[2] آدمی کو اپنے بدن پر کپڑے استعمال کرنے چاہییں، تہبند اور چادر میں نماز پڑھے، تہبند اور قمیص میں، تہبند اور قباء میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ و قمیص میں، پاجامہ و قباء میں، جانگیہ اور قباء میں، جانگیہ اور قمیص میں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حضرت عمر نے جانگیہ اور چادر کا بھی ذکر فرمایا۔ (۱/ ۵۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کا مقصد ایک ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کی اجازت دیتے وقت یہی وجہ ظاہر فرمائی کہ سب

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۵۲) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۵۱۶)

[2] صحیح ابن حبان (۶/ ۷۵)

لوگوں کو دو دو کپڑے میسر نہیں آ سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ کی بنا پر فرمایا کہ جب وسعت ہو جائے تو وسعت کے مطابق کام کرو، اسی اصل کے مطابق لباس کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا جس میں ایک سے زیادہ کپڑے استعمال کیے گئے ہیں۔ ان احادیث اور آثار سے واضح ہوتا ہے کہ وسعت ہوتے ہوئے ننگے بدن نماز ادا کرنا مصالحِ شرعیہ کے منافی ہے، اسے سنت سمجھنا تو بڑی بات ہے، اسے پسندیدہ اور مناسب کہنا بھی مشکل ہے، البتہ اگر عوام میں یہ شبہہ ہو جائے کہ ننگے سر یا ننگے پیٹ نماز نہیں ہوتی تو اظہارِ جواز کے لیے کبھی ایسا کرنا درست ہے، بلکہ مسنون۔

غلطی کی وجہ:

غلطی کی اصل وجہ یہ ہے کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی۔ اس مفہوم کی احادیث عمرو بن سلمہ، ابو ہریرہ، ابوسعید، جابر، ابی بن کعب سے مروی ہیں۔ اس سے سمجھ لیا گیا کہ سر ننگا ہوگا، حالانکہ ایک کپڑے سے بھی سر ڈھانپا جا سکتا ہے، بلکہ محمد بن منکدر کی حدیث بواسطہ جابر بن عبداللہ جس میں گردن پر کپڑا باندھنے کا ذکر ہے اس کی صورت یہی ہوتی ہے کہ سر پر لپیٹ کر گردن میں باندھ دیا جاتا ہے۔ میری نظر میں کچھ ایسی صورت نہیں گزری، جس میں سر ننگا رکھنے کی صراحت ہو، بعض جگہ سے اشارتاً سمجھا جاتا ہے، وہ اظہارِ جواز کے لیے مفید ہوسکتا ہے، صحیح لباس کے ساتھ مساوات یا سنت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس غلطی سے بچنا چاہیے اور خواہ مخواہ نماز میں پاگلوں کی وضع نہیں بنانی چاہیے۔

عورتوں کا پردہ:

عورتوں کا بدن نماز میں سر سے پاؤں تک ڈھکا ہونا ضروری ہے۔ اگر کپڑا کھلا ہو جس میں ننگا ہونے کا خطرہ ہو تو اس میں بٹن یا کانٹے لگا لے۔ اسبال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اسبال کا مطلب یہ ہے کہ سر سے کپڑا اس طرح لٹکا رہے کہ بدن کے مستور حصے کھلے رہیں۔ اسے بند کر لیا جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔

حضرت جوتوں سے بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور جوتوں کے بغیر بھی، اس وقت مساجد کا نظم ہماری مساجد کی طرح نہیں تھا۔ عام طور پر مساجد میں فرش تھا نہ چٹائیاں، ایسی مساجد میں جوتوں سمیت نماز سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی خشک ممالک کے بازار کوچوں میں گندگی کم ہوتی ہے۔ غرض اگر جوتا پاک اور صاف ہو تو جوتے سمیت مسجد میں آنا نماز ادا کرنا درست ہے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ... پہلی فصل

۷۰۰۔ (صحیح) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٥٦، صحيح مسلم: ٥١٧]

700- عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے، کپڑے کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں پر رکھے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۷۰۱۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَىٰ عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٥٩، صحيح مسلم: ٥١٦]

701- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے (جب تک) اس کے کندھوں پر اس کا کچھ حصہ نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

۷۰۲۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٦٠]

702- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، فرماتے: ''جو آدمی ایک کپڑے میں نماز ادا کرے اس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کے خلاف کندھوں پر ڈال دے (یعنی کپڑا پوری طرح لپیٹ لے)۔'' (بخاری)

۷۰۳۔ (صحیح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَّهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «اِذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: قَالَ: «كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ يَّفْتِنَنِي». [صحيح البخاري: ٣٧٣، صحيح مسلم: ٥٥٦]

703- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر میں ایک نماز پڑھی، جس میں نقش و نگار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یہ چادر لے جاؤ اور ابوجہم سے اس کی انجانیہ لے آؤ، اس چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔“ (بخاری، مسلم) بخاری کی روایت میں ہے: ”میں اس کے نقش و نگار کو نماز میں دیکھتا رہا، میں ڈرا کہ مجھے فتنے میں نہ ڈال دے۔“[1] (یعنی نماز خراب نہ کر دے)۔

٧٠٤- (صحيح) وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِّعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هَذَا، فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٧٤]

704- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ سے گھر کے ایک پہلو کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ پردہ ہٹا دو، اس کی تصویریں نماز میں ہمیشہ میرے سامنے آتی رہیں۔“ (بخاری)

٧٠٥- (صحيح) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرُّوجَ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: «لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. [صحيح البخاري: ٣٧٥، ٥٨٠١، صحيح مسلم: ٢٠٧٥]

705- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی قبا تحفہ کے طور پر دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہن کر نماز پڑھی، پھر لوٹے اور اسے ناپسند فرماتے ہوئے کھینچ کر اتار دیا، پھر فرمایا: ”یہ اہلِ تقویٰ کا لباس نہیں۔“ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ... دوسری فصل

٧٠٦- (حسن) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي

[1] ابوجہم صحابی تھے، ان کا نام عامر بن حذیفہ ہے، یہ چادریں لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے ایک خوب صورت چادر ہدیتاً پیش کی، اس میں نقش و نگار تھے، جب نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس کے نقش و نگار پر لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم سے دوسری سادہ چادر بدل لی، جوانج (شہر کا نام) کی بنی ہوئی تھی۔ مطالبہ اس لیے فرمایا کہ ابوجہم یہ نہ سمجھیں کہ حضرت نے چادر ناراض ہو کر واپس فرمائی ہے۔

رَجُلٌ أَصِيدُ، أَفَأُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٣٢] وَرَوَى النَّسَائِيُّ [٧٦٥] نَحْوَهُ.

706- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں شکار کرتا ہوں، کیا میں ایک قمیص میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: ''ہاں! اسے بٹن لگا دو، گو وہ کانٹوں کے ہوں۔'' (ابو داود، نسائی)

٧٠٧۔ (ضعیف) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّصَلِّي مُسْبِلٌ إِزَارَهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ» فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَّتَوَضَّأَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ صَلَّى وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٦٣٨]

707- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، اس کا تہبند لٹک رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا کر وضو کرو۔'' پھر وہ آیا تو ایک آدمی نے عرض کی: حضرت یہ کیا ہے؟ جناب نے اسے وضو کا حکم فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا، جو شخص تہبند لٹکا کر نماز پڑھے، اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔'' (ابو داود)

٧٠٨۔ (صحيح) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٤١] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٧٧]

708- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بالغ عورت کی نماز چادر کے بغیر نہیں ہوتی۔''[1] (ابو داود، ترمذی)

٧٠٩۔ (ضعيف) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قَالَ: «إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّي ظُهُورَ قَدَمَيْهَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٤٠] وَذَكَرَ جَمَاعَةً وَقَفُوهُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ.

---

[1] حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے بال نماز میں ننگے نہیں ہونے چاہییں، اگر عورت کا سر ننگا ہو اس کی نماز نہیں ہوگی، اگر سر پر اتنا باریک کپڑا ہو جس سے بال نظر آئیں تو بھی نماز نہیں ہوگی۔ خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھک جائے۔

709- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: کیا عورت کُرتے اور چادر میں نماز پڑھے، جبکہ اس نے تہبند نہ پہنا ہو؟ فرمایا: ''جب کرتا لمبا ہو، جس سے پاؤں کی پیٹھ ڈھکی ہوئی ہو تو نماز درست ہے۔'' (ابو داود اور فرمایا محدثین کی ایک جماعت نے اسے موقوف کہا ہے)۔

۷۱۰۔ (**حسن**) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٤٣] وَالتِّرْمِذِيُّ [٣٧٨]

710- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل[1] سے منع فرمایا اور منہ ڈھانپنے سے۔ (ابو داود، ترمذی)

۷۱۱۔ (**صحيح**) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٥٢]

711- شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودیوں کی مخالفت کرو، وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔'' (ابو داود)

۷۱۲۔ (**صحيح**) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: «مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ؟» قَالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا، إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٥٠] وَالدَّارِمِيُّ [١٥١٨]

712- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک اپنے جوتے اتار دیے اور انھیں اپنی بائیں طرف رکھ دیا، جب لوگوں نے دیکھا تو انھوں نے بھی جوتے اتار دیے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو دریافت فرمایا کہ تم نے ایسے کیوں کیا کہ تم نے جوتے اتار دیے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبرائیل نے مجھے بتایا کہ ان میں گندگی ہے، جب تم نماز کے لیے

[1] ''سدل'' سر سے کپڑا سیدھا لٹکا دے جسے نہ بند لگائے نہ بٹن وغیرہ۔

آ ؤ تو دیکھو اگر ان میں گندگی ہو تو ان کو صاف کر کے نماز پڑھو۔'' (ابو داود، دارمی)

۷۱۳۔ (صحیح) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ فَتَكُونَ عَنْ يَمِينِ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَنْ يَسَارِهِ أَحَدٌ وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «أَوْ لِيُصَلِّ فِيهِمَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ [٦٥٤] وَرَوَى ابْنُ مَاجه [١٤٣٢] مَعْنَاهُ.

713- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز پڑھو تو جوتے دائیں طرف مت رکھو اور نہ ہی بائیں طرف، کیونکہ وہ دوسرے کی دائیں طرف ہوں گے، اگر بائیں کوئی آدمی نہ ہو تو اس طرف رکھ لو ورنہ پاؤں کے درمیان رکھو۔'' ایک روایت میں ہے: ''ورنہ جوتوں سے ہی پڑھ لے۔'' (ابو داود، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ... تیسری فصل

۷۱٤۔ (صحیح) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ. قَالَ: وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [١١٥٩]

714- ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ پر داخل ہوا، میں نے دیکھا حضرت ﷺ ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر سجدہ فرماتے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ اسے لپیٹے ہوئے بھی تھے۔ (مسلم)

۷۱۵۔ (صحیح لغیرہ) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد [٦٥٣]

715- عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ننگے پاؤں اور جوتے سمیت نماز پڑھتے دیکھا۔ (ابو داود)

۷۱٦۔ (صحیح) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: صَلَّى جَابِرٌ رضي الله عنه فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ؟! فَقَالَ: إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ، وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [٣٤٥]

716- محمد بن منکدر فرماتے ہیں: ہم کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک چادر میں نماز پڑھائی جسے انھوں نے گردن کے پیچھے باندھ رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے، کسی آدمی نے ان سے کہا کہ آپ ایک چادر میں کیوں نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ مجھے تم سے کم فہم انجان دیکھ لیں، آنحضرت ﷺ کے وقت دو کپڑے کس کے پاس تھے؟! (بخاری)

٧١٧۔ (صحيح لغيره) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ، كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذَا كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ، فَأَمَّا إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ، فَالصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ أَزْكَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ [٢١٢٧٦]

717- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے، ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس سنت پر عمل کرتے تو معیوب نہ سمجھا جاتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کپڑوں میں کمی کی وجہ سے تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فراخی فرما دی تو دو کپڑوں میں نماز بہتر ہے۔ (احمد)







UMM UL QURA PUBLICATIONS
Sialkot Road, Lodhi Town Gujranwala
0092 321 6466422